جادو منتر ایک دھوکا اور فریب ہے

مناظر اسلام شیخ **پی۔زین العابدین** حفظہ اللہ

مترجم: کے۔محمد ناصر عمریؔ

For Details Contact:
9092758587 / 9600556685

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	جادو منتر ایک دھوکا اور فریب ہے (بزبان تمل)
تالیف	:	مناظر اسلام شیخ پی۔زین العابدین حفظہ اللہ
ترجمہ	:	کے۔محمد ناصر عمریؔ، پرنام بٹ
کمپوزنگ	:	ہائی ٹک کمپیوٹرس
طباعت	:	سن پرنٹنگ ایجنسی، سیل:9443879861
اشاعت اوّل	:	فروری 2015
اشاعت دوّم	:	اکتوبر 2015
تعداد اشاعت	:	2000
صفحات	:	192
ناشر	:	TNTJ PUBLICATIONS No.30, Armineun Street, Mannady, Chennai-600 001. Email: tntjho@gmail.com Ph: 044 - 25215226
قیمت	:	Rs. 40/-

اس کتاب کے اندر

صفحہ نمبر

عرض مترجم	5
ضمیمہ	7
تمہید مؤلف	7
1۔ دین کی دو قسمیں	9
2۔ قرآن اور حدیث کو کس طرح سمجھیں؟	15
3۔ قرآن سے ٹکرانے والی چند حدیثیں	25
کیا چھپکلی ابراہیمؑ کے خلاف آگ بھڑکائے گی؟	25
کیا نبی بننے سے پہلے معراج کا واقعہ پیش آیا؟	28
کیا ہل، پھالی وغیرہ باعث ذلت ہے؟	30
کیا دنیا کو پیدا کرنے سات دن ہوئے؟	33
کیا نبی ﷺ اجنبی عورت سے قریب رہے؟	35
کیا قرآن کی آیت گم ہو سکتی ہے؟	39
کیا سلیمانؑ کی توہین کی جا سکتی ہے؟	41
کیا موسیٰؑ نے فرشتے کو تھپڑ مارا؟	43
کیا عورت، اجنبی نوجوان کو دودھ پلا سکتی ہے؟	47
4۔ نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کی حدیثیں کیا کہتی ہیں؟	53
5۔ قرآن میں شک پیدا کرنے والا جادوئی عقیدہ	62

6۔ جادوئی عقیدہ معجزات کو بے معنٰی کر دیتا ہے۔ 75
(اگر جادو ہے، تو کر کے دکھائے) 80
7۔ قرآن نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کا انکار کرتا ہے 84
8۔ نبی ﷺ نے جادو کا انکار کر دیا 91
9۔ جادو، ٹونا اللہ کی نظر میں 99
10۔ جادو کو ماننا شرک ہے۔ 111
11۔ کیا اللہ کی عطا کردہ قدرت سے جادو کیا جاتا ہے؟ 119
12۔ کیا جنّوں کی مدد سے جادو کیا جاتا ہے؟ 127
13۔ کیا معجزات کو ماننا شرک ہے؟ 135
14۔ کیا سامری کے کرشمے کو ماننا شرک ہے؟ 142
15۔ کیا دجال کے کرشمے کو ماننا شرک ہے؟ 145
16۔ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 102 کیا کہتی ہے؟ 150
17۔ کیا فلق اور ناس کی سورتیں جادو کے لیے دلیل ہیں؟ 165
18۔ کیا صرف معتزلہ نے جادو کا انکار کیا؟ 171
19۔ کیا اکثریت کی بات دلیل بن سکتی ہے؟ 184
20۔ جب جادو کچھ نہیں، تو پھر گناہ کیوں ہوتا ہے؟ 185
21۔ پہلے کہی ہوی بات سے رجوع کیوں؟ 186
22۔ کیا میجک کرنا شرک ہے؟ 189

******

مؤلف کی دیگر مطبوعات 192

******

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مترجم

جادو کے موضوع پر مجلات اور جرائد میں مضامین آتے رہتے ہیں، اور اس کی بابت کئی مستقل کتابیں بھی مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ جن میں جادو کی حقیقت اس کی قسمیں اس کا تدارک، علاج، بچاؤ اور احتیاطی تدابیر وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

غرض جادو کے تعلق سے جتنی کتابیں ہیں، سب اس کی تائید میں لکھی گئی ہیں کہ جادو کا وجود ہے، وہ برحق ہے، خود نبی ﷺ پر جادو کا اثر ہوا ہے، پھر اس کے ازالے کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس نازل کیا وغیرہ۔

مگر افسوس ہے کہ کسی نے بھی تحقیقی جائزہ نہیں لیا۔ حالانکہ جب قبر پرستی کی تائید میں کتاب لکھی گئی، تو اس کا تحقیقی جائزہ لے کر تردید میں کتاب لکھی گئی۔ اور جب تقلید کی تائید میں کتاب منظر عام پر آئی، تو بھی تحقیقی جائزہ کے ساتھ اس کی تردید میں کتاب شائع کی گئی۔ اس طرح کئی موضوعات پر تائید اور تردید میں کتابیں شائع کی جاتی ہیں۔ غرض اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جو قاری خالی ذہن کے ساتھ اس کا مطالعہ کرتا ہے وہ حقیقت سے واقف ہوتا اور سچائی کو تسلیم کرلیتا ہے۔

اسی طریقے سے جادو کے متعلق جتنے دلائل پیش کیے جاتے ہیں، ان سب کا بھی تحقیقی جائزہ منظر عام پر آنا چاہیے، تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آئے۔ چنانچہ چند سال قبل مناظر اسلام شیخ پی۔ زین العابدین صاحب نے جادو کے تعلق سے تحقیقی مضامین لکھے۔ تفصیلی بیان دیا۔ اور سوال وجواب کی نشستوں میں بھی خوب سمجھایا اور قرآنی آیتوں کے حوالوں سے کہا کہ جادو درحقیقت ایک چال ہے۔ وہ فریب اور دھوکا بازی کے سوا کچھ نہیں۔ البتہ اس کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالی جاسکتی ہے۔ اس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ واضح رہے کہ گزشتہ سال کے اوائل میں شیخ نے جادو کے ذریعہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کی بات سے رجوع کرلیا۔ اس کی مناسب وجہ بتائی (جس کی تفصیل آگے آئے گی) ۔ اور اس کا باقاعدہ اعلان کردیا تاکہ حقیقت بے نقاب ہوجائے۔

اس پر جادو کے ماننے والوں نے شور مچایا، کئی قسم کے اعتراض کئے اور اشکالات ظاہر کرتے رہے۔

شیخ نے تحمل کے ساتھ سب کا جواب دیا۔ پھر ماہ جون 2014 میں یعنی سن 1434 ہجری رمضان المبارک کی ابتدائی دس راتوں میں اس موضوع پر شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا۔ جن دلائل سے جادو کو ثابت کیا جاتا ہے ،ان کا بھی علمی جائزہ پیش کیا۔ اور کئی اعتراضات اوراشکالات کا تسلی بخش جواب دے کر سامعین کو مطمئن کیا۔

شیخ ریاست تمل ناڈو کے باشندے ہیں جن کی مادری زبان تمل ہے۔ اس لیے ان کی دینی اور ملی تقاریر، اصلاحی خطبات، غیر مسلموں کے اعتراضات کے معقول اور اطمینان بخش جوابات، اخباری بیانات، انٹرویو، اور حکومت سے حقوق کے مطالبات سب تمل زبان میں ہے۔ اسی طرح تمل ناڈو توحید جماعت کی طرف سے جاری ماہنامے، ویب سائٹ آن لائن پی جے ڈاٹ کام(*www.onlinepj.com*)، ٹی ین ٹی جے ڈاٹ کام(www.tntj.com) اور فیس بک سب تمل زبان میں ہے۔

تمل ناڈو توحید جماعت کے نام کی ترکیب جو ہے تمل زبان کے اعتبار سے ہے۔ کیوں کہ اس اس کا وجود اور ارتقا ریاست تمل ناڈو ہی میں ہے۔ یہاں پر یہ جماعت اسی نام سے پہچانی جاتی ہے، جس کا مخفف ہی ٹی ین ٹی جے ہے۔ ماضی قریب میں ہی توحید جماعت کا فیس بک انگریزی زبان میں بھی کھولا گیا ہے جس کا آئی ڈی یہ ہے:(*www.facebook.com:thawhidjamath*)

مگر تمل ناڈو کے بعض اضلاع میں اردو بولنے اور بات چیت کرنے والے زیادہ ہیں، جو اردو کے ساتھ تمل بھی جانتے ہیں۔ یہی لوگ شیخ کی باتوں اور بیانوں کو اور توحید جماعت کی تبلیغ اور اس کے موقف کو اردو دان طبقہ تک پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح تمل ناڈو کے لوگ جو دوسری ریاستوں میں رہتے اور تھوڑا بہت اردو سیکھ چکے ہیں، وہ بھی اس کام میں لگے ہوے ہیں۔ اس لیے اکثر وبیشتر حضرات اردو میں دلائل اور ثبوت مانگتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کی دیگر ریاستوں سے تشریف لانے والے علماء کرام بھی اردو میں کتاب چاہتے ہیں۔ ان کے علاوہ اردو دان طبقہ کے پڑھے لکھے لوگ بھی اردو میں کتاب کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اس کے پیش نظر ذمہ داروں نے فیصلہ کیا کہ جادو کے موضوع کو اردو دان طبقہ تک پہنچایا جائے۔ اس کے لیے شیخ کی تمل میں لکھی ہوی کتاب کو جو دراصل رمضان کا مسلسل بیان ہے، اردو میں ترجمہ کرنے کی ذمہ داری مجھ پر ڈال دی گئی ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی بساط کی حد تک ترجمہ کیا ہے۔ پھر جن احباب نے اس پر نظر ثانی کی، اور کتابی شکل میں پیش کیا، میں ان سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو جادو کی حقیقت سمجھنے میں مدد فرمائے۔

کے۔ محمد ناصر عمری

ضمیمہ

اس کتاب میں اردو املا کی طرف توجہ دی گئی ہے۔ چنانچہ غلط لکھاوٹ سے ایک حد تک احتیاط برتی گئی ہے۔ اس سلسلے میں قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، نئی دہلی نے "اردو املا" کے نام سے ایک مفید کتاب شائع کی ہے، جس سے استفادہ کرتے ہوئے ہندی الفاظ کے آخر میں ہائے مختفی کے بجائے الف لکھا گیا۔ جیسے: سامنا، پتا، بھروسا، دھوکا، وغیرہ (اردو املا صفحہ نمبر 90)۔

اردو حروف تہجی میں " ۃ " نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس لیے اردو میں ت لکھا گیا۔ جیسے: حیات، نجات، تورات، صلات، زکات، (اردو املا ص120)۔

عربی کے بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کے آخر میں اصلاً ہمزہ ہے۔ مگر اردو میں ہمزہ نہیں لکھا جائے گا۔ جیسے: دعا، املا، علما، انبیا، ابتدا و انتہا وغیرہ (اردو املا ص363)۔

فارسی کے کچھ حاصل مصدر، اسم فاعل وغیرہ اردو میں استعمال کرتے وقت اصل کی رعایت سے ی لکھی جائے گی۔ جیسے: نمایش، آزمایش، گنجایش، زیبایش، پیدایش۔ (اردو املا ص428)

"لئے" کا صحیح املا "لیے" ہو گا۔ کیوں کہ یہ قاعدہ ہے کہ جب بھی ی سے پہلے والا حرف مکسور ہو گا، تو لازمی طور پر ہمزہ نہیں آسکتا۔ ہمیشہ ی آئے گی۔ جیسے: لیجیے، کیجیے، دیجیے، پیجیے، کہیے، لکھیے، پڑھیے، وغیرہ (اردو املا ص394)۔

تمہید مؤلف

میں نے "اسلام کی نظر میں جادو" کے عنوان پر گزشتہ جولائی سن2014ء میں یعنی ماہِ رمضان 1434ھ کی دس راتوں میں مسلسل خطاب کیا۔ کئی احباب نے اصرار کیا کہ ان خطابات کو کتابی شکل میں پیش کیا جائے۔ چنانچہ میں نے جادو، ایک دھوکا اور فریب کے نام سے یہ کتاب ترتیب دی ہے۔

تقریری انداز کو اگر ویسے ہی تحریری شکل دی جائے تو ظاہر بات ہے پر کشش نہیں رہے گی۔ اس لیے نفسِ مضمون کو باقی رکھتے ہوئے کتابی انداز میں تحریر کر رہا ہوں۔

خطاب میں دلیلوں کو پیش کرتے ہوئے مفہوم پیش کر دیا جاتا ہے مگر تحریر میں ایسا نہیں ہوتا۔ قرآنی آیات اور احادیث کا ترجمہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ معنٰی و مفہوم بھی سمجھایا جاتا ہے۔

چونکہ قرآن کریم ہر گھر میں موجود ہے اس لیے کتاب کی ضخامت کو کم کرنے کے لیے آیت قرآنی کا عربی متن دانستہ طور پر چھوڑ دیا گیا۔ لیکن چونکہ حدیث کی کتابیں سب کے پاس نہیں ہوتیں ،اس لیے حدیث کا عربی متن کتاب میں شامل کر لیا گیا ہے۔

خطاب کرتے وقت کسی ضرورت کے مد نظر کہی ہوی بات کو بار بار دہرایا جاتا ہے۔ مگر تحریر میں پیش کرتے وقت تکرار کی ضرورت نہیں پڑتی۔

موضوع سے متعلق کچھ باتیں جو تقریر کرتے ہوئے ذہن سے نکل گئیں،اُن تمام باتوں کو بھی اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔

آج ہمارے اسلامی معاشرے میں بہت سارے لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ جادو بر حق ہے، جادو گر خرق عادت کچھ بھی کر سکتا ہے ، کرامت دکھا سکتا اور معجزہ ظاہر کر سکتا ہے۔ غرض جادو گر ایسا کر دکھانے پر قدرت واختیار رکھتا ہے۔ اسی طرح یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ اللہ کے رسول محمد ﷺ پر بھی جادو کا اثر ہوا۔

حالانکہ اس طرح کا عقیدہ رکھنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر ہمارا جو ایمان ہے، اس کو بہت حد تک نقصان پہنچا کر ہم کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو اس موضوع سے اچھی طرح واقف ہونا چاہیے۔

میں امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب ان کی رہنمائی کرے گی۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ہماری قوم کو اس کتاب کے ذریعہ جادو کی بابت مکمل وضاحت حاصل ہو۔

خیر اندیش

پی۔ زین العابدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دینِ اسلام کی دو قسمیں

تمام قوموں میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ جادو، افسوں، ٹونا، ٹوٹکا، طلسم اور منتر وغیرہ جس کو عربی زبان میں سحر کہا جاتا ہے، جس کے ذریعہ غیر معمولی اور خطرناک نقصان پہنچایا جاسکتا ہے۔ انسانی اعضاء وجوارح کو ناکارہ اور عقل وفہم کو ماووف کیا جاسکتا ہے وغیرہ۔ دوسری اقوام کی طرح مسلمانوں میں سے اکثر لوگوں کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

مگر مسلمانوں میں اس کے برعکس کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کا کہنا یہ ہے کہ جادو خفیہ تدبیر کرکے دھوکا دینے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ یعنی نظر بندی اور شعبدہ بازی ہے، مکاری اور فریب ہے، اور اس جادو کے ذریعہ خرقِ عادت کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور ہم بھی اسی موقف پر جمے ہوئے ہیں۔

ان دو مختلف اعتقادات میں کونسا عقیدہ صحیح ہے؟ یہ جاننے کے لیے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی طرف رجوع کرنا اور ان دلائل کی روشنی میں سچائی اور حق وصداقت کو سمجھنا ہمارا فرض بنتا ہے۔

جادو، منتر کے بارے میں جاننے سے پہلے ہمارے لیے بنیادی حقیقتوں کو جاننا ضروری ہے۔ جس سے جادو کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دین پسند کرکے عطا کیا ہے، اس کی اس نے دو قسمیں کی ہیں:

1) پہلی قسم ایمان ہے جو عقیدے سے تعلق رکھتا ہے۔

2) دوسری قسم اسلام ہے جو اعمال سے متعلق ہے۔

ان دو لفظوں کے براہِ راست معنیٰ ہی سے ہم اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ ایمان کا معنیٰ ماننے کے ہوتے ہیں جس کا تعلق دل سے ہوتا ہے، اور اسلام کا معنیٰ تابع داری کے ہیں، جس کا تعلق عمل، کارروائی اور برتاؤ سے ہوتا ہے۔

اللہ اور اُس کے فرشتے، اُس کے انبیاء ورسل، اُس کی کتابوں، آخرت کے دن، اور تقدیر کے متعلق ایسے ہی ماننا ایمان کہلاتا ہے جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے۔

اس طرح ایمان لانے کے بعد جن اعمال کا کرنا ضروری ہے انہیں کرنا اسلام کہلاتا ہے۔

ذیل کی حدیث سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان دو قسموں کا باقاعدہ الگ الگ ذکر کر کے بالکل وضاحت کر دی۔

حَدَّثَنِي أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ كَهْمَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ ح وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ - وَهَذَا حَدِيثُهُ - حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ - أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ - فَقُلْنَا: لَوْ لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ، فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ دَاخِلًا الْمَسْجِدَ، فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ، وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ، فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ، فَقُلْتُ [ص:37]: أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ، وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ، وَأَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنْ لَا قَدَرَ، وَأَنَّ الْأَمْرَ أُنُفٌ، قَالَ: «فَإِذَا لَقِيتَ أُولَئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ، وَأَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي»، وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ «لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ» ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا»، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ، وَيُصَدِّقُهُ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ»، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ»، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ» قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا، قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ»، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي: «يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟» قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ» (مسلم)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ عمر بن خطابؓ نے حدیث بیان کی کہ ایک روز ہم اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آ پہنچا۔ جس کے کپڑے

نہایت سفید تھے اور بال نہایت کالے تھے۔ یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ سفر سے آیا ہے اور ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا نہ تھا۔ وہ آپ کے قریب (پہنچ کر) بیٹھ گیا۔ اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیے، اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے۔

پھر وہ شخص پوچھنے لگا: اے محمد ﷺ! مجھ کو بتلاؤ کہ اسلام کیا ہے؟ تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ دل سے یقین کر کے زبان سے یہ اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ اقرار کرنا کہ محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکات دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور اگر استطاعت ہو تو خانہ کعبہ کا حج کرنا، اس (جواب کے سننے) پر وہ شخص بولا: تم نے سچ کہا۔ ہم کو تعجب ہوا کہ وہ خود سوال کرتا ہے، پھر وہی اس کی تصدیق بھی کرتا ہے۔

پھر اس شخص نے سوال کیا: مجھ کو بتلاؤ کہ ایمان کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن کو دل سے یقین کرنا اور اس بات کا یقین کرنا کہ اچھا اور برا سب کچھ تقدیر کے مطابق ہی ہوتا ہے۔

---۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: وہ (شخص جو آکر سوال کر رہا تھا) جبریل تھے۔ تم کو تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (مسلم حدیث نمبر 1، مختصر)

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے واضح کر دیا کہ جن چھ باتوں کو ماننا ضروری ہے، اُنہیں دل سے یقین کرنے کا نام ایمان ہے۔ اور عبادت کرنے کا نام اسلام ہے۔ یہ دین ہم کو ایمان اور اسلام غرض دو قسم سے عطا کیا گیا ہے، جس کو ذیل کی ایک قرآنی آیت سے سمجھ سکتے ہیں۔

دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ: "ہم ایمان لائے۔" (اے محمد!) آپ کہہ دیجیے: تم ایمان نہیں لائے۔
ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ بلکہ یوں کہو کہ ہم مسلمان (فرمان بردار) ہو گئے۔
(الحجرات 49: آیت نمبر 14)

دیہات کے کچھ لوگ ایسے تھے جو نماز اور روزے ادا کرتے تھے مگر جن باتوں پر یقین رکھنا

ضروری تھا،ان پر انہوں نے ٹھیک سے یقین نہیں رکھا تھا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے کہا: " تم ایمان نہیں لائے کیونکہ ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا، البتہ ظاہری طور پر تم عبادت کرتے ہو اس لیے تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے، اسلام میں رہتے ہیں "۔ اس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے ایمان اور اسلام کو الگ الگ کر کے دکھایا ہے۔

اس آیت سے پتا چلتا ہے کہ ایمان دل سے یقین رکھنے کا نام ہے، اور اسلام ظاہری عبادات کو کہا جاتا ہے۔ ذیل کی آیت سے بھی اس حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے۔

جو شخص اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس کا انکار کرے، اور جس شخص نے کفر و انکار کے لیے سینہ کھول دیا ہو، تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غصہ (غضب) اور ان کے لیے بڑا سخت عذاب ہے۔ سوائے اس آدمی کے جسے مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ (سورۃ النحل16: آیت نمبر106)

یہ آیت بتلاتی ہے کہ اگر کوئی شخص جس کا ایمان مضبوط ہو اور وہ کسی دھمکی کی وجہ سے مجبور ہو کر صرف زبان سے ایمان کو متاثر کرنے والے کفریہ کلمات کہہ دے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ اگر مجبور شخص دین کے خلاف بات کہہ دے، حالانکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو، تو اس سے اس کی اخروی زندگی پر اثر نہیں ہو گا۔

سلام نام کی عبادات اور کارروائی میں اگر کمی اور کوتاہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا۔ مگر ایمان نام کے یقین رکھنے میں کمی ہو اور دل سے ماننے میں کسر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہیں کرے گا۔ مکہ کے کافروں نے کعبہ کا طواف کیا، حج کیا، اللہ کا ذکر کیا، صدقہ و خیرات کیے، اور حاجیوں کی خدمت بھی کی اس کے باوجود ان کے اعمال کا اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔

کفار مکہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے باوجود یہ یقین رکھتے تھے کہ اللہ کو جس طرح بے شمار اختیارات اور قدرت حاصل ہے، اسی طرح اپنے چھوٹے چھوٹے معبودوں کو بھی چند اختیارات حاصل ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنا چونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین میں کمی اور نقصان کرتا ہے۔ اسی لیے ان کے نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

اگر کوئی شخص ایک طرف اللہ تعالیٰ کو مانے، اور دوسری طرف کسی اور کو اللہ کی طرح با اختیار

اور قدرت والا مانے اور اس پر یقین رکھے، تو اس کے نیک اعمال سب اکارت ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بہت ساری صفات میں سے صرف ایک صفت کو کسی اور میں اللہ کی طرح مانے، اور اللہ کی طرح قدرت والا سمجھے، تو بھی شرک ہے۔ اس لیے ان کے سارے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے تعلق سے کئی آیتوں میں واضح کرتا ہے:

اللہ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا۔ اس سے کم درجہ کے (دوسرے) گناہوں کو جس کے لیے چاہتا ہے، معاف کر دیتا ہے۔ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک بناتا ہے، وہ بہت بڑے گناہ ہی کا تصور کرتا ہے۔ (النساء4: آیت نمبر48)

اللہ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشتا۔ ہاں جو (گناہ) اس سے کم درجے کے ہیں، وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔ اور اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک کرنے والا (سچائی سے) بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ (النساء4: آیت نمبر116)

جس نے اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک ٹھہرایا، اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے۔ (المائدۃ5: 72)

جو لوگ ایمان لائے، پھر اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا، انہی کے لیے امن و سلامتی ہے۔ اور وہی لوگ سیدھی راہ پائے ہوئے ہیں۔ (الانعام6: آیت نمبر82)

ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ کرنا کس کو کہتے ہیں؟ اس کی بابت اللہ کے رسول ﷺ نے جو وضاحت پیش کی وہ یہی ہے:

32 - حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، ح قَالَ: وحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ العَسْكَرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: {الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا} [الأنعام: 82] إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ} [لقمان31: 13] (البخاری)

عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ جب سورہ انعام کی یہ آیت اتری "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں گناہوں کی آمیزش نہیں کی، تو آپ ﷺ کے ساتھیوں نے کہا: اے اللہ

کے رسول! یہ تو بہت ہی مشکل ہے! ہم میں کون ایسا ہے جس نے ظلم نہیں کیا؟ تب اللہ پاک نے سورہ القمان کی یہ آیت اتاری کہ شرک بڑا ظلم ہے۔(بخاری32)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان رکھنے والے لوگ اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ آلودہ کردیں، تو وہ آخرت میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

یہی اللہ کی ہدایت ورہنمائی ہے، جس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو جو (نیک) عمل وہ کرتے تھے، سب ضائع ہو جاتے۔(الانعام6: 88)

مشرکوں کے لیے مناسب ہی نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کی سربراہی (اہتمام و انتظام) کریں۔ حالانکہ وہ خود اپنے بارے میں کفر(اللہ کے انکار) کی گواہی دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کے اعمال ضائع ہوگئے۔ اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ (التوبہ9: 17)

آپ کی طرف اور آپ سے پہلے گزرے ہوئے(انبیا) کی طرف بھی یہ وحی کی جاچکی ہے کہ: "آپ نے اگر شرک کیا(کسی کو اس کا شریک بنایا)، تو آپ کا نیک عمل ضائع ہو جائے گا، اور آپ خسارہ اٹھانے والوں میں (شامل) ہو جائیں گے۔ بلکہ آپ اللہ ہی کی عبادت کیجیے۔ اور شکر گزاروں میں ہو جایئے۔(الزمر39: 65،66)

ہم کو کسی بات پر یقین کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ کہیں اس سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا معاملہ تو نہیں بہو رہا ہے ۔ ہم کو بہت ہی محتاط رہنا چاہیے کہ کسی قسم کی بات ماننے میں اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کا ادنا شائبہ بھی ہو تو ہمارے سارے نیک اعمال تباہ ہو جائیں گے۔

مذکورہ دلائل سے پتا چلتا ہے کہ جو شخص نماز، روزہ، زکات اور دیگر عبادات کا پابند رہنے کے باوجود، اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین کے تعلق سے ذرا سا بھی نقصان کرنے والی کسی غلط بات کو دل سے مانے، اور اس پر یقین کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کا کوئی اجر نہیں دے گا۔

نیز جب ہمارا یقین واذعان اور عقیدہ قرآنی آیتوں سے ٹکرانے لگے تب تو ہمارے نیک اعمال

ضائع ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اس نے وعید سنائی:

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھوٹ سمجھا، ان کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ وہ جو کچھ کرتے رہے، اس کے سوا ان کو اور کس کام کا بدلہ دیا جائے گا؟ (الاعراف7: 147)

اس بات میں کہ جادو کے ذریعہ نقصان پہنچایا جاسکتا ہے، شرک کی آمیزش ہے۔ اس کے علاوہ جادو کو ماننے پر قرآن کریم کی کئی آیتوں کو انکار کرنے کی نوبت آتی ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ بہر حال جادو سے اثر ہونے کا یقین رکھنا کوئی معمولی بات نہیں جسے نظر انداز کیا جائے۔

چونکہ اس مسئلے کا تعلق ایمان سے ہے، اس لیے زیادہ توجہ کا طالب ہے۔ تبھی اس کے انجام کا پتا چلے گا۔

2- قرآن اور حدیث کو کس طرح سمجھیں؟

جادو سے اثر ہونے کا یقین رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔ اس کے لیے جب ہم قرآن کی آیات اور احادیث رسول ﷺ کو پیش کرتے ہیں، تو جو لوگ جادو سے اثر ہونے کا یقین رکھتے ہیں، وہ اس کی دلیل کے طور پر چند آیات واحادیث پیش کرتے ہیں۔

اب عام لوگ الجھن میں پڑ گئے اور سمجھنے لگے کہ جس طرح جادو سے متاثر نہ ہونے پر دلیل ہے، اسی طرح جادو سے متاثر ہونے پر بھی دلیل ہے۔ غرض وہ کش مکش میں مبتلا ہیں۔

واضح رہے کہ قرآن کریم کبھی ایسی بات نہیں کرتا جو آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ آپ اس میں متضاد باتیں نہیں پائیں گے۔

کیا وہ لوگ اس قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے آیا ہوتا، تو اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے۔ (النساء4:82)

قرآن کریم میں متضاد اور مخالف باتیں نہیں رہیں گی۔ یہی بات قرآن کریم کے کتابِ الٰہی ہونے پر واضح دلیل ہے۔

قرآن میں اگر ہم کو تضاد معلوم ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سے سمجھنے میں کوتاہی ہوی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ اس آیت میں پوچھتا ہے کہ کیا تم غور نہیں کرتے؟ اگر غور و فکر کرتے، تو تضاد نہیں پاتے۔

قرآنی آیت کو سمجھنے میں بعض لوگوں کو کافی وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے ہی یہ تصور پیدا ہوتا ہے کہ قرآن میں گویا دو متضاد باتوں کے لیے بھی گنجایش ہے!!!

آیا قرآن میں، یا ثابت شدہ حدیثوں (احادیث صحیحہ) میں ہم کو اگر تضاد نظر آئے، تو اس کی درستی اور اصلاح کیسے ہو؟ ہم کو اچھی طرح جان لینا ضروری ہے۔

اس کے لیے چند عمومی بنیادیں ہیں جو حسب ذیل ہیں:

1) قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے۔ اور یہ دین اس اللہ کا عطا کردہ ہے جو سب کچھ جانتا ہے۔

2) یہ دین محمد ﷺ کے ذریعہ جن کے سچے اور امانت دار ہونے کا دشمنوں نے بھی اعتراف کیا، لوگوں کو عطا کیا گیا۔

3) ان خصوصیات کے حامل دین میں تضاد، بے جوڑ، بے تکی اور دیوانگی کی باتیں نہیں ہوں گی۔ اس یقین کے ساتھ ہی قرآن کریم کا مطالعہ کیا جائے۔

4) اگر ہم قرآنی آیت سمجھا رہے ہیں۔ تو اس سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا یہ وضاحت و تشریح اللہ کی قدر و منزلت کے لائق بھی ہے یا نہیں؟

5) قرآنی آیت کی ایسی تفسیر نہ کریں کہ سننے والے کو یا اُس کے پڑھنے والے کو شک و شبہ میں ڈال دے کہ کیا عظمت والا پروردگار ایسی بات کر سکتا ہے؟

6) کسی بھی آیت کو سمجھنے کے لیے، اس کے کہنے والے (اللہ تعالیٰ) کا مقام و مرتبہ، اس کے وسیع علم اور قدرت کا خیال رکھتے ہوئے اس کے علم و فضل کے مطابق معنی دیا جائے۔

مثال کے طور پر عبادت کو لیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس کی عبادت و بندگی کے لیے ہی پیدا کیا۔ جس کی رہنمائی کرنے کے لیے انسانوں میں سے ہی انبیا اور رسولوں کو بھیجتا رہا۔ پورے قرآن کا

خلاصہ اور لب لباب یہی ہے کہ اللہ ہی قادر مطلق اور مالک ہے۔ اور ہم سب اس کے عاجز بندے ہیں۔

فرض کیجیے کہ ایک آیت پر سر سری نظر دوڑانے پر حقیقت سے پھیرتے ہوئے اگر یہ بات معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کی بھی عبادت کی جاسکتی ہے، تو ایسے موقع پر اس طرح نہیں سمجھ لینا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی اور کی عبادت کرنے کا ہر گز حکم نہیں دے گا۔ اس حقیقت کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہی کسی بھی آیت کی وضاحت کی جائے۔

رسولوں کی مثال لیجیے۔ اللہ تعالیٰ ان سے چند معجزات ظاہر کرتا ہے، تاکہ لوگ ان کو اللہ کا رسول مانیں۔ جو کام صرف اللہ ہی سے ہوتا ہے، وہ اگر رسول سے ظاہر ہوتا ہے، تو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ان کو بھی اللہ کی طرح قدرت حاصل ہے۔ ورنہ ہم اللہ کی صفت اور خصوصیت کا انکار کرنے والے ہو جائیں گے۔

قرآن کریم کہتا ہے کہ انبیا کے علاوہ نیک بندوں سے معجزات اور کرشمے کا ظہور ہوا ہے!

تو اس (بچی) کو اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا، اس کی اچھی طرح پرورش کی اور زکریا کو اس کا ذمہ دار سرپرست بنا دیا، جب بھی زکریا اس کے کمرے میں جاتے، تو اس کے پاس کھانے کی چیزیں موجود پا کر پوچھتے، اے مریم! یہ تجھے کہاں سے مل گئیں؟ اس نے کہا، یہ اللہ کی طرف سے ملی ہیں اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب عطا کرتا ہے۔ اس وقت زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی: اے میرے رب! تو اپنی طرف سے مجھے ایک پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ تو ہی دعا سننے والا ہے۔ (آل عمرآن 3: 37،38)

اس واقعہ کا سر سری جائزہ لیتے ہوئے چونکہ مریم علیہا السلام کو غیر معمولی طریقے سے، بلکہ معجزاتی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہِ راست غذا مل رہی تھی، اس لیے نیک لوگوں اور بزرگوں سے اگر مانگیں تو وہ ہم کو دیں گے۔ اس طرح ہر گز نہیں سمجھنا چاہیے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں جن واقعات کا بھی تذکرہ ہوا ہے، ان سب کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر ہی سمجھا جائے۔ اس کے خلاف کوئی وضاحت نہ کی جائے۔

قرآن کریم کو کیوں کر سمجھا جائے؟ اس کو چند مثالوں کے ذریعہ اور بھی واضح کرسکتے ہیں۔

عام معنٰی دینے والے الفاظ کو ہم ہمیشہ ایک ہی طرح کا معنی نہیں دیتے، بلکہ یہ دیکھ کر کہ کہنے والا کون ہے؟ اس کے لائق معنٰی ہی مراد لیتے ہیں۔

تمل ناڈو توحید جماعت کا عقیدہ توحید پر منحصر ہے، یہ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح بریلوی لوگ قبروں کی عبادت کرتے ہیں، یہ بھی سب کو معلوم ہے۔

اب ایک عام لفظ "بڑوں کی عزت" اٹھالیجیے۔ توحید جماعت کہتی ہے کہ بڑوں کی عزت کرو، اور بریلوی عقیدہ والے بھی کہتے ہیں کہ بڑوں کی عزت کرو۔ لفظ ایک ہی رہنے کے باوجود دونوں گروہ الگ الگ معنی و مطلب میں کہتا ہے۔

اگر توحید جماعت کہتی ہے کہ بڑوں کی عزت کرو، تو اس کا معنی جماعت کے موقف کے موافق سمجھ لیتے ہیں۔ یعنی ہم یہ باور کرلیتے ہیں کہ اس جملے کو توحید جماعت اس معنی میں لیتی ہے کہ بڑوں کے ساتھ گستاخی نہ ہو اور نہ بد تمیزی ہو، بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام کا معاملہ ہو۔

اگر بریلوی لوگ اور قبوری حضرات یہ جملہ کہیں تو ہم کو ان کے عقیدے کے مطابق اس کا معنی سمجھنا چاہیے۔ یعنی قبروں یا درگاہوں میں مدفون لوگوں کی عبادت کی جائے۔ اور ان سے دعائیں کی جائے۔ غرض اس قسم کا معنی و مطلب پیش کرنے کے لیے ہی وہ لوگ اس جملے کا استعمال کرتے ہیں۔

ان دو گروہوں کے عقائد، نظریات اور دعوت و تبلیغ وغیرہ کا خیال رکھتے ہوئے اس لفظ کا معنٰی اور مطلب متعین کرلیتے ہیں۔ صرف لفظ کو بنیاد بنا کر کوئی خاص معنی مراد نہیں لیا جاتا۔

دوسری مثال عظمت صحابہ کی دی جاسکتی ہے۔ اگر توحید جماعت کہتی ہے کہ صحابہ کا احترام کیا جائے اور ان کی عظمت کا اعتراف کیا جائے، تو اس سے یہ معنٰی لیا جائے گا کہ صحابہ کرام نے تنگی کے دور میں خلوص نیت کے ساتھ اسلام قبول کیا۔ قوم تک اس حق وصداقت کو پہنچایا، اور دین کی خاطر بہت ساری قربانیاں دیں۔ ہم سب کو ان کے حق میں دعائے خیر کرنا چاہیے۔

دوسرے نظریات کے حاملین بھی اگر یہ کہتے ہیں کہ عظمت صحابہ کا خیال رکھا جائے، تو ہم ان کے موقف کے مطابق یہ سمجھ لیتے ہیں کہ صحابہ کرام جو بھی کہیں، اسے قبول کیا جائے۔ نیز جس

طرح اللہ اور رسول ﷺ کے کہنے پر ماننا ضروری ہے، اسی طرح صحابہ کے اقوال کو بھی ماننا ضروری ہے۔

لفظ ایک ہی ہے مگر کون کہتے ہیں؟ یہ جان کر ہم اس کے لائق معنی و مطلب سمجھ جاتے ہیں۔

اسی طرح زیارت قبر اور جادو (سحر) وغیرہ کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ نے کوئی بات بتائی ہے، تو اس سلسلے میں قرآن کریم اور صحیح حدیثوں میں مجموعی طور پر جو باتیں بتائی گئی ہیں، اور جو عقائد پیش کئے گئے ہیں ان کے لائق اور مناسبت سے ہی اس کو سمجھا جائے۔

قرآن کریم مجموعی طور پر جو عقیدہ اور نظریہ پیش کرتا ہے، اس کے برخلاف ہم کو کوئی آیت نظر آئے، تو اس کو بنیاد بنا کر متصادم معنی نہیں لینا چاہیے۔ بلکہ قرآن کریم میں اس موضوع پر جتنی آیتیں ہیں ان سب کا خلاصہ اور لب لباب کو سامنے رکھتے ہوئے، اس سے ٹکرائے بغیر، اس آیت کا معنی و مطلب پیش کرنا چاہیے۔ قرآن کریم کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے یہ بڑی اہم رہنمائی ہے۔

اسی طرح چند حدیثیں، قرآن کریم کے مزاج کے موافق نہیں ہیں۔ قرآن جو باتیں بتا رہا ہے ان کے برعکس واقع ہوی ہیں۔ جب حدیثیں قرآنی تعلیمات کے ساتھ کس طرح ہم آہنگ نہ ہوں اور آپس میں تطبیق ممکن ہی نہ ہو، تو کیا کیا جائے؟

اس موقع پر یہ بات یاد رہے کہ اللہ کے رسول محمد ﷺ کو قرآن کی تفصیل بتانے، تفسیر کرنے اور وضاحت و تشریح کرنے کے لیے ہی بھیجا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(اے محمد) آپ پر ہم نے یہ نصیحت نازل کی ہے، تاکہ لوگوں کے لیے جو کچھ نازل کیا گیا ہے، اسے آپ ان کو واضح طور پر بتادیں۔ اور اس لیے بھی کہ وہ غور و فکر کریں۔ (النحل16: 44)

جو رسول، قرآن کریم کی وضاحت و تشریح کے لیے مبعوث ہوئے یقینی بات ہے کہ وہ قرآنی تعلیمات کے خلاف نہ کوئی بات کریں گے اور نہ عمل کریں گے۔ اس لیے ہم کو اس نتیجے پر پہنچنا اور یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ قرآنی تعلیمات کے خلاف کوئی بات کہنے کی روایت ملے، خواہ وہ کسی بھی کتاب میں موجود ہو، وہ حقیقت میں رسول ﷺ کی کہی ہوی بات نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح تعلیمات قرآنی کے برخلاف رسول ﷺ کے کسی عمل کی روایت خواہ وہ کسی بھی حدیث کی کتاب

میں مل جائے، وہ درحقیقت رسول ﷺ کا عمل نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ رسول کا قول اور فعل سب قرآن کی تفسیر ہے۔ اس لیے کبھی کوئی قول یا فعل قرآن کے خلاف نہیں رہے گا۔

یہ حدیثوں کا انکار نہیں ہے۔ یہ بھی ہمارے لیے وضاحت کے ساتھ سمجھنا ضروری ہے۔

کیونکہ قابل اعتماد لائق اعتبار اور مکمل بھروسے کے معاملے میں قرآن اور حدیث دونوں برابر کے درجے کے نہیں۔ تمام صحابہ کرام قرآن کریم کے کتاب الٰہی ہونے پر گواہ ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے پاس قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں اور فرمایا: یہ میرے پروردگار کی جانب سے نازل کردہ ہے۔ رسول ﷺ کے اس تلاوت قرآنی پر تمام صحابہ شاہد ہیں۔ اس کو انہوں نے باقاعدہ لکھ کر تحریری شکل میں محفوظ کرلیا۔ اور بہت سارے صحابہ نے اسے اپنے دلوں میں محفوظ کرلیا۔

رہا حدیثوں کا معاملہ، اس کا اہتمام قرآن کی طرح تمام صحابہ کرام سے نہیں ہوا۔ چنانچہ کسی بھی حدیث کو تمام صحابہؓ نے روایت نہیں کیا۔ نیز قرآن کی طرح حدیثوں کو لکھ کر محفوظ بھی نہیں کیا۔ گنتی کی چند حدیثیں ایسی ہیں جن کو زیادہ سے زیادہ پچاس صحابہ نے روایت کیا ہے۔ دیگر بے شمار حدیثیں ایسی ہیں جن کی روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ میں سے کبھی ایک یا دو، اور کبھی کبھار تین ہیں۔ یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے یوں فرمایا: اور اس فرمان پر صرف ایک یا دو صحابہ نے گواہی دی۔ غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن کی بابت پوری قوم کی گواہی اور حدیث کی بابت چند ایک کی گواہی، دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

ایک دو راویوں کی روایت میں غلطی ہونے کا امکان زیادہ پایا جاتا ہے، اگرچہ وہ راوی کتنا ہی قابل بھروسا کیوں نہ ہو۔ قرآن کا معاملہ ایسا نہیں۔ رسول ﷺ کے زمانے میں بلکہ اس کے بعد کے زمانے کے تمام لوگ یعنی تابعین بھی صحابہ سے سن کر روایت کرتے ہیں کہ قرآن یہی ہے۔ پھر ان کے بعد والے تمام تبع تابعین بھی تابعین سے سن کر راویت کرتے ہیں کہ قرآن یہی ہے۔ اس طریقے سے ہر زمانے میں تمام لوگ اس کی روایت کرتے ہیں۔

حدیثوں کو روایت کرنے کا معاملہ اس کے برعکس رہا۔ اللہ کے رسول ﷺ سے حدیث کو کوئی ایک یا دو صحابی ہی نے روایت کیا۔ پھر ان سے سن کر روایت کرنے والے تابعی بھی ایک یا دو ہی رہے۔ پھر ان سے حدیث روایت کرنے والے تبع تابعین میں سے بھی ایک یا دو سے بڑھ کر نہیں۔ بلکہ حدیثوں کو کتابی شکل میں جمع کرنے کے زمانے تک بھی ایک راوی سے ایک راوی کی بنیاد پر ہی حدیثیں بیان کی جارہی تھیں۔ چنانچہ قرآن کریم کے معاملے میں ذرہ برابر شک وشبہ نہیں آئے گا۔ البتہ حدیث کی روایت کے معاملے میں ایسی صورت نہیں ہے۔

اس کے باوجود ہم، صحابہ کرامؓ کے معتبر ہونے کی بنیاد پر ان کی روایت کردہ حدیثوں کو قبول کرکے عمل کرتے ہیں۔ نیز حدیثیں جب تک قرآنی تعلیمات سے نہ ٹکرائیں، اس وقت تک ان میں شک نہ کیا جائے۔ البتہ کوئی حدیث قرآنی آیت سے براہ راست ٹکرائے، اس موقع پر یہ فیصلہ کرکے کہ اس روایت میں کہیں غلطی ہوی ہے، تسامح ہو گیا ہے، قرآنی تعلیمات کو ترجیح دی جائے گی۔

ہو سکتا ہے کہ یہ تسامح، روایت کرنے والے صحابی کے تھوڑا بہت سننے کی وجہ سے ہو، یا سمجھنے میں غلطی کی وجہ سے ہو، یا پھر صحابی کے بعد آنے والے تابعی میں ہو، یا یہ غلطی ان کے بعد آنے والوں میں سے سرزد ہوی ہو۔

مگر قابل بھروسا اور ثقہ روایوں کی روایت کردہ کوئی حدیث قرآن کی مجموعی تعلیمات سے میل نہ کھاتی ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآنی آیات سے ٹکرا رہی ہے، اس کی تاویل بھی نہ ہو، اور اس حدیث اور قرآن کے درمیان تطبیق ممکن ہی نہ ہو، تو ایسے شاذونادر موقع پر قرآنی تعلیمات کا انکار نہ کیا جائے، بلکہ اس کو قبول کرتے ہوئے اس روایتِ حدیث کا انکار کردیا جائے کہ وہ حدیث نہیں ہو سکتی۔ اور یہ فیصلہ کیا جائے کہ اس روایت کا، اللہ کے رسول سے کوئی تعلق ہی نہیں۔

حدیث کی روایت کرنے والے اگرچہ قابل بھروسا اور ثقہ ہوں، پھر بھی اگر ان کی روایت قرآنی تعلیم کے خلاف ہو، تو ہم کو اس حدیث سے منہ پھیر لینا چاہیے۔ اور یہ فیصلہ بھی ہم اپنی طرف سے نہیں کرتے، بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہی کیا ہے۔

16102-حَدَّثَنَا عبد الله حدثني أبي حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، وأَبِي أُسَيْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيثَ عَنِّي تَعْرِفُهُ قُلُوبُكُمْ، وَتَلِينُ لَهُ أَشْعَارُكُمْ، وَأَبْشَارُكُمْ، وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ قَرِيبٌ، فَأَنَا أَوْلَاكُمْ بِهِ، وَإِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيثَ عَنِّي تُنْكِرُهُ قُلُوبُكُمْ، وَتَنْفِرُ أَشْعَارُكُمْ، وَأَبْشَارُكُمْ، وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ بَعِيدٌ فَأَنَا أَبْعَدُكُمْ مِنْهُ» (مسند احمد 497/3)

تعليق شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم

ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میری طرف سے (کوئی ایک) حدیث سنو، جس کو تمہارا دل مانتا ہو، اور جس کے لیے تمہارے رونگٹے اور جلد (یعنی احساسات) عاجزی اختیار کرے، اور دیکھتے ہو کہ وہ (حدیث) تم سے قریب ہے، تو (جان لو کہ) اس (حدیث کے کہنے) کے لیے میں ہی تم سے زیادہ حق دار ہوں۔ اور جب تم میری جانب سے حدیث سنو، جس کا تمہارا دل انکار کرے، اور تمہارے رونگٹے اور جلد نفرت کرے، اور دیکھتے ہو کہ وہ (حدیث) تم سے دور ہے، تو میں تم سے زیادہ اس سے دور ہوں۔ (احمد: 15478)

اللہ کے نبی ﷺ نے یہاں پر وضاحت کردی کہ آپ ﷺ کی طرف منسوب حدیثوں میں جھوٹ کی آمیزش ہوگی، اور اسے کس طرح پہچانا جائے۔

کسی حدیث کو سنتے وقت، مناسب وجوہات کی بنا پر کسی کا دل گواہی دے کہ ایسا اللہ کے نبی ﷺ کہے ہوں گے، تو اس قسم کی حدیثیں کہنے کے لیے آپ ﷺ حقدار ہیں۔ اسی طرح جن حدیثوں کو سنتے وقت ہی کوئی شخص چند اسباب کے باعث اس سے نفرت اور دوری اختیار کرے، اور اس کا ضمیر کہے کہ اللہ کے نبی ﷺ اس طرح نہیں فرمائے ہوں گے، تو وہ حدیث آپ ﷺ کا قول نہیں ہو سکتا اور آپ ﷺ کا فعل بھی نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ صحیح موقف اور مناسب طرز عمل ہے جسے آپ ﷺ نے اوپر کی حدیث میں اچھی طرح سمجھا دیا۔

اس کے علاوہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: جب ان کو ان کے رب کی آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے، تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ (الفرقان 25: 73)

اندھے اور بہرے ہو کر گرنے کا مطلب کیا ہے؟ کسی آیت پر طائرانہ نظر دوڑاتے وقت جب وہ کئی

دوسری آیتوں کے خلاف معلوم ہو، اور اسلام کی بنیادی باتوں اور اصولوں سے ٹکرا رہی ہو، تو ٹکرانے دو! اس طرح جانتے ہوئے دو متضاد اور متصادم باتوں کو بھی ماننا ہی اندھے اور بہرے ہو کر گرنا ہے۔

کوئی آیت دیگر کئی آیتوں سے ٹکرائے، تو اس آیت کو دیگر آیتوں سے ٹکرائے بغیر، نیز اسلام کی بنیادی باتوں اور اصولوں کی خلاف ورزی سے بچتے ہوئے معنی بیان کرنے والے ہی اندھے اور بہرے ہو کر گرنے والے نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: جو لوگ ہماری آیتوں میں ٹیڑھ نکالتے ہیں۔ (غلط مفہوم بیان کرتے ہیں) وہ، اور جنہوں نے اس نصیحت کو جب وہ ان کے پاس آئی تو انکار کر دیا، وہ لوگ بھی ہم سے چھپ نہیں سکتے۔ کیا جو شخص دوزخ میں پھینکا جائے گا وہ بہتر ہے ؟ یا وہ جو قیامت کے دن امن وامان کی حالت میں آئے گا؟ تم جو چاہو کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور یہ تو غالب آنے والی کتاب ہے۔ اس میں غلطی نہ اس کے آگے سے آئے گی اور نہ اس کے پیچھے سے۔ (یہ) حکمتوں والے اور تعریفوں والے (اللہ) کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ (فصلت 41 : 40-42)

غرض یہ آیتیں ڈنکے کی چوٹ اور کھلم کھلا کہتی ہیں کہ قرآن کریم میں نہ تضاد پایا جاتا ہے اور نہ کوئی غلطی۔ اس لیے ہم کو اس پر یقین رکھنا چاہیے۔ اس کے برعکس نہیں ہونا چاہیے کہ قرآن میں تضاد بیانی اور غلطیاں بھی پائی جاتی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کوئی حدیث اگر یہ کہے کہ قرآن میں غلطی ہے، تو وہ حدیث نہیں ہے۔ اور یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ کے نبی ﷺ اس طرح ہرگز نہیں کہے ہوں گے۔ بلکہ یوں سمجھیے کہ نبی کے نام پر غلطی سے روایت کی گئی ہے۔

فن حدیث میں "شاذ" کے نام سے ایک قسم پائی جاتی ہے، جسے جادو کے ماننے والے لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ سلسلۂ سند کے تمام راوی ثقہ اور قابل بھروسا ہونے کے باوجود اس کو قابل حجت نہیں مانا جائے گا۔

فرض کیجیے کہ ایک محدث سے پانچ شاگرد حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ جن میں سے تین شاگرد

ایک طرح سے روایت کریں، جب کہ دوشاگرد دوسری طرح سے روایت کریں، اور پانچوں شاگرد بھی قابل اعتماد ہونے میں برابر درجے کے ہوں، تو دوشاگردوں کی روایت کو رد کر دیاجائے گا۔ اسی کو شاذ کہتے ہیں۔ اور تین شاگردوں کی روایت کو قبول کرلیاجائے گا۔ کیونکہ اس میں غلطی کا امکان نہیں ہو سکتا۔

فن حدیث کے اس اصول کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں، اور جادو کو ماننے والا گروہ بھی تسلیم کرتا ہے۔

کیا شاذ کہہ کر حدیثوں کا انکار کیاجاسکتاہے، جب کہ ان کو بھی قابل بھروسا راویوں نے ہی روایت کیا ہے؟ تو پھر کیا شاذ حدیثوں کے انکار سے قابل اعتماد اور ثقہ راویوں کا انکار لازم نہیں آتا؟ (ہاں! کیوں نہیں)۔

مگر جادو کے ماننے والے گروہ کی تضاد بیانی پر افسوس ہے۔ کیوں کہ ایک طرف شاذ قسم کی روایتوں کے انکار کا دعوا کرتا ہے، تو دوسری طرف شاذ قسم کی روایت کا انکار اور رد کرنے کے بجائے ہم کو گمراہ ہونے کا طعنہ دے رہا ہے۔

گویا ہمارا یہ کہنا کہ تمام صحابہ کی روایت کردہ قرآن کریم کے خلاف وارد حدیثوں کا انکار کیاجائے، ان کی نظروں میں گمراہی ہے۔ مگر چار ثقہ راویوں کے خلاف تین ثقہ راویوں کی روایت کا انکار کرنا ان کی نظروں میں ہدایت ہے۔

جب ایک ثقہ راوی، کئی ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف کوئی بات بتائے، تو ہم " شاذ" ہونے کی بناپر اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ مگر جادو کو ماننے والے گروہوں کے موقف کے مطابق شاذ قسم کی روایت کرنے والے راوی کیا جھوٹے ہو سکتے ہیں؟ اگر ایسی بات نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ حدیث (شاذ روایت) ثابت شدہ اور صحیح ہے۔

اب کیا یہ لوگ اکیلے ثابت شدہ صحیح حدیثوں کا انکار کریں گے؟ دیکھیے کہ شیطان ان کی گمراہیوں کو کس طرح خوبصورت بنا کر پیش کر رہا ہے۔

مثال کے لیے ذیل میں چند حدیثیں پیش خدمت ہیں، ملاحظہ فرمایئے:

3- قرآن کریم سے ٹکرانے والی چند حدیثیں

کیا چھپکلی ابراھیم کے خلاف آگ بھڑکائے گی؟

3359-حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، أَوْ ابْنُ سَلاَمٍ عَنْهُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيِّبِ، عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، " أَمَرَ بِقَتْلِ الوَزَغِ، وَقَالَ: كَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ " (البخاری)

ترجمہ: ام شریکؓ نے خبر دی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے چھپکلی کو مارنے کا حکم دیا، اور فرمایا: اس نے ابراہیمؑ کی آگ پر پھونکا تھا۔(بخاری، حدیث نمبر: 3359)

اس حدیث میں صرف یہ بات ہوتی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے چھپکلی کو مارنے کا حکم دیا، تو ہم کو رسول کے حکم پر عمل کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ کسی قرآنی آیت کے خلاف نہیں ہے۔

لیکن مذکورہ حدیث میں اس کی وجہ بتائی گئی کہ چھپکلی کو کیوں مارا جائے؟ اس کی وجہ بتلائی گئی ہے کہ جب نبی ابراہیم علیہ السلام کو بھیانک آگ کے الاؤ میں ڈالا گیا، تو اس وقت صرف چھپکلی نے اپنے منہ سے زور سے ہوا نکالی اور پھونک مارا۔ تاکہ آگ مزید بھڑکے اور ابراہیمؑ کو خوب جلائے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ وجہ جو بتلائی جارہی ہے، قرآن کی روشنی میں صحیح ہے؟ اس پر ہم کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔

جب ہم غور کرتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات قرآن کریم کی کئی آیتوں اور دینِ اسلام کے اصول وعقائد کے بھی خلاف واقع ہوی ہے۔ چھپکلی ایک چھوٹا سا جانور ہے۔ اس کی پھونک مار کر آگ تیز کرنے، بھڑکانے اور بڑھانے کی بات پر غور کیجیے۔ کیا واقعی یہ بات، علم وآگاہی سے مکمل واقف نبی ﷺ کی بتائی ہوی بات ہو سکتی ہے؟ یا پھر علم سے کورے، نادان اور انجان کی بات ہو سکتی ہے۔

چھپکلی ایک چھوٹی سی جاندار چیز ہے، جو اگر بڑی آگ کے قریب جائے تو وہ خود جل کر ختم ہو جائے گی۔ کیا یہ بات نبی ﷺ کو معلوم نہیں؟ یہ پہلا نکتہ ہے۔

دوسرا نکتہ: بعض جانداروں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی مدد کی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کہتا ہے کہ نبی سلیمانؑ کے لیے ہدہد نامی پرندے نے مدد کی۔ دیکھئے: سورۃ النمل 27: آیت نمبر 20۔ اس لیے اس طرح کی

حدیثیں ہم قبول کریں گے۔ مگر کوئی جاندار بھی انبیا کے خلاف کار روائی نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ سب اللہ کے فرمان برداری کے لیے ہی پیدا کیے گئے ہیں۔

کیا وہ لوگ اللہ کے دین کو چھوڑ کر کوئی اور دین تلاش کرتے ہیں؟ حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، سب خوشی سے اور ناخوشی سے اسی کے فرماں بردار ہیں۔ اور سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔
(آل عمران 3 : آیت نمبر 83)

آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں، سب خوشی، یا ناخوشی سے اسی کے لیے عاجزی کرتے ہیں۔ ان کے سایے بھی صبح اور شام عاجزی کرتے ہیں۔ (الرعد 13: آیت نمبر 15)

کیا آپ نہیں جانتے کہ آسمانوں میں رہنے والے (فرشتے)، زمین میں رہنے والے (فرشتے) سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، جاندار، اور بہت سے لوگ اللہ کے لیے عاجزی کرتے ہیں۔
(الحج 22: آیت نمبر 18)

ان آیتوں کے خلاف یہ حدیث کہتی ہے کہ چھپکلی نے اللہ کی تابعداری نہیں کی، فرماں برداری سے منہ پھیر لیا، اور مخالفت کی راہ اختیار کی۔

تیسرا نکتہ: نبی ابراہیم علیہ السلام نے عقیدہ توحید کی دعوت دی، اور شرک اور بت پرستی سے روکا۔ آخر کار ظالموں نے ان کو بہت بڑی آگ کے الاو میں ڈال دیا۔ یہ حدیث کہتی ہے کہ چھپکلی نے بھی ان کو اپنا دشمن سمجھا۔ ان کو آگ میں پھینکے جانے پر خوش ہوی، اور آگے بڑھ کر آگ بھڑکانے کے لیے پھونک ماری۔ اگر اس کو صحیح مانیں، تو ہم کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ جانداروں میں بھی کافر پائے جاتے ہیں۔ اور اس طرح کی باتوں کو ماننے سے مذکورہ قرآنی آیتوں کا انکار لازم آتا ہے۔

چوتھا نکتہ: یہ روایت اسلام کے ایک بنیادی اصول سے ٹکراتی ہے۔ وہ یہ کہ گنہ گار کو ہی سزا دی جائے گی۔ گنہ گار کے بدلے میں کسی بے گناہ کو سزا نہیں دی جائے گی۔ جیسا کہ ذیل کی آیتوں سے معلوم کر سکتے ہیں:

(برے کام کرنے والا) ہر شخص اپنے ہی خلاف (گناہ) کماتا ہے۔ اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (الانعام 6: آیت نمبر 164)

جو شخص سیدھی راہ اختیار کرتا ہے ، اپنے ہی لیے اختیار کرتا ہے۔اور جو گمراہ ہوتا ہے ، اپنے ہی خلاف گمراہ ہوتا ہے۔ (اس کا بوجھ اسی پر ہے) کوئی (گناہ کا)بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔اور جب تک ایک رسول نہ بھیجیں (اس وقت تک کسی کو بھی) ہم سزا نہیں دیتے۔ (بنی اسرائیل17: آیت نمبر15)

کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اگر کوئی (گناہوں کے) بوجھ سے لدا ہوا شخص، اسے (یعنی اپنا بوجھ) اٹھانے کے لیے کسی کو بلائے،(تو جس کو بلائے) وہ اگرچہ رشتہ دار ہو، تو بھی اس میں سے کچھ بھی اس پر لادا نہیں جائے گا۔(فاطر35: آیت نمبر18)

اگر تم شکر کروگے، تو وہ اس پر تم سے راضی ہوتا ہے۔کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تمہاری واپسی تمہارے پروردگار کے پاس ہی ہے۔ (الزمر39: آیت نمبر7)

کیااسے (اس بات کی) خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ اور وفادار ابراہیم کے صحیفوں میں ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور یہ کہ انسان کے لیے وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی۔ (النجم53: آیت نمبر36- 39)

ایک کا بوجھ دوسرا کوئی نہیں اٹھائے گا۔ یہی وہ اہم اصول اور عقیدہ ہے جو دینِ اسلام کو عیسائی مذہب سے الگ کرکے دکھاتا ہے۔

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ ابوالبشر آدم علیہ السلام کے گناہ کرنے کی وجہ سے ان کی ساری نسل گنہ گار ہی پیدا ہوتی ہے۔ مگر ہم مذکورہ آیتوں کو بنیاد بنا کر ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ آدم سے گناہ سرزد ہونے پر، اس کا بوجھ ان کی نسل کیوں اٹھائے گی؟

عیسائیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ تمام لوگ گنہ گار پیدا ہوتے ہیں۔اس پیدائشی گناہ کو ڈھوتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو قربان کرکے لوگوں کو چھٹکارا دلایا ہے۔ ان کے اس عقیدے کے رد میں بھی ہم مذکورہ آیتوں کو دلیل بنا کر ان سے کئی سوالات کرتے ہیں۔

چلیے! ایک بات سمجھانے کے لیے ہم نے مانا کہ چھپکلی نے نبی ابراہیمؑ کے خلاف پھونک مار کر آگ بھڑکائی۔

اگر یہ واقعہ سچ ہے، حقیقت پر مبنی ہے، تو جس چھپکلی نے نبی ابراہیمؑ کے خلاف پھونک ماری، صرف اسی کو مارا جائے۔ اس کے سوا کسی اور کو نہ مارا جائے۔ نبی ابراہیمؑ کا زمانہ آج سے کئی ہزار سال پہلے کا ہے۔ چنانچہ جس چھپکلی نے ان کے خلاف پھونک ماری، وہ تو مر کر کئی ہزار سال گزر گئے۔ پھر بھی اس کی نسل در نسل چلی آنے والی چھکلیوں کو مار ڈالنے کے لیے کیا یہ سبب درست ہے؟!

نیز نبی ابراہیمؑ کو آگ کے الاو میں ڈالتے وقت دنیا میں موجود ساری چھپکلیاں اس جگہ آ نہیں سکتیں۔ اس کے باوجود ان چھپکلیوں اور ان کی نسلوں کو کیوں مارا جائے؟

کیا نبی ﷺ قرآنی تعلیمات کے خلاف اس طرح کہے ہوں گے؟ جب ایک عام آدمی کسی ایک کی غلطی پر کسی دوسرے کو سزا نہیں دیتا، تو علم و حکمت کی چوٹی پر واقع، اور عدل وانصاف کے پیکر اللہ کے نبی کیا اس طرح کی بات کہے ہوں گے؟

چنانچہ چھپکلی کو مارنے کے لیے جو سبب اور علت بتائی گئی ہے چونکہ وہ قرآن سے ٹکرا رہی ہے اور حقیقت حال کے خلاف بھی ہے۔ اس لیے ہم کو اس نتیجے پر پہنچنا چاہیے کہ یہ بات نبی ﷺ کی بتائی ہوی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ روایت رسول ﷺ کا فرمان نہیں ہو سکتا۔

اس قسم روایتوں کے معاملے میں ہم کو ایسا ہی فیصلہ کرنا چاہیے، خواہ وہ کسی بھی مستند کتاب میں ہو، اور وہ کتنی ہی کتب حدیث میں درج کیوں نہ ہو۔ اگر آپ اس فیصلے کا انکار کرتے ہیں، تو ممکن ہے کہ جن آیتوں کا ہم نے اوپر ذکر کیا، آپ ان کا اور اسلام کی بنیادوں اور اصول کا انکار کر دیں۔ یعنی قرآنی آیتوں سے ٹکرانے والی حدیثوں کا انکار نہ کرنے سے آیات قرآنی کا انکار لازم آتا ہے۔ اس لیے کوئی بھی شخص دو متضاد باتوں کو نہیں مانتا۔ حدیثوں کو سمجھنے کا صحیح راستہ یہی ہے۔

کیا نبی بننے سے پہلے معراج کا واقعہ پیش آیا؟

بہت سی صحیح ثابت شدہ حدیثوں کے خلاف ذیل کی حدیث ملاحظہ ہو:

3570-حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُنَا عَنْ " لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ

الكَعْبَةِ: جَاءَهُ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ، قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْه، وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الحَرَامِ، فَقَالَ أَوَّلُهُمْ: أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ، وَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوا خَيْرَهُمْ. فَكَانَتْ تِلْكَ. فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى جَاءُوا لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذَلِكَ الأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلاَ تَنَامُ قُلُوبُهُمْ، فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ "۔ (البخاری)

شریک بن عبد اللہ بن ابی نمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انسؓ بن مالک سے سنا وہ ہم کو کعبہ کی مسجد (مسجد حرام) سے نبی ﷺ کی معراج کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ (معراج سے پہلے) تین فرشتے آئے۔ یہ آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے، جب کہ آپ مسجدِ حرام میں دو آدمیوں (حضرت حمزہ اور جعفر بن ابی طالب) کے درمیان سو رہے تھے۔

ایک فرشتے نے پوچھا: ان میں وہ کون ہیں (جن کو آسمان پر لے جانے کا حکم ہے)؟ دوسرے نے جواب دیا: وہ درمیان والے ہیں۔ وہی سب سے بہتر ہیں۔ تو تیسرے نے کہا: پھر جو سب سے بہتر ہیں، انہیں (آسمانی سفر کے لیے) لے آؤ۔ اس رات صرف اتنا ہی واقعہ ہو کر رہ گیا۔

پھر آپ نے انہیں نہیں دیکھا۔ لیکن فرشتے ایک اور رات میں آئے جب کہ آپ (نیند کی حالت میں) دل کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں۔ پر دل نہیں سوتا تھا۔ اور تمام انبیا کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ جب ان کی آنکھیں سوتی ہیں تو دل اس وقت بھی بیدار رہتا ہے۔ غرض یہ کہ جبریلؑ نے آپ کو اپنے ساتھ لیا اور آسمان پر چڑھا لے گئے۔ (بخاری:3570)

بخاری کی درج کردہ اس حدیث میں کہا گیا ہے کہ محمد ﷺ کو آسمان پر جانے کا واقعہ آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے یعنی آپ کے نبی بننے سے پہلے ہی پیش آیا۔

مگر بہت ساری حدیثیں کہتی ہیں کہ معراج کا یہ واقعہ آپ کے نبی بننے کے بعد ہی پیش آیا۔ ثابت شدہ کئی حدیثوں سے پتا چلتا ہے کہ محمد ﷺ نے جب پہلے پہل جبریل علیہ السلام کو وحی لے آتے دیکھا تو ڈر کر کانپنے لگے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ کو ہر طرح تسلی دی اور خوف کو دور کیا۔

اللہ کے نبی محمد ﷺ کو اگر نبوت و رسالت سے پہلے ہی جبریل کے ذریعہ معراج پر لے جایا گیا۔ تو نبوت کے وقت جبریل کی پہلی آمد پر آپ نہ پریشان ہوتے اور نہ خوف سے کانپتے۔

بہر حال بخاری کی یہ شاذ روایت دیگر صحیح حدیثوں سے ٹکرا رہی ہے۔

اگر ہم اس شاذ روایت کو صحیح مانیں، تو معراج کے متعلق آنے والی تمام حدیثوں کا انکار کرنا پڑے گا۔ نیز وحی کی ابتدا کس طرح ہوی؟ اس کی بابت آنے والی تمام حدیثوں کا بھی انکار لازم آئے گا۔

اس لیے یہ فیصلہ کرلینا چاہیے کہ مذکورہ حدیث بخاری میں درج ہونے کے باوجود صحیح نہیں بلکہ وہ غلط روایت ہے۔ یہ فیصلہ ہی تعارض کے بغیر حدیثوں کو سمجھنے کا صحیح طریقہ ہے۔

کیا ہل، پھالی وغیرہ باعث ذلت ہے؟

2321-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَالِمٍ الحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ الأَلْهَانِيُّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ البَاهِلِيِّ، قَالَ: وَرَأَى سِكَّةً وَشَيْئًا مِنْ آلَةِ الحَرْثِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لاَ يَدْخُلُ هَذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الذُّلَّ»۔(البخاری)

محمد بن زیاد الہانیؒ نے بیان کیا: ابوامامہ باہلیؓ کی نظر (ایک گھر میں) ہل، پھالی اور کھیتی کے بعض دوسرے آلات پر پڑی۔ تو آپ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: جس قوم کے گھر میں یہ چیز داخل ہو جاتی ہے، تو اللہ اس (گھر) میں ذلت کو داخل کیے بغیر نہیں رہتا۔

(بخاری:2321)

اس حدیث میں نبی کی طرف منسوب کر کے یہ کہا گیا ہے کہ جس گھر میں ہل، پھالی، پھالا، پاوڑا، کدال غرض کھیتی باڑی کے آلات واوزار رکھے ہوں، تو وہاں رسوائی، بے عزتی اور ذلت وخواری آئے گی۔

ہم کو غور کرنا چاہیے کہ کیا اللہ کے نبی ﷺ اس طرح کہے ہوں گے؟ اس لیے کہ عام طور پر کھیتی باڑی اور زراعت ہی انسانی زندگی کے لیے ناگزیر ضرورت اور نبض حیات ہے۔ لوگ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔

کسی ملک میں جہاں صرف مسلمان رہتے ہوں، اس حدیث کو صحیح مان کر ہل، پھالی وغیرہ جتنے بھی آلاتِ زراعت ہیں سب کو اٹھا کر پھینک دیں، اور زراعت اور کاشت کاری سے ہاتھ دھو بیٹھیں، تو اس ملک کی حالت کیا ہو گی؟ کیا اللہ کے نبی ﷺ ایسی رہنمائی کریں گے جس سے دنیا کے لوگ ہلاکت کے گڑھے میں گر جائیں؟

آج کے دور میں بھی جب کہ بر آمد(ایکسپورٹ) اور درآمد(امپورٹ) کی بڑی سہولیات مہیاہیں، کھیتی باڑی کو چھوڑ کر اور کاشت کاری سے منہ پھیر کر تمام غذائی اشیاء کو بیرونی ممالک سے درآمد کریں، تو پھر وہ ملک معاشی بحران کا شکار ہو کر تباہ ہو جائے گا۔

اس سے پہلے کے دور میں جب بر آمد اور درآمد کی سہولت نہیں تھی، اگر زراعت سے انحراف کرتے تو اس سے بھی زیادہ برا انجام ہوتا۔

نبی ﷺ نہ صرف روحانی پیشوا تھے بلکہ ملک پر حکومت چلانے والے سیاسی رہنما اور حاکم بھی تھے۔ جب ایسی بات ہے تو کیا آپ ﷺ زراعت کے خلاف ایسا موقف اپنائے ہوں گے؟

قرآن کریم زراعت کے سلسلے میں جا بجا کہتا ہے۔ مثال کے لیے ذیل میں حوالے دیے گئے ہیں، ملاحظہ فرمایئے: البقرۃ2: آیت نمبر:22، 164، الانعام6: آیت نمبر99، 141، الاعراف7: آیت نمبر 57، یوسف12: آیت نمبر47، الرعد13: آیت نمبر4، ابراھیم14: آیت نمبر24، 32، الحجر15: آیت نمبر19، النحل16: آیت نمبر65، الکھف18: آیت نمبر32، طٰہٰ20: آیت نمبر53، 54، الحج22: آیت نمبر5، 63، المومنون23: آیت نمبر20، الشعراء26: آیت نمبر 7، النمل27: آیت نمبر60، العنکبوت29: آیت نمبر63، الروم30: آیت نمبر24، لقمان31: آیت نمبر10، السجدہ32: آیت نمبر27، فاطر35: آیت نمبر27، یٰس36: آیت نمبر36، الزمر39: آیت نمبر21، فصلت41: آیت نمبر39، الزخرف43: آیت نمبر11، الجاثیہ45: آیت نمبر5، الفتح48: آیت نمبر29، قٓ50: آیت نمبر7، 9، الواقعہ 56: آیت 64، النبأ78: آیت نمبر14-16، عبس80: آیت نمبر27-32۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ زراعت کی فضیلت، ضرورت اور اہمیت واضح کرتے ہوئے اس کو اپنا فضل و کرم قرار دیتا ہے۔

یاد رہے کہ نبی ﷺ قرآن کریم کی وضاحت و تفسیر کے لیے بھیجے گئے، تو کیا آپ ﷺ ان مذکورہ آیتوں کے خلاف کھیتی باڑی کے لیے استعمال کیے جانے والے آلات و اوزار کو حقارت کی نظر سے

دیکھیں گے؟ نفرت کے ساتھ دور کر دیں گے؟ ان کو رسوائی کا سبب اور باعث ذلت قرار دیں گے؟ اگر ہم اس کے بارے میں غور و فکر کریں گے، تو معلوم کر سکتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ ایسی بات ہر گز نہیں کہے ہوں گے۔ یہ آپ کا فرمان نہیں ہو سکتا۔

اس کے علاوہ خود اللہ کے نبی ﷺ نے زراعت کی فضیلت بیان کی ہے، جس کے متعلق کئی حدیثیں ہیں۔ مثال کے طور پر ذیل میں ایک دو حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے

2320-حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ المُبَارَكِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ» (البخاری)

انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "کوئی بھی مسلم جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیت میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندیا انسان یا جانور جو بھی کھائیں گے وہ اس کی طرف سے صدقہ ہو گا۔(بخاری:2320)

2325-حَدَّثَنَا الحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَتِ الأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا النَّخِيلَ، قَالَ: «لاَ» فَقَالُوا: تَكْفُونَا المَئُونَةَ، وَنَشْرَكْكُمْ فِي الثَّمَرَةِ، قَالُوا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا (البخاری)

ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ (مدینہ کے) انصاری صحابہ نے نبی ﷺ سے کہا: آپ ہم میں اور (مکے سے ہجرت کر کے آئے ہوئے) ہمارے بھائیوں میں کھجور کے ان درختوں کو تقسیم کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا تو یہ سن کر انصار (ان مہاجرین سے) کہنے لگے: (ہمارے باغات میں) ہماری جگہ تم محنت اور رکھوالی کرو۔ اس کی آمدنی میں ہم تمہارے ساتھ شریک رہیں گے۔ (اس پر) انہوں نے کہا: ہم نے سنا اور کہنا مانا۔ (بخاری: 2325)

ہل، پھالی وغیرہ کو باعث ذلت قرار دینے والی حدیث انسانی نسل کو تباہی کی طرف رہنمائی کرتی ہے، بہت سی قرآنی آیات کے خلاف واقع ہوی ہے، اور نبی ﷺ کے کئی فرامین کے خلاف بھی ہے۔ اس لیے ہمارا یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ یہ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان نہیں ہو سکتا۔

اگر کوئی اس طرح کا فیصلہ نہ کرے، بلکہ مذکورہ بالا، پہالی کی حدیث کو صحیح مانے، تو اس کو کئی آیتوں کا انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ کوئی بھی شخص دو متضاد باتوں کو مان نہیں سکتا۔

کیا دنیا کو پیدا کرنے سات دن ہوئے؟

ذیل میں ایک اور حدیث ملاحظہ فرمایئے:

7231-حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَقَالَ: «خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فِي آخِرِ الْخَلْقِ، فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ»(مسلم)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کو ہفتہ کے دن پیدا کیا، اس میں اتوار کے دن پہاڑوں کو پیدا کیا، پیر کے دن درخت کو اگایا، دھاتوں کو منگل کے دن پیدا کیا، روشنی کو بدھ (چہار شنبہ) کے دن پیدا کیا، جمعرات کے دن زمین میں جاندار پھیلائے، اور جمعہ کے دن عصر کے بعد آخری گھڑی میں یعنی عصر سے لے کر رات تک آدم علیہ السلام کو آخری مخلوق کی حیثیت سے پیدا کیا۔ (مسلم:7231)

حدیث کی کتاب مسلم میں یہ روایت پائی جاتی ہے جس میں ہفتے کے سات دنوں میں سات قسم کی مخلوقات پیدا کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ غرض اس دنیا کو پیدا کرنے کے لیے کل سات دن درکار ہوئے۔ مگر قرآن کریم کی آیتیں بتلا رہی ہیں کہ دنیا کی تخلیق سات دنوں میں نہیں، بلکہ صرف چھ دنوں میں ہو گئی۔

تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ (الاعراف7:آیت نمبر54)

تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ (یونس10:آیت نمبر3)

اسی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں اچھے عمل کرنے والا کون ہے؟ (ھود11: آیت نمبر7)

اس نے آسمانوں اور زمین کو، اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔
(الفرقان25: آیت نمبر59)

اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان کی چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔
(السجدہ32: آیت نمبر4)

ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ اور ہم کو کوئی تکان لاحق نہیں ہوی۔ (قٓ50: آیت نمبر38)

اسی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر وہ عرش پر بیٹھ گیا۔ (الحدید57: آیت نمبر4)

اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں بتایا ہے کہ دنیا کو چھ دنوں میں پیدا کیا گیا جب کہ مذکورہ حدیث کہتی ہے کہ دنیا کو سات دنوں میں پیدا کیا گیا۔

اس کے علاوہ اس میں جو باتیں بتائی گئی ہیں وہ بھی مذکورہ آیاتِ قرآنی کے خلاف واقع ہوی ہیں۔

یہ حدیث چونکہ قرآن کریم سے ٹکرا رہی ہے، اور اللہ کے نبی ﷺ جو قرآن کی وضاحت کرنے کے لیے تشریف لائے تھے، قرآن کے خلاف اس طرح ہرگز نہیں کہے ہوں گے۔ اس لیے ہم کو فیصلہ کرنا چاہیے کہ یہ حدیث صحیح نہیں، بلکہ گھڑی ہوی جھوٹی حدیث ہے۔ اگرچہ اس کو امام مسلم نے اپنی حدیث کی کتاب صحیح مسلم میں نقل کیا ہے۔

یہاں پر آپ یہ نہ سمجھیں کہ صرف ہم اس قسم کے نتیجے پر پہنچے ہیں۔ بلکہ بہترین عالم دین شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بھی کہا تھا کہ یہ حدیث قابل قبول نہیں۔ آپ کی لکھی ہوی کتاب "فتاویٰ" میں

ملاحظہ ہو: وَ لَوْ كَانَ أَوَّلُ الْخَلْقِ يَوْمَ السَّبْتِ وَآخِرُهُ يَوْمَ الْجُمْعَةِ لَكَانَ قَدْ خُلِقَ فِيْ الأَيَّامِ السَّبْعَةِ وَهُوَ خِلَافُ مَا أَخْبَرَ بِهِ الْقُرْآنُ مَعَ أَنَّ حُذَّاقَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ يُثْبِتُونَ عِلَّةَ هَذَا الْحَدِيْثِ مِنْ غَيْرِ هَذِهِ الْجِهَةِ۔ (مجموع فتاویٰ 19/18)

ترجمہ: اگر پیدائش کی ابتدا ہفتے کے دن کو ہوی، اور اس کا اختتام جمعہ کے دن ہوا، تو (دنیا کی)

پیدائش سات دنوں میں ہوئی۔ حالانکہ قرآن نے جس کی خبر دی ہے یہ اس کے خلاف ہے۔

فن حدیث کے ائمہ نے اس کے علاوہ، اس حدیث کے متعلق باریک نقص کا بھی ذکر کیا ہے

(مجموع فتاویٰ، جلد 18، صفحہ 19)

چھ دنوں میں دنیا کے پیدا کیے جانے کی بابت آنے والی قرآنی آیتوں کا اگر ہم انکار کر دیں، تب چل کر ہی سات دنوں میں دنیا کی تخلیق والی حدیث قبول کر سکتے ہیں۔

اسی وجہ سے ہم اس حدیث کا انکار کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایسی بات کبھی نہیں کہے ہوں گے۔

اسی طرح کی ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

کیا نبی ﷺ اجنبی عورت سے قریب رہے؟

7001-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ، وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ۔ (البخاری)

7002-قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: " نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا البَحْرِ، مُلُوكًا عَلَى الأَسِرَّةِ، أَوْ: مِثْلَ المُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ " - شَكَّ إِسْحَاقُ - قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ» كَمَا قَالَ فِي الأُولَى، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: «أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ» فَرَكِبَتِ البَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ البَحْرِ، فَهَلَكَتْ۔ (البخاری)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام بنت ملحانؓ کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کے نکاح میں تھیں، ایک دن آپ ان کے یہاں گئے تو انہوں نے آپ کے سامنے کھانے کی چیز پیش کی اور آپ کا سر جھاڑنے لگیں۔ اس عرصہ میں آنحضرت ﷺ سو گئے، پھر بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے۔ (بخاری:7001)

اُمّ حرام نے کہا کہ میں نے اس پر پوچھا یارسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اللہ کے راستے میں غزوہ کرتے ہوئے پیش کیے گئے، اس دریا کی پشت پر، وہ اس طرح سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے اس پر عرض کیا یارسول اللہ! دعا کیجیے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے دعا کی۔

پھر آپ نے سر مبارک رکھا (اور سو گئے) پھر بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اللہ کے راستے میں غزوہ کرتے پیش کیے گئے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ سے دعا کر دیں کہ مجھے بھی ان میں کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے لوگوں میں ہوگی۔ چنانچہ ام حرامؓ معاویہؓ کے زمانے میں سفر پر گئیں۔ اور جب سمندر سے باہر آئیں، تو سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔(بخاری: 7002)

حدیث کس بات کی خبر دے رہی ہے؟ کیا نبی ﷺ کا ام حرام سے کوئی خونی رشتہ ہے؟ یا پھر وہ رضاعی بہن ہیں؟ مگر یہ حدیث کہتی ہے کہ نبی ﷺ اس اجنبی عورت کے گھر گئے اور وہ بھی صرف ایک بار نہیں، بلکہ بارہا تشریف لے جاتے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت نبی ﷺ کا سر جھاڑتی، جیوں نکالتی اور بال صاف کرتی تھی۔ واضح رہے کہ یہ کام اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ وہ ایک دوسرے کو چھونے کے لائق قریب ہوں۔

اس حدیث میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنا سر نیچے رکھا اور سو گئے اور یہ بھی کہا گیا کہ نبی ﷺ جب بھی بیدار ہو کر مسکرانے لگے تو وہ عورت برابر وجہ دریافت کرتی رہی۔ چنانچہ اس میں یہ مفہوم بھی پایا جاتا ہے کہ نبی ﷺ سونے کے بعد وہ عورت وہاں سے دور نہیں گئیں، بلکہ قریب میں وہیں بیٹھ کر دیکھتی رہی تھیں۔ آپ کے حرکات وسکنات کو نوٹ کر رہی تھیں۔

کیا نبی ﷺ اس طرح کیے ہوں گے؟ صحیح حدیثیں ہمیں بتلاتی ہیں آپ ﷺ اجنبی

عورت کے معاملے میں کس طرح دور رہا کرتے تھے۔

اللہ کے نبی ﷺ جب مردوں سے عہد واقرار (بیعت) لیتے، تو آپ ﷺ ان کے ہاتھ پکڑ کر بیعت لیتے، مگر جب عورتوں سے عہد واقرار لیتے تو عورتوں کے ہاتھ نہیں چھوتے۔(دیکھیے بخاری:7214)

نبی ﷺ نے حکم دیا ہے کہ مرد کو کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ نیز عورت کو بھی چاہیے کہ وہ شوہر کے بھائی (یعنی جیٹ، دیور) جیسے رشتہ دار کے ساتھ اکیلی نہ رہے۔(بخاری:5232)۔ کیا نبی ﷺ خود اس حکم کی خلاف ورزی کریں گے؟

مذکورہ واقعہ کو اگر صحیح مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ قرآن مجید جس پاکیزہ زندگی کی تعلیم اور اصول پیش کرتا ہے۔ نعوذ باللہ نبی ﷺ نے اس کو قابلِ اعتناء نہیں سمجھا اور جان بوجھ کر حکم الٰہی کی نافرمانی کی۔

(اے محمد!) آپ مومن مردوں سے کہیے کہ: "وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ (طریقہ) ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس سے اللہ باخبر ہے۔ (النور24: آیت نمبر30)

اجنبی عورت کے روبرو نگاہ نیچی کر رکھنے کا حکم دینے والے دین میں نبی ﷺ کیا ایک اجنبی عورت سے اتنے قریب ہو سکتے ہیں کہ وہ آپ کے سر جھاڑنے اور بال صاف کرنے لگی؟ اور کیا نبی ﷺ ایک اجنبی عورت کے گھر میں اس کی روبرو لیٹ کر سوئے ہوں گے؟

یہودی لوگ اللہ کے نبی ﷺ پر کئی طرح کے بے بنیاد الزامات لگا کر اسلام کی ترقی کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔ اگر نبی ﷺ اجنبی عورت کے گھر جاتے اور وہاں آرام کرتے تو وہ لوگ اس واقعہ کو بنیاد بنا کر ہی نبی ﷺ کو خوب بدنام کرتے اور اسلام کی ترقی کو ہر طرح روکتے۔

اسلام کے کسی کٹر دشمن نے بھی نبی ﷺ کے ام حرام کے گھر جانے کے متعلق تبصرہ نہیں کیا۔ اس سلسلے میں کوئی روایت بھی نہیں ملتی۔ اسی سے ہمارا یقین اور بھی بڑھتا ہے کہ ایسا ایک واقعہ ہوا ہی نہیں۔

اور بھی کھلے الفاظ میں کہنا ہے تو وہ لوگ نبی ﷺ کی پاکیزہ زندگی دیکھ کر اور حسنِ سیرت سے متاثر ہو کر ہی دائرہِ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان لوگوں کا نبی ﷺ پر سو فیصد بھروسا اور مکمل اعتماد رہا۔ یہی وہ پہلا سبب ہے جس کی بدولت وہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

کوئی بھی آدمی اپنی ماضی کی زندگی کے بارے میں لوگوں کو یاد دلا کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ پر بھروسا کرو۔ کیونکہ اس کی گزری ہوی زندگی پوری طرح عیب سے پاک نہیں رہے گی۔ اس لیے عام طور پر لوگ یہ بات سمجھتے ہوئے کہتے ہیں کہ پیر اور بابا کی بھی موجودہ حالت ہی دیکھی جائے۔ اس سے آگے بڑھتے ہوئے ان کی گذشتہ زندگی کی بابت نہ دیکھا جائے۔

نبی ﷺ نے اپنے آپ کو اللہ کا رسول ﷺ کہنے کے لیے اپنی ماضی کی پاکیزہ زندگی کو ہی بطور دلیل پیش کیا۔ آپ ﷺ کو ہی اس طرح اعلان کرنے کی ہمت وجرأت ہوی۔

اس کو بنیاد بنا کر اپنے آپ کو اللہ کا رسول ﷺ ثابت کرنے کے لیے قرآن کریم نے بھی حکم دیا:

(اے محمد!) کہیے: اگر اللہ چاہتا تو میں اس کو تمہارے سامنے پڑھ کر نہ سناتا، اور وہ (اللہ بھی) تم کو اس کی خبر نہ دیتا۔ میں اس سے پہلے تمہارے درمیان کئی سال گزار چکا ہوں۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ (یونس10: 16)

محمد ﷺ کی زندگی نبی اور رسول بننے سے پہلے ہی عیب سے پاک تھی، اور نبوت ورسالت کے بعد آپ ﷺ کی زندگی اور بھی پاک رہی۔

مگر مذکورہ روایت، اس بنیاد کو منہدم کر کے ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔ پاک دامن نبی ﷺ کے دامن کو داغ دار بنا دیتی ہے۔

علمائے کرام مذکورہ روایت کی بھی محض اس لیے تائید کر رہے ہیں کہ اس سند کے تمام راوی ٹھیک ہیں۔ گویا وہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ راوی قابل اعتماد اور ثقہ ہے اور نبی ﷺ کی عزت ووقار کو رائی کے دانے برابر بھی اہمیت نہیں دیتے۔ آپ ﷺ کی جیسی تعظیم، تکریم وتوقیر کرنی چاہیے ویسی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اخلاقی سند دیتا ہے:

نون! قلم کی قسم! اور جو وہ لکھتے ہیں اس کی قسم! (اے محمد) آپ اپنے پروردگار کے فضل سے

دیوانے نہیں ہیں! آپ کے لیے نہ ختم ہونے والا (بے انتہا) اجر ہے۔ اور آپ بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہیں۔

(القلم 68: آیت نمبر 4)

غور کیجیے کہ اس روایتِ حدیث میں جو کہا گیا ہے، کیا وہ بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار ہو سکتا ہے؟ چونکہ یہ روایت اسلامی تعلیم کے خلاف ہے، اس لیے ہم کو اس کا انکار کرنا چاہیے کہ نبی ﷺ اس طرح ہرگز نہیں کیے ہوں گے۔

آپ اس حدیث پر بڑے عالم دین کی طرح غور نہ کریں، بلکہ ایک مومن کی طرح ایک متقی اور پرہیزگار کی طرح غور کریں۔ تبھی اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ بلند اخلاق کے پیکر نبی ﷺ ہرگز اس طرح نہیں کرسکتے۔

اگر اس طرح کی روایت کو مان لیں تو نبی ﷺ پر تہمت لگانے کی بات ہوگی یا نہیں؟ کیا اللہ کے نبی ﷺ اس طرح کی حرکت کرسکتے ہیں؟

اگر کوئی یہ دعوا کرے کہ یہ حدیث تو بخاری میں درج ہے، اس لیے اس کو ماننا ہی پڑے گا، اس کے سوا کوئی چارہ نہیں، تو وہ اپنی بات میں سچا نہیں ہے۔

کیونکہ نبی ﷺ ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے عام مسلمانوں کو کیا اس طرح کسی اجنبی عورت کے گھر میں جاکر ٹھہرنے اور سر جھاڑنے اور بال صاف کرنے کی حد تک قریب ہونے کی اجازت ہے؟ مذکورہ حدیث کی بنیاد پر کیا یہ روایت پرست علما اس کی اجازت دیتے ہوئے فتوا دیں گے؟ ہرگز نہیں دیں گے۔

اسی سے ہم معلوم کرسکتے ہیں کہ صرف ان کی زبان کہتی ہے کہ اس کو مانو! لیکن ان کا دل اس حدیث کو ماننے سے انکار ہی کر رہا ہے۔ اسی قسم کی ایک اور حدیث بھی دیکھیے:

کیا قرآن کی آیت گم ہو سکتی ہے؟

3670-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: "كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ: عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ، بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُنَّ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ "۔(مسلم)

حضرت عائشہؓ نے کہا: قرآن میں یہ آیت نازل ہوی تھی کہ دس بار دودھ کا چوسنا حرمت کرنا ہے۔ پھر یہ منسوخ ہو گیا اور یہ پڑھا جانے لگا کہ پانچ بار دودھ چوسنا، حرمت کا سبب ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کی وفات ہوی اس حال میں کہ یہ قرآن میں پڑھا جارہا تھا۔ (مسلم:2634)

عائشہؓ کے حوالے سے یہ حدیث کہتی ہے کہ پانچ بار دودھ چوسنے کی ایک آیت نبی ﷺ کی وفات تک قرآن میں موجود تھی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس طرح کی ایک آیت اگر نبی ﷺ کی وفات تک قرآن کریم میں رہی، تو اس آیت کو اب بھی قرآن ہی میں ہونا چاہیے۔ مگر اس طرح کی آیت قرآن میں نہیں ہے۔

اس سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ جو آیت نبی ﷺ کے زمانے میں پڑھی جارہی تھی، وہ بعد میں بدل دی گئی ہے۔

حالانکہ قرآن کریم میں کسی آیت کو بدلنا ہو، تو اللہ تعالیٰ نبی محمد ﷺ کے ذریعہ ہی بدلائے گا۔ اور آپ ﷺ کی وفات پانے کے بعد کسی آیت کو بدلا نہیں جاسکتا۔

اب دنیا بھر میں موجود کسی قرآنی نسخے میں بھی پانچ بار دودھ چوسنے کی (رضاعت والی) آیت نہیں ہے۔ نیز عثمانؓ کے قدیم نسخوں میں بھی جو میوزیم میں حفاظت کے ساتھ رکھے ہوئے ہیں یہ آیت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے: یہ نصیحت ہم نے ہی اتاری ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے (محافظ) ہیں۔ (الحجر15: آیت نمبر9)

جب اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، تو پھر قرآن کو غیر محفوظ قرار دینے والی یہ روایت ایک من گھڑت اور فرضی کہانی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اگر اس روایت کو صحیح مان کر قبول کرلیں، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ قرآن کریم کے غیر محفوظ ہونے کو تسلیم کرتے ہیں۔

کسی بھی حدیث کو قبول کرنے کے لیے راویوں کی سند کا برابر ہونا ہی کافی نہیں، بلکہ قرآن کریم سے ٹکرائے بغیر بھی رہنا ضروری ہے۔

غرض اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ کی وفات تک جو آیت قرآن میں تھی، اس کو بعد میں کسی نے بدل دیا، یا قرآن سے خارج کر دیا، اگر چہ یہ روایت حدیث کی کتاب "مسلم" میں ہے، پھر بھی یہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ سچائی پر مبنی نہیں، بلکہ یہ ایک من گھڑت بات ہی ہو سکتی ہے۔

حدیثوں کو سمجھنے کا صحیح راستہ یہی ہے ۔ مزید وضاحت کے ساتھ جاننے کے لیے ذیل کی حدیث ملاحظہ فرمایئے

کیا سلیمان علیہ السلام کی توہین کی جاسکتی ہے؟

5242-حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: " قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ، تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلاَمًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ لَهُ المَلَكُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ، فَأَطَافَ بِهِنَّ، وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ " قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَحْنَثْ، وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ "(البخاری)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ داوٗدؑ کے بیٹے سلیمانؑ نے فرمایا: آج رات میں (اپنی) سو بیویوں کے پاس ہو آؤں گا۔(اور اس قربت کے نتیجے میں) ہر عورت ایک (بہادر) لڑکا جنے گی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ فرشتے نے ان سے کہا کہ (اس کے ساتھ) ان شاءاللہ کہہ لیجیے۔ لیکن انہوں نے نہیں کہا اور بھول گئے۔ چنانچہ آپ تمام بیویوں کے پاس گئے، مگر ایک کے سوا کسی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہ ہوا۔ اور اس ایک کے یہاں بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔(بخاری 5242)

ایک ہی رات میں سو بیویوں سے ملنے کی طاقت ہے یا نہیں؟ اس بات سے قطع نظر یہاں پر صرف یہ دیکھا جائے گا کہ ایمان کو کھوکھلا کرنے والا پہلو کیا ہے؟

اگر یہ حدیث سچائی پر مبنی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیب سے متعلق جو باتیں صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان میں سے کئی باتیں خود سلیمان علیہ السلام نے کہی ہیں، ذرا غور کیجیے:

(1) ایک رات میں سلیمان علیہ السلام کی قربت سے ان کی سو بیویاں بھی حاملہ ہوں گی۔

(2) ان سے سو اولاد پیدا ہوں گی۔(3) پیدا ہونے والی اولاد سب لڑکے ہوں گے، لڑکیاں نہیں۔

(4) پھر وہ سب اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔ اس جملے سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ پیدا ہونے والے وہ سو لڑکے بھی جوان ہونے سے پہلے نہیں مریں گے۔

(5) نیز وہ سب نیک بندے ہوں گے۔ (6) اور وہ سب سپاہی بھی بنیں گے۔

واضح رہے کہ اتنی ساری غیب کی باتیں اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جان سکتا۔ ان غیبی امور سے اللہ اکیلا ہی واقف ہے۔ جس کے تعلق سے عام مسلمان بات کرنے سے ڈرتا ہے۔

کیا کوئی مومن ایسی باتیں کرے گا کہ آج میں اپنی بیوی کے پاس جاؤں گا، جس سے وہ ایک لڑکا جنے گی، وہ جوان ہو کر نیک بندہ رہے گا؟ ایسی باتیں ہرگز نہیں کہنا چاہیے۔ تمام مسلمان اس کو جانتے ہیں کہ یہ سب غیبی امور ہیں۔

کیا یہ بات، نبی سلیمان علیہ السلام کو معلوم نہیں تھی؟ ایمان کو بگاڑنے والی اس قسم کی باتیں سلیمان علیہ السلام ہرگز نہیں کہے ہوں گے۔

اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہ بارش برساتا ہے، رحموں (بچہ دانیوں) میں جو ہے اسے جانتا ہے۔ کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائی کرے گا۔ اور نہ کوئی جاندار یہ جانتا ہے کہ وہ کہاں مرے گا۔ اللہ جاننے والا اور باخبر ہے۔ (لقمان 31: آیت نمبر 34)

4697-عَنْ ابن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال: مفاتيح الغيب خمس لا يعلمها الا الله (١) لا يعلم احد ما في غد الا الله (٢) ولا يعلم ما تغيض الارحام الا الله (٣) ولا يعلم متى ياتى المطر احد الا الله (٤) ولا تدرى نفس باى ارض تموت (٥) ولا يعلم متى تقوم الساعة الا الله۔ (البخارى)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: غیب کی کنجیاں پانچ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (۱) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے؟ (۲) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ عورتوں کے رحم میں کیا کمی بیشی ہوتی رہتی ہے؟ (۳) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب برسے گی؟ (۴) کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں ہو گی؟ (۵) اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہو گی۔ (بخاری: 4697)

جو کچھ رحم مادر میں ہے اس کو جب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، تو کیا ایک نبی، اسلام کے بنیادی عقیدے کے خلاف ایسی باتیں کہہ سکتے ہیں؟

یہ روایت نبی سلیمانؑ کی طرف منسوب کیے جانے کے باوجود، وہ اس قسم کی باتیں ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ سچے مسلمان کو ان کی بابت ایسا ہی یقین کرنا چاہیے۔

اس موقع پر آپ یہ نہ سمجھیں کہ شاید سلیمانؑ کو نبی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بتادیا ہو!!

یہ اشکال درست نہیں۔ کیونکہ سلیمانؑ اگر اللہ کی طرف سے وحی پاکر ایسی باتیں بتاتے، تو پھر ان کے کہنے کے مطابق ہی ہوتا، اور ان کی ہر بیوی ایک لڑکا جنتی۔ لیکن اس حدیث میں کہا گیا ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہوا۔ اس سے یقین ہوجاتا ہے کہ سلیمانؑ نے اللہ کی جانب سے اطلاع پاکر نہیں کہا۔

چنانچہ ہم کو اس نتیجے پر پہنچنا چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سلیمانؑ کو کوئی پیشن گوئی نہیں کی، تو سلیمانؑ بھی ایسی باتیں ہرگز نہیں کریں گے۔ نیز نبی محمد ﷺ بھی سلیمانؑ کی طرف منسوب کرکے اس قسم کی باتیں نہیں کہے ہوں گے۔ بلکہ یہ روایت تو بالکل من گھڑت (موضوع حدیث) ہے۔ مزید وضاحت کے لیے ایک اور حدیث دیکھئے۔

کیا موسیٰ علیہ السلام نے فرشتے کو تھپڑ مارا؟

3407-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " أُرْسِلَ مَلَكُ المَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ، فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ، فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لاَ يُرِيدُ المَوْتَ، قَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ، فَلَهُ بِمَا غَطَّتْ يَدُهُ بِكُلِّ شَعَرَةٍ سَنَةٌ، قَالَ: أَيْ رَبِّ، ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ المَوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ، قَالَ: فَسَأَلَ اللَّهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الأَرْضِ المُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ، إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الكَثِيبِ الأَحْمَرِ» قَالَ وَأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔(البخاری)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس موت کا فرشتہ بھیجا گیا۔ جب وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے ان کو تھپڑ مارا۔ موت کا فرشتہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں

واپس ہوا اور عرض کیا: تو نے ایک ایسے بندے کے پاس مجھے بھیجا جو موت کے لیے تیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (اس فرشتے سے) کہا کہ دوبارہ ان کے پاس جاکر کہو: اپنا ہاتھ کسی بیل کی پیٹھ پر رکھیں۔ (اس کی پیٹھ پر موجود بالوں میں جتنے بال) ان کے ہاتھ ڈھانپ لے، ان میں سے ہر بال کے بدلے ایک سال کی عمر انہیں دی جائے گی۔

(چنانچہ وہ فرشتہ واپس آکر اللہ کا فیصلہ سنایا تو) موسیٰؑ بولے: اے پروردگار! (اتنی مدت کی زندگی گزارنے کے) بعد کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پھر موت ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا: تو وہ موت ابھی آجائے۔ ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ موسیٰؑ نے دعا کی کہ بیت المقدس سے مجھے اتنا قریب کر دیا جائے کہ (جہاں ان کی قبر ہو وہاں سے) اگر کوئی پتھر پھینکنے والا پتھر پھینکے تو وہ بیت المقدس تک پہنچ سکے۔ راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اگر وہاں (بیت المقدس میں) موجود ہوتا، تمہیں ان کی قبر دکھاتا جو راستے کے کنارے پر ریت کے سرخ ٹیلے سے نیچے ہے۔ (بخاری: 3407)

کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جب موت کا فرشتہ اپنی ذمہ داری نبھانے اور اپنا فریضہ ادا کرنے آیا تو موسیٰؑ نے اس کو چانٹا مارا؟

یہ بات موسیٰؑ کو معلوم ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ روح قبض کرنے کے لیے جب موت کا فرشتہ آتا ہے، تو وہ خود سے نہیں آتا، بلکہ اللہ ہی اس کو بھیجتا ہے۔

موسیٰؑ یہ جانتے ہوئے کہ یہ موت کا فرشتہ ہے، جو اپنی پسند اور مرضی سے کچھ نہیں کرتا، بلکہ وہ اللہ کا تابع و فرمان بردار ہے۔ اور اب اللہ ہی نے بھیجا ہے، اس کے منہ پر غناٹے دار طمانچہ رسید کیا۔ حالانکہ ایسی بات کہنے کے لیے اور روایت کرنے کے لیے بھی مومنوں کا دل دہل جائے گا۔ کیونکہ اس واقعے میں صاف دکھائی دیتا ہے کہ موسیٰ کا ردِ عمل اللہ کے ساتھ جنگ چھیڑنے کے مترادف ہے۔

اگر نبی موسیٰؑ کو مرنا پسند نہ ہوتا، مزید کچھ مدت زندہ رہنے کی خواہش ہوتی، تو اس طرح عرض کرتے کہ مجھے مزید کچھ عرصہ زندگی گزارنے کے لیے کیا کوئی راستہ ہے؟ زندگی میں ڈھیل پانے کے لیے کونسی راہ ہے؟ پروردگار سے پوچھ کر آؤ۔ تو ایک حد تک ہم یہ بات قبول کر سکتے ہیں۔ مگر فرشتے

کے منہ پر طمانچے مار کر واپس لوٹانے کی بات کو کیوں کر تسلیم کر سکتے ہیں؟!

فرشتے کی غیر معمولی اور حیرت انگیز طاقت کے مقابلے میں نبی موسیٰ کی جسمانی طاقت کچھ بھی نہیں۔ ہم کو غور کرنا چاہیے کہ ایسی حالت میں کس طرح تھپڑ مارا جا سکتا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے؟

فرض کیجیے کہ نبی موسیٰ ؑ نے فرشتے کو طمانچہ مارا، تو کیا وہ موت کا فرشتہ ہار مان کر اپنی ذمہ داری نبھائے بغیر، اپنا فریضہ ادا کیے بغیر ہی واپس چلا جائے گا؟

ذیل کی آیتیں ہمیں بتلا رہی ہیں کہ فرشتے اللہ کا حکم جوں کا توں کر گزرنے والے ہیں، اور اس کی ذرا سی بھی نافرمانی نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو:

وہ اپنے بندوں پر پوری طرح غالب ہے اور تم لوگوں پر حفاظت کرنے والے بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے رسول اس کو قبض کر لیتے ہیں اور وہ (اس کام میں) کوتاہی نہیں کرتے۔ (الانعام6: آیت نمبر61)

وہ اس کے آگے بڑھ کر بات نہیں کرتے۔ بس اس کے حکم کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں۔ (الانبیاء 21 آیت نمبر27) ۔ وہ اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو حکم ان کو دیا جاتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔ (النحل16: آیت نمبر50)

اے ایمان والو! (اے مومنو!) تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ جس پر سخت مزاج اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں۔ اللہ ان کو جو حکم دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ بلکہ ان کو جو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔ (التحریم66: آیت نمبر6)

مذکورہ بالا خوبیوں والے فرشتے، جن کو اللہ تعالیٰ جو حکم دیتا ہے وہی کریں گے، اس میں کوتاہی نہیں کریں گے، اور کسی کے پاس مار کھا کر اپنی شکست کا اعتراف کر کے واپس نہیں جائیں گے۔ اس لیے فرشتوں کی بابت معمولی واقفیت رکھنے والا بھی نبی موسیٰ کے طمانچے والی روایت کو نہیں مانے گا۔

اللہ کے فیصلے کو ماننا مومن پر فرض ہے۔ اللہ کے فیصلے کا نہ صرف انکار، بلکہ وہ فیصلہ سنانے والے فرشتے پر حملہ کرنا، کسی رسول کی صفت اور خوبی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ایسا فعل کفر ہے۔

جب یہ معلوم ہو کہ خبر دینے والا اللہ کا بھیجا ہوا فرشتہ ہے تو پھر اس کو غصے میں طمانچے مار کر دوڑانے کی کوشش کرنا اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ اس حقیقت کا معمولی علم رکھنے والے لوگ کیا اس واقعے کو سچ مانیں گے؟ اگر سچ مانیں گے تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ اللہ کی مرضی کے خلاف بات کی جاسکتی ہے اور غصے کا مظاہرہ کیا جاسکتا ہے۔

ایک مرتبہ یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک انتظام اور فیصلے سے بہت ناراض ہو کر غصے سے بھر گئے۔ حالانکہ اللہ پر غصہ کرنے کا انجام بہت برا ہوتا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ اپنے کلام قرآن کریم میں کرتا ہے ملاحظہ ہو:

اور مچھلی والے (یونس کو یاد کرو) جب وہ غصے سے (بستی چھوڑ کر) چلے گئے، تو سمجھے کہ ہم ان پر قدرت نہیں رکھیں گے (گرفت نہ کریں گے)۔ پھر انہوں نے تاریکیوں میں سے پکارا کہ: "تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو پاک ہے۔ اور میں ہی ظلم کرنے والوں میں ہو گیا۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کو غم سے نجات دی۔ اسی طرح ہم ایمان والوں کو (مومنوں کو) نجات دیتے ہیں۔
(الانبیاء 21: آیت نمبر 87، 88)

آپ اپنے پروردگار کے فیصلے کے لیے صبر کیجیے۔ اور مچھلی والے (یونس) کی طرح مت ہو جائیے۔ انہوں نے غم سے بھرے ہونے کی حالت میں (اپنے رب کو) پکارا۔ اگر ان کے رب کا فضل ان کو نہ ملا ہوتا، تو وہ مذموم حالت میں چٹیل میدان میں پھینک دیئے جاتے۔ پھر بھی ان کے پروردگار نے ان کو چن لیا (برگزیدہ کیا)، اور نیک لوگوں میں شامل کر دیا۔ (القلم 68: آیت نمبر 48-50)

اللہ تعالیٰ یونس علیہ السلام کا واقعہ بیان کر کے ہمارے نبی محمد ﷺ کو متنبہ کرتا ہے کہ آپ کہیں مچھلی والے یونس کی طرح نہ ہو جائیں۔

اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جو بھی اس طرح غیر مناسب کام کرتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی پر اثر پڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نظر انداز نہیں کرتا، بلکہ اس کا سخت نوٹس لیتا اور تادیبی کارروائی کرتا ہے۔

اس لحاظ سے اللہ کے حکم کے مطابق آئے ہوئے فرشتے کو تھپڑ رسید کرنے کی پاداش میں موسیٰ پر اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب بہت سخت رہا ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کی عزت و جلال کے خلاف جنگ چھیڑنے والی اس قسم کی بات کی بھی تاویل کرنے کی بعض لوگوں نے بڑی کوشش کی ہے۔

ان کی تاویل کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے فرشتے کو یہ بات پہلے ہی بتادیا ہو یعنی تم موسیٰ کے پاس جاؤ گے، تو وہ تمہارے چہرے پر تھپڑ ماریں گے، تم تھپڑ کھانے کے بعد لوٹ آؤ گے۔

آپ غور کیجیے کہ اگر ایسی بات ہوتی، تو وہ فرشتہ موسیٰ کا تھپڑ کھانے کے بعد فوراً واپس جاکر پروردگار سے کیا یوں کہے گا: اے اللہ! تو نے ایک ایسے بندے کے پاس مجھے بھیجا ہے جو موت کے لیے تیار نہیں ہے؟ یا یوں کہے گا: اے اللہ! تیرے کہنے کے مطابق موسیٰ نے مجھے تھپڑ مارا، اور میں بھی خاموشی کے ساتھ تھپڑ کھا کر تیرے پاس لوٹ آیا؟

اگر ان لوگوں کی تاویل صحیح ہے، تو فرشتہ اول الذکر کو نہیں بلکہ ثانی الذکر کو کہتا۔ اب آپ کو پتا چل گیا ہو گا کہ ان کی من گھڑت تاویل میں کوئی دم خم نہیں ہے بلکہ وہ بکواس ہے۔

آخر میں ایک عورت کا اجنبی نوجوان کو دودھ پلانے کی حدیث بھی جان لیجیے۔

کیا عورت، اجنبی نوجوان کو دودھ پلا سکتی ہے؟

عن عائشةؓ قالت:جاءت سهلة بنت سهيلؓ الى النبى ﷺ فقالت: يا رسول الله ! انى ارى فى وجه ابى حذيفة من دخول سالم وهو حليفه (وفى رواية: وهومولى ابى حذيفة) فقال النبى ﷺ: ارضعيه۔ فقالت: وكيف ارضعه وهو رجل كبير؟ فتبسم رسول الله ﷺ وقال: قد علمت انه رجل كبير۔ وفى حديثه وكان قد شهد بدرا وفى رواية ابن عمرؓ فضحك رسول الله ﷺ (مسلم)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ سہلہ بنت سہیلؓ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں (اپنے شوہر) ابو حذیفہ کے چہرے میں کچھ خفگی پاتی ہوں، جب سالم (ابن معقل) میرے گھر آتا ہے اور وہ ان کا غلام ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم سالم کو (اپنا)

دودھ پلادو۔ سہلہ نے دریافت کیا: میں اسے دودھ کیسے پلاؤں، جب کہ وہ جوان مرد ہے؟ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: میں بھی جانتا ہوں کہ وہ جوان مرد ہے۔ (مسلم2636)

کوئی عورت جب کسی بچے کو دودھ پلائے، تو وہ عورت اس بچے کے لیے ماں کی حیثیت اور ماں کا درجہ حاصل کرلیتی ہے۔ اس کے بعد اگر وہ بچہ بڑا ہو کر جوان ہو جائے، تب بھی جس عورت نے اس کو اپنا دودھ پلایا، اس کے ساتھ تنہائی میں رہ سکتا ہے، کیونکہ اسلام کا قانون ہے کہ بچے کو دودھ پلانے والی عورت بھی ماں کا درجہ پالیتی ہے اور رضاعی ماں کہلاتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس حدیث میں جو بات بتائی گئی ہے کیا وہ اس قانون اور شرعی حکم کے تحت آئے گی؟ ہرگز نہیں آئے گی۔ اس کے متعلق مکمل واقفیت کے لیے تفصیل کے ساتھ جاننا ضروری ہے۔

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ دودھ پلانے سے رشتہ قائم ہونے اور رضاعت سے حرمت ثابت ہونے کا حکم مشروط ہے۔ شرط کے ساتھ موقوف ہے۔ اگر وہ شرط نہ پائی جائے تو رضاعی رشتہ قائم نہیں ہوگا اور حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

اولین شرط یہ ہے کہ جس بچے کو دودھ پلایا جاتا ہے اس کی عمر دو برس کے اندر ہو۔ اگر کوئی عورت تین سال کے بچے کو دودھ پلائے تو وہ عورت اس بچے کی رضاعی ماں نہیں بنے گی، اور وہ بچہ اس عورت کا رضاعی بیٹا نہیں کہلائے گا۔ اس کا پتا ہم کو ذیل کی آیتوں سے چل جائے گا۔ ملاحظہ ہو:

جو (شوہر اپنے بچے کو) پوری مدت دودھ پلوانا چاہے، تو اس کے لیے مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ (البقرۃ2: آیت نمبر233)

ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق حسنِ سلوک کی تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے اسے (اپنے پیٹ میں) اُٹھائے رکھا۔ پھر اس کی دودھ چھڑائی دو سال ہے۔ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر اور میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ (لقمان31: آیت نمبر14)

اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اس کو پیٹ میں رکھا، اور تکلیف کے ساتھ اس کو جنا۔ اس کا حمل، اور دودھ چھڑانا تیس مہینے (میں ہوتا ہے)۔ (الاحقاف46: آیت نمبر15)

5102-حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَشْعَثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ، فَكَأَنَّهُ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ، كَأَنَّهُ كَرِهَ ذَلِكَ، فَقَالَتْ: إِنَّهُ أَخِي، فَقَالَ: «انْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ، فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ المَجَاعَةِ» (البخاری)

عائشہؓ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ان کے گھر میں نبی ﷺ تشریف لائے، تو دیکھا کہ ان کے یہاں ایک مرد بیٹھا ہوا ہے۔ (غصے کی وجہ سے) آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، گویا آپ نے اس کو پسند نہیں کیا۔ تو عائشہؓ نے عرض کیا: "یہ تو میرے دودھ والے (دودھ شریک) بھائی ہیں"۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق کر کے فیصلہ کرو کہ کون تمہارا بھائی ہے؟ (کیونکہ) دودھ پلانے (رضاعت) کا رشتہ وہی معتبر ہے جو بھوک کی وجہ سے ہو۔ (بخاری:5102)

4412-حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ , وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ دُبَيْسِ بْنِ أَحْمَدَ , وَغَيْرُهُمَا قَالُوا: نا أَبُو الْوَلِيدِ بْنُ بُرْدٍ الْأَنْطَاكِيُّ , نا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ , نا سُفْيَانُ , عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ , قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا رَضَاعَ إِلَّا مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ». لَمْ يُسْنِدْهُ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرُ الْهَيْثَمِ بْنِ جَمِيلٍ وَهُوَ ثِقَةٌ حَافِظٌ۔(دارقطنی)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: دودھ پلانے کا اعتبار نہیں ہے مگر جو دو سال کے اندر ہو۔ (دارقطنی 4412)

مذکورہ دلائل میں وضاحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ بچے کو دو سال کی عمر تک جو دودھ پلایا جائے گا اسی کا اعتبار کیا جائے گا۔ چنانچہ اگر کوئی عورت کسی بچے کو جس کی عمر تین برس کی ہو دودھ پلائے، تو بھی وہ عورت اس بچہ کی رضاعی ماں نہیں بنے گی۔

مگر اس موضوع پر ذکر کردہ سالم کے سلسلے میں آنے والی روایت میں سن بلوغت کو پہنچے ہوے نوجوان کو دودھ پلانے کے لیے کہا گیا اور بتایا گیا کہ اس سے رضاعی بیٹے کا رشتہ قائم ہو جائے گا۔

اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ سالم کی یہ حدیث قرآنی تعلیمات کے خلاف واقع ہوی ہے۔

اور دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اجنبی عورتوں کے معاملے میں نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے۔

عورتوں کے پاس مردوں کو اپنی طرف کھینچنے والے پرکشش اور دل ربا اعضا میں سرفہرست

اس کی چھاتی ہی ہے۔ ایسے میں کیا عورت کو کسی نوجوان کے منہ میں اپنی چھاتی سے دودھ پلانے کے لیے کہا جائے گا جس سے وہ نوجوان رضاعی بیٹا بن جائے؟ کیا اللہ کے رسول ﷺ اس طرح کہے ہوں گے؟

اس بات میں کراہت اور گھن آتی ہے۔ اور دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اللہ کے رسول ﷺ کے علم و حکمت اور تہذیب اور شائستگی پر گویا سوالیہ نشان لگ جاتا ہے۔

مگر جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سالم کی یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ اس لیے اس کو ماننا چاہیے۔ حالانکہ وہ صرف زبان کی حد تک کہتے ہیں۔ در حقیقت وہ بھی دل سے نہیں مانتے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ اس حدیث کو حجت مان کر اس کے مطابق شرعی حکم نافذ نہیں کرتے۔ یعنی اگر وہ لوگ اس روایت کو نبی ﷺ کا فرمان مانتے ہیں تو کیا وہ یہ فتوا دیں گے کہ جو مسلمان اس طرح کرنا چاہے، کر سکتا ہے؟ اس طرح کا فتوا ہرگز نہیں دیں گے۔ کیا اسی سے آپ کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بھی اس حدیث کو نہیں مانتے۔ اس کے باوجود جھوٹ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو مانتے ہیں۔

وہ لوگ ہمارے اس سوال سے بچنے کے لیے ایک عمدہ تاویل پیش کرتے ہیں۔ یعنی ان کی تاویل یہ ہے کہ حدیث میں پستان منہ میں رکھ کر دودھ پلانے کے لیے نہیں کہا گیا۔ ہو سکتا ہے کہ چھاتی سے دودھ اتار کر دیا گیا ہو۔ واضح رہے کہ اس طرح کی تاویل ثابت کرنے کے لیے نہ اس حدیث میں کوئی دلیل ہے اور نہ دوسری روایتوں میں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مذکورہ تاویل پیش کرنے والوں کو کم از کم اپنے دعوے میں سچے رہنا چاہیے۔ کیا وہ اس طرح ہیں؟ نہیں بلکہ اس میں بھی وہ جھوٹ ہی کہتے ہیں۔

کیا وہ اس طرح کا فتوا دیں گے کہ جو عورتیں اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی میں رہنا چاہتی ہیں وہ سب اپنی پستان سے دودھ اتار کر اجنبی مرد کو پلا دیں تو پھر اس کے ساتھ تنہائی میں رہیں؟ کیا یہ فتوا دیں گے کہ کوئی بھی مرد اس طریقے کو اپناتے ہوئے کسی بھی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کر سکتا ہے؟ ظاہر سی بات ہے کہ اس قسم کا فتوا ہرگز نہیں دیں گے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ مذکورہ تاویل کو وہ خود نہیں مانتے مگر لوگوں سے کہتے ہیں کہ ماننا پڑے گا۔

وہ لوگ اس طرح کا فتوا اگر نہ بھی دیں مگر ایک مرد اور ایک اجنبی عورت تنہائی میں رہتے وقت رنگے ہاتھ پکڑے جائیں، اور اس وقت اگر وہ عورت یہ کہے کہ میں نے ابھی ابھی اس کو اپنا دودھ پلایا ہے۔ اس لیے یہ میرا رضاعی بیٹا بن گیا۔ تو کیا وہ لوگ ان کو سزا دیے بغیر چھوڑ دینے کا حکم سنائیں گے؟ نہیں۔

ان سب مسائل سے بچنے، دامن چھڑانے اور راہِ فرار اختیار کرنے کے لیے ان لوگوں نے ایک نیا راستہ دریافت کر لیا ہے! وہ یہ ہے کہ دودھ پلانے کا جو حکم دیا گیا وہ صرف سالم کے لیے خاص ہے۔ سب کے لیے دیا گیا عام حکم نہیں ہے۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا اس حدیث میں اس کی تخصیص ہے کہ یہ حکم سالم کے سوا کسی اور کے لیے لاگو نہیں ہو سکتا؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

البتہ دین میں چند احکام مخصوص افراد ہی کے لیے دیے گئے ہیں۔ مگر وہ بھی بے حیائی، بے عزتی، قابل شرم بات اور فحش وغیرہ کی اجازت کے لیے نہیں دیے گئے۔

اگر یہ کہا جائے کہ نبی ﷺ نے صرف ایک شخص کو بدکاری کرنے کی اجازت دی، تو کیا وہ لوگ اس کو مان لیں گے؟ اسی کے ہو بہو اور عین مطابق یہ بات بھی ہے کہ نبی ﷺ نے صرف ایک نوجوان کو اجنبی عورت کا پستان دیکھنے، چوسنے اور مزا چکھنے کی اجازت دی۔ غرض کہ کوئی بھی خاص حکم بے حیائی اور بے شرمی کے معاملے میں نہیں ہے۔

یہ دیکھو! قرآنی آیتیں گویا ان ہی لوگوں کے لیے نازل کی گئی ہیں:

اور جب وہ بے حیائی کا کوئی کام کرتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ داداؤں کو اسی طریقے پر پایا ہے۔ اور اللہ نے ہی ہم کو اس کا حکم دیا ہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ کے بارے میں (گھڑ کر) ایسی باتیں کہتے ہو جن کا تم کو کوئی علم نہیں؟ (الاعراف 7:28)

اللہ انصاف، بھلائی اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔ اور بے حیائی، برے کاموں اور سرکشی سے روکتا ہے۔ وہ تم کو اس لیے نصیحت کرتا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو (اسے قبول کرو)۔ (النحل 16:90)

ان کے علاوہ کئی آیتوں میں اللہ تعالیٰ یہ نشاندہی کرتا ہے کہ شیطان ہی بے حیائی اور برے کام کا حکم دے گا، ملاحظہ ہو: النور24: آیت نمبر21، البقرہ2: آیت نمبر169 ، 268۔ اس لیے سالم کو دودھ پلانے کی روایت من گھڑت کہانی ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان نہیں۔

اب تک ہم نے کئی حدیثوں پر تبصرہ کیا ہے۔ چھپکلی کا ابراہیمؑ کے خلاف آگ پر پھونک مارنا، نبوت سے پہلے ہی معراج کا واقعہ، ہل پھالی کا باعث ذلت ہونا، دنیا کا چھ دنوں کے بجائے سات دنوں میں پیدا کیا جانا، نبی ﷺ کا اجنبی عورت سے قریب رہنا، قرآنی آیت کا گم ہونا، سلیمانؑ کی توہین، فرشتے کو تھپڑ مارنا اور عورت کا اجنبی مرد کو اپنا دودھ پلانا، یہ ساری حدیثوں پر ہم نے گزشتہ صفحات میں تفصیل سے بحث کی ہے۔

ان احادیث پر بحث کی اصل وجہ یہ ہے کہ جادو کو برحق ماننے والے، اور نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کی حدیث ہی کو مضبوط دلیل کے طور پر سب سے پہلے پیش کرتے ہیں۔ اور یہ دعوا بھی کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ پر ہی جادو کا اثر ہوا جس سے آپ ذہنی طور پر مریض ہوگئے، تو پھر عام آدمیوں پر جادو کا اثر کیوں نہیں ہو سکتا؟

مگر ہم نے جن حدیثوں کا ذکر کیا ہے جو قابل رد اور جھوٹی حدیثیں ہیں، ان سب سے کہیں زیادہ خطرناک بات جادو کے متعلق آنے والی حدیثیں ہیں، جو اسلام کی بنیاد ہی کو ہلا کر رکھ دینے کے لیے کافی ہیں۔ اس بات کو صحیح طور سے سمجھنے کے لیے ہی ہم نے جو حدیثیں آیاتِ قرآنی اور عقائد اسلامی سے براہ راست ٹکراتی ہیں، ان کی خوب وضاحت کر دی۔ تاکہ یہ بات ذہن نشین ہو جائے کہ کوئی بھی حدیث، قرآنی تعلیمات سے متعارض اور متصادم نہ ہو۔

جادو سے تاثیر کا عقیدہ، اسلام کی کئی بنیادی باتوں اور مسلمات دین کو بے وقعت بنا کر منہدم کر دیتا ہے۔ یہ جاننے سے پہلے یہ معلوم کر لیں کہ نبی پر جادو کیے جانے کی حدیثیں کیا کہتی ہیں؟

4- نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کی حدیثیں کیا کہتی ہیں؟

جن چند روایتوں میں یہ کہا گیا ہے کہ نبی محمد ﷺ پر جادو کیا گیا، جس سے آپ متاثر ہوئے، وہ حسب ذیل ہیں:

پہلی حدیث: 3268- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ اللَّيْثُ: كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ أَنَّهُ سَمِعَهُ وَوَعَاهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ، حَتَّى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا، ثُمَّ قَالَ: " أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا فِيهِ شِفَائِي، أَتَانِي رَجُلاَنِ: فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الأَعْصَمِ، قَالَ: فِيمَا ذَا، قَالَ: فِي مُشُطٍ وَمُشَاقَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ، قَالَ فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ " فَخَرَجَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِينَ رَجَعَ: «نَخْلُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ» فَقُلْتُ اسْتَخْرَجْتَهُ؟ فَقَالَ: «لاَ، أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللَّهُ، وَخَشِيتُ أَنْ يُثِيرَ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا» ثُمَّ دُفِنَتِ البِئْرُ۔(البخاری)

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا تھا کہ نبی ﷺ پر جادو کیا گیا تھا اس حد تک کہ آپ کے ذہن میں یہ بات ہوتی تھی کہ فلاں کام میں کر رہا ہوں، حالانکہ آپ اسے نہ کر رہے ہوتے۔ آخر ایک دن آپ دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ اس جادو کا اثر دفع کرے۔

اس کے بعد آپ نے عائشہؓ سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہوا کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتادی ہے جس میں میری شفا (مقدر) ہے۔ (وہ یہ کہ) میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک تو میرے سر کی طرف بیٹھ گئے اور دوسرا پاؤں کی طرف۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: مَاوَجْعُ الرَّجُلِ؟ اس آدمی کی تکلیف کیا ہے؟ دوسرے آدمی نے جواب دیا کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا: جادو ان پر کس نے کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: لبید بن اعصم یہودی نے۔ پوچھا کہ وہ جادو (ٹونا) رکھا کس چیز میں ہے؟ کہا: بال میں، کنگھی میں اور نر (کھجور) کے خشک خوشے کے غلاف میں۔ پوچھا: اور یہ چیزیں ہیں کہاں؟ (مدینے میں قبیلہ بنو زریق کے باغ میں واقع) ذروان نامی کنویں میں۔

پھر (یہ سب اطلاع دینے کے بعد) آپ وہاں تشریف لے گئے پھر واپس آئے۔ تو عائشہؓ سے فرمایا: وہاں کے کھجور کے درخت ایسے ہیں جیسے شیطان کے سر ہیں۔ میں نے (آپ سے) پوچھا: وہ (غلاف) آپ نے نکلوایا بھی؟ آپ نے جواب دیا: نہیں۔ مجھے تو اللہ نے خود (اس کے نقصان سے) شفا دے دی، اور میں نے اسے اس خیال سے نہیں نکلوایا کہ کہیں اس کی وجہ سے لوگوں میں کوئی جھگڑا کھڑا نہ ہو جائے۔ اس کے بعد وہ کنواں بند کر دیا گیا۔ (بخاری: 3268)

<u>دوسری حدیث</u>: 5763-حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَحَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ، يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الأَعْصَمِ، <u>حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ</u>، حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ عِنْدِي، لَكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا، ثُمَّ قَالَ: " يَا عَائِشَةُ، أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ، أَتَانِي رَجُلاَنِ، فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي، وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ فَقَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الأَعْصَمِ، قَالَ: فِي أَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ، وَجُفِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ. قَالَ: وَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ " فَأَتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [ص:137] فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ، كَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الحِنَّاءِ، أَوْ كَأَنَّ رُءُوسَ نَخْلِهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَفَلاَ اسْتَخْرَجْتَهُ؟ قَالَ: «قَدْ عَافَانِي اللَّهُ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ فِيهِ شَرًّا» فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ، وَأَبُو ضَمْرَةَ، وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامٍ، وَقَالَ: اللَّيْثُ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامٍ: «فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ» يُقَالُ: المُشَاطَةُ: مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعَرِ إِذَا مُشِطَ، وَالمُشَاقَةُ: مِنْ مُشَاقَةِ الكَتَّانِ

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ قبیلہ بنو زریق کے ایک شخص نے جس کا نام لبید بن اعصم تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ پر جادو کر دیا تھا اور اس کی وجہ سے <u>آپ ﷺ کسی چیز کے متعلق خیال کرتے کہ آپ وہ کام کر رہے ہیں حالانکہ آپ وہ کام نہ کیے ہوتے۔</u> ایک دن یا ایک رات آپ ﷺ میرے یہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعا کر رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ سے جو بات میں پوچھ رہا تھا۔ اس نے اس کا جواب مجھے دے دیا۔ (وہ اس طریقے سے کہ) میرے پاس دو فرشتے آئے۔ ایک میرے سر کی طرف بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف۔ ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا: یہ صاحب کی تکلیف کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: ان پر جادو ہوا ہے۔

اس نے پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا: لبید بن اعصم نے پوچھا: کس چیز میں (جادو کیا ہے)؟ جواب دیا کہ کنگھے اور سر کے بال میں جو نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں رکھے ہوئے ہیں۔ سوال کیا: اور یہ جادو ہے کہاں؟ جواب دیا: ذروان کے کنویں میں۔

پھر آپ ﷺ اس کنویں پر اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو فرمایا: عائشہ! اس (کنویں) کا پانی ایسا (سرخ) تھا جیسے مہندی کا رس ہوتا ہے۔ اور اس کھجور کے درختوں کے سر (اوپر کا حصہ) شیطان کے سروں کی طرح تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس (غلاف) کو باہر کیوں نہیں کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے اس سے عافیت دے دی۔ اس لیے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اب میں خواہ مخواہ لوگوں میں اس برائی کو پھیلاؤں۔ پھر آپ نے اس کنویں کو بند کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس کو بند کر دیا گیا۔ (بخاری 5763)

<u>تیسری حدیث:</u> 5765- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ، يَقُولُ: أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي آلُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، فَسَأَلْتُ هِشَامًا، عَنْهُ، فَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ، <u>حَتَّى كَانَ يَرَى أَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلاَ يَأْتِيهِنَّ</u>، قَالَ سُفْيَانُ: وَهَذَا أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ السِّحْرِ، إِذَا كَانَ كَذَا، فَقَالَ: " يَا عَائِشَةُ، أَعَلِمْتِ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ، أَتَانِي رَجُلاَنِ، فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي، وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلْآخَرِ: مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ كَانَ مُنَافِقًا - قَالَ: وَفِيمَ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ، قَالَ: وَأَيْنَ؟ قَالَ: فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ، تَحْتَ رَاعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ " قَالَتْ: فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ البِئْرَ حَتَّى اسْتَخْرَجَهُ، فَقَالَ: «هَذِهِ البِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا، وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الحِنَّاءِ، وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ» قَالَ: فَاسْتُخْرِجَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَفَلاَ؟ - أَيْ تَنَشَّرْتَ - فَقَالَ: «أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ شَفَانِي، وَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شَرًّا» (البخاری)

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا گیا تھا اور <u>اس کا آپ پر یہ اثر ہوا تھا کہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ ہم بستری کی ہے حالانکہ آپ نے کی نہیں ہوتی۔</u> (اس حدیث کے راوی ابن عیینہ یعنی) سفیان ثوریؒ نے بیان کیا کہ جادو کی یہ سب سے سخت قسم ہے جب اس کا یہ اثر ہو۔ پھر (ایک دن) آپ نے فرمایا: عائشہ! کیا تمہیں

معلوم ہے اللہ تعالیٰ سے جو بات میں نے پوچھی تھی اس کا جواب اس نے کب کا دے دیا ہے۔(خواب میں) میرے پاس دو فرشتے آئے۔ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس۔جو فرشتہ میرے سر کی طرف بیٹھا تھا، اس نے دوسرے سے کہا ان صاحب کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔یہ یہودیوں کے حلیف بن زریق کا ایک شخص تھا اور منافق تھا۔سوال کیا کہ کس چیز میں ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ کنگھے اور بال میں۔پوچھا جادو ہے کہاں؟ جواب دیا کہ نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں جو ذروان کے کنویں کے اندر رکھے ہوئے پتھر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔

بیان کیا کہ پھر نبی ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس (غلاف) کو اندر سے نکالنے کے لیے کہا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے (خواب میں) دکھایا گیا تھا۔اس کا پانی مہندی کے عرق جیسا (رنگین) تھا اور اس کے کھجور کے درختوں کے سر شیطانوں کے سروں جیسے تھے۔بیان کیا کہ پھر وہ غلاف کنویں میں سے نکالا گیا۔عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے کہا: آپ نے اس کو توڑ کر کیوں نہیں بتلایا؟ فرمایا: مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی۔اب میں لوگوں میں ایک شور ہونا پسند نہیں کرتا۔(بخاری5765)

<u>چوتھی حدیث:</u> 5766- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: <u>سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ،</u> حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِي، دَعَا اللَّهَ وَدَعَاهُ، ثُمَّ قَالَ: «أَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ» قُلْتُ: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: " جَاءَنِي رَجُلاَنِ، فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي، وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الأَعْصَمِ اليَهُودِيُّ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ، قَالَ: فِيمَا ذَا؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذِرْوَانَ " قَالَ: فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِلَى البِئْرِ، فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: «وَاللَّهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الحِنَّاءِ، وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَأَخْرَجْتَهُ؟ قَالَ: «لاَ، أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِيَ اللَّهُ وَشَفَانِي، وَخَشِيتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا» وَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ۔ (البخاری)

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا گیا تھا۔ اور اس کا اثر یہ تھا کہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپ کوئی چیز کر رہے ہیں حالانکہ وہ نہ کیے ہوتے۔ ایک دن آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعائیں کر رہے تھے۔ پھر فرمایا: عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ تعالیٰ سے جو بات میں نے پوچھی تھی اس کا جواب اس نے مجھے دے دیا ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ کیا بات ہے یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس دو فرشتے آئے۔ اور ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کی طرف۔ پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا: ان صاحب کی تکلیف کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پوچھا: کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ فرمایا: بنی زریق کے لبید بن اعصم یہودی نے۔ پوچھا: کس چیز میں؟ جواب دیا کہ کنگھے اور بال میں جو نر کھجور کے خوشے میں رکھا ہوا ہے۔ پوچھا: اور وہ جادو رکھا کہاں ہے؟ جواب دیا کہ ذروان کے کنویں میں۔ بیان کیا کہ پھر نبی ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے۔ اور اسے دیکھا وہاں کھجور کے درخت بھی تھے۔ پھر آپ واپس حضرت عائشہؓ کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا: اللہ کی قسم! اس کا پانی مہندی کے عرق جیسا (سرخ) ہے اور اس کے کھجور کے درخت شیاطین کے سروں جیسے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! وہ غلاف نکلوائے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، سن لے۔ اللہ نے مجھ کو شفا دے دی، تندرست کر دیا۔ اب مجھے ڈر ہوا کہ اس سے کہیں لوگوں میں ایک شور نہ پھیلے۔ اور آپ ﷺ نے اس سامان کے گاڑ دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ گاڑ دیا گیا۔ (بخاری: 5766)

پانچویں حدیث: 6063- حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا، يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلاَ يَأْتِي، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ: " يَا عَائِشَةُ، إِنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ: أَتَانِي رَجُلاَنِ، فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيَّ وَالآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي، فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي: مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، يَعْنِي مَسْحُورًا، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ، قَالَ: وَفِيمَ؟ قَالَ: فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ، تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ " فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «هَذِهِ البِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا، كَأَنَّ رُءُوسَ نَخْلِهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ، وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الحِنَّاءِ» فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْرِجَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَهَلَّا، تَعْنِي تَنَشَّرْتَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ شَفَانِي، وَأَمَّا أَنَا

فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا» قَالَتْ: وَلَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ، حَلِيفٌ لِيَهُودَ۔(البخاری)

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ (جادو کی بنا پر) رسول اللہ ﷺ ایسے اور ایسے رہے۔ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ جیسے آپ اپنی بیوی کے پاس جارہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے مجھ سے ایک دن فرمایا: عائشہ! میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک معاملہ میں سوال کیا تھا اور اس نے وہ بات مجھے بتلادی۔ دو فرشتے میرے پاس آئے۔ ایک میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا سر کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اس سے کہا جو میرے سر کے پاس تھا: ان صاحب کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا: کس چیز میں کیا ہے؟ جواب دیا کہ نر کھجور کے خوشے کے غلاف میں، اس کے اندر کنگھی ہے اور کتان کے تار ہیں۔ اور یہ ذروان کے کنویں میں ایک چٹان کے نیچے دبا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے (خواب میں) دکھلایا گیا تھا، اس کے باغ کے درخت شیطانوں کے سر جیسے تھے۔ اور اس کا پانی مہندی کے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح سرخ تھا۔ پھر آنحضرت ﷺ کے حکم سے وہ جادو نکالا گیا۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر کیوں نہیں؟ ان کی مراد یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ کو شہرت کیوں نہ دی؟ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے شفا دے دی ہے۔ اور میں ان لوگوں میں خواہ مخواہ برائی کے پھیلانے کو پسند نہیں کرتا۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ لبید بن اعصم یہود کے حلیف بنی زریق سے تعلق رکھتا تھا۔ (بخاری 6063)

چھٹی حدیث:6391- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْذِرٍ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُبَّ، حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهُ، وَإِنَّهُ دَعَا رَبَّهُ، ثُمَّ قَالَ: «أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ» فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: " جَاءَنِي رَجُلاَنِ، فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي، وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الأَعْصَمِ، قَالَ: فِي مَاذَا؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي ذَرْوَانَ " - وَذَرْوَانُ بِئْرٌ فِي بَنِي زُرَيْقٍ - قَالَتْ: فَأَتَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى

عَائِشَةَ، فَقَالَ: «وَاللَّهِ لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الحِنَّاءِ، وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ» قَالَتْ: فَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهَا عَنِ البِئْرِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَهَلَّا أَخْرَجْتَهُ؟ قَالَ: «أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللَّهُ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا» زَادَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَا وَدَعَا» وَسَاقَ الحَدِيثَ۔(البخاری)

عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا اور کیفیت یہ ہوی کہ آنحضرت ﷺ سمجھنے لگے کہ فلاں کام آپ نے کرلیا ہے حالانکہ وہ کام آپ نے نہ کیا ہوتا ۔اور آنحضرت ﷺ نے اپنے رب سے دعا کی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتادی ہے جو میں نے اس سے پوچھی تھی۔ عائشہؓ نے پوچھا یارسول اللہ! وہ کیا ہے؟ فرمایا: میرے پاس دو مرد آئے اور ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گئے اور دوسرا پاؤں کے پاس۔ پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا: ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: ان پر جادو ہوا ہے۔ پہلے نے پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا: وہ جادو کس چیز میں ہے؟ جواب دیا کہ کنگھی پر کھجور کے خوشے میں۔ پوچھا: وہ ہے کہاں؟ کہا کہ ذروان میں اور ذروان بنی زریق کا ایک کنوان ہے۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جب عائشہؓ کے پاس دوبارہ واپس آئے تو فرمایا: اللہ کی قسم! اس کا پانی تو مہندی سے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح تھا اور وہاں کے کھجور کے درخت شیطان کے سر کی طرح تھے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور انہیں کنویں کے متعلق بتایا۔ میں نے کہا! یارسول اللہ! پھر آپ نے اسے نکالا کیوں نہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے شفادے دی اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ لوگوں میں ایک بری چیز پھیلاؤں۔
(بخاری 6391)

جو لوگ یہ رائے رکھتے ہیں کہ جادو سے متاثر کیا جاسکتا ہے، وہ ان حدیثوں کو ہی سب سے بڑی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ نیز ان کا دعوا ہے کہ ان حدیثوں میں وضاحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ جادوٹونا کے ذریعہ نقصان پہنچایا جاسکتا ہے۔

یہ حدیثیں کہتی ہیں کہ ایک یہودی کے جادو کرنے پر آپ ﷺ سخت متاثر ہوئے۔ اور کس حد تک متاثر ہوئے؟ مذکورہ حدیثوں میں اس کے متعلق آنے والے جملوں پر غور کیجیے:

پہلی حدیث میں کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے ذہن اور تصور میں یہ بات لگاتار ہوتی تھی کہ فلاں کام کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ اسے نہ کر رہے ہوتے۔

دوسری حدیث میں بتایا گیا کہ آپ ﷺ کسی چیز کے متعلق خیال کرتے کہ آپ وہ کام کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔

تیسری حدیث میں یہ بات ہے کہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپ نے کسی بیوی کے ساتھ ہم بستری کی ہے۔ حالانکہ آپ نے کی نہیں ہوتی۔

چوتھی حدیث میں کہا گیا ہے کہ آپ کو یہ تصور ہوتا کہ آپ کوئی کام کر رہے ہیں حالانکہ وہ نہ کیے ہوتے۔

پانچویں حدیث میں بتایا گیا کہ آپ ایسے اور ایسے کر رہے تھے اور یہ خیال ہوتا کہ جیسے آپ اپنی بیوی کے پاس جا رہے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں تھا۔

چھٹی حدیث میں بتایا گیا کہ آپ سمجھنے لگے کہ فلاں کام آپ نے کر لیا ہے، حالانکہ وہ کام آپ نے نہیں کیا ہوتا۔

ان حدیثوں میں اس بات کی وضاحت کی گئی کہ اللہ کے نبی ﷺ پر ایک یہودی نے جادو ٹونا کر دیا جس کی وجہ آپ ﷺ نے جو کام نہیں کیا ہے، اس کے متعلق ذہن میں مسلسل یہ خیال ہوتا کہ آپ نے وہ کر لیا ہے۔ غرض جادو کا اثر اتنا پختہ ہو گیا کہ اپنی بیوی سے ہم بستری اور صحبت کے بغیر ہی بار بار یہ تصور ہونے لگا کہ آپ نے ہم بستری کی ہے۔

ایک آدمی کا اپنے نا کردہ کام کے بارے میں یہ کہتے رہنا کہ میں نے وہ کام کیا ہے۔ دراصل نفسیاتی مرض کی ایک قسم ہے۔ نیز بیوی سے صحبت کے بغیر ہی، یہ خیال گزرنا کہ ہم بستری ہو چکی ہے، سخت قسم کی نفسیاتی بیماری ہے۔ اور یہ حدیثیں کہتی ہیں کہ نبی ﷺ کو جادو کے ذریعہ اسی نفسیاتی مرض

میں مبتلا کیا گیا۔

جادو کے متعلق جس حدیث کو ہم نے سب سے پہلے ذکر کیا ہے۔اس میں کہا گیا ہے کہ نفسیاتی مرض کے علاوہ جسمانی تکلیف بھی ہو رہی تھی۔ اس روایت میں فرشتوں کی گفتگو کے دوران یہ الفاظ آئے ہیں: مَاوَجْعُ الرَّجُلِ یعنی ان صاحب کا (بدنی) درد و تکلیف کیا ہے جو ان کو پہنچی ہے ؟(یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ عربی متن میں وجع (یعنی درد) آیا ہے۔ جب کہ بعض نے اس کا ترجمہ "بیماری" کیا ہے جو غلط ہے۔

جادو کی وجہ سے نبی ﷺ پر جو اثر ہوا وہ اگر ایک دن تک رہتا تو اس کو نفسیاتی بیماری نہیں کہا جاتا ۔ مگر یہ روایتیں بتارہی ہیں کہ جادو کا اثر اور اس کا زور ایک لمبے عرصہ تک رہا عربی متن میں "کَانَ" کا لفظ آیا ہے جو استمراری پر دلالت کر رہا ہے۔یعنی اس کا مفہوم یہ کہ آپ ﷺ مسلسل اس حالت سے گزر رہے تھے۔

مسند احمد کی حدیث میں وضاحت کے ساتھ ہے:عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ:<< لَبِثَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ سِتَّةَ اَشْهُرٍ يَرٰی اَنَّهُ يَاْتِيْ وَلَايَاْتِيْ>> یعنی عائشہؓ نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی حالت چھ مہینے ایسی رہی کہ سمجھتے کہ آرہے ہیں حالانکہ نہیں آتے۔(احمد: 23211)

جادو میں طاقت وقدرت ہونے کا عقیدہ رکھنے والے یہ دعوا کرتے ہیں کہ چونکہ یہ حدیثیں بتلاتی ہیں کہ جادو کا اتنا سخت اثر رہا کہ چھ مہینے تک نبی کو نا کردہ کام بھی باقاعدہ کیے ہوئے کام کی طرح خیال گذرنے لگا۔ اس لیے جادو، ٹونا اور منتر سے کچھ بھی کیا جاسکتا ہے۔

چونکہ ان لوگوں نے دین اسلام کے بنیادی عقائد کو نظر انداز کرکے، انہیں پس پشت ڈال کر، ان حدیثوں کا مطالعہ کیا ہے۔اس لیے یہ اس طرح کا دعوا کرتے ہیں۔اگر یہ لوگ اسلامی عقائد اور دینی مسلّمات سے تجاوز کیے بغیر، غور وفکر کرتے، تو وہ لوگ بھی یہی فیصلہ کرتے کہ جادو کی یہ حدیث من گھڑت کہانی ہے، افسانے کے سوا کچھ نہیں۔ آخر ایسا کیوں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ

1) جادو کی تاثیر کو مانتے وقت اللہ کے ساتھ اس کو شریک کرنے کی حالت پیدا ہو جاتی ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔

2) جادو کو برحق ماننے پر ہم کو قرآن کریم کی بہت ساری آیتوں کے انکار کرنے کی نوبت آئے گی۔

3) اگر ہم یہ مان لیں کہ نبی ﷺ پر جادو کا اثر ہوا جس سے آپ بہت زیادہ متاثر ہوئے، اور نفسیاتی طور پر نقصان پہنچا، تو پھر قرآن کریم کی حفاظت مشکوک ہو جاتی ہے۔

4) ان کے علاوہ اللہ کے رسول محمد ﷺ کی نبوت ورسالت پر بھی سوالیہ نشان لگ جاتا ہے۔

ہم نے شروع میں قرآن سے ٹکرانے والی چند حدیثیں پیش کی تھیں۔ مگر جادو کے متعلق جو حدیثیں وارد ہیں، وہ ان گزشتہ حدیثوں سے بھی کہیں زیادہ قابل اعتراض واقع ہوی ہیں، جن میں ہر ایک کا تفصیل کے ساتھ ہم جائزہ لیں گے۔

5- قرآن میں شک پیدا کرنے والا جادوئی عقیدہ

دین اسلام کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔ ہر نبی کو اللہ کی جانب سے معجزہ عطا کیا گیا، جس کو دیکھنے کے بعد لوگ یقین کرتے کہ واقعی وہ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی ہیں۔ تب ان پر ایمان لے آتے۔

چونکہ محمد ﷺ ہی آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

تو آپ ﷺ کے بعد آنے والے لوگ، آپ کو کیوں کر اللہ کا رسول مانیں گے؟ چنانچہ ان لوگوں کے لیے بھی کوئی معجزہ دکھانا چاہیے۔ اسلام اس کا جواب دیتا ہے کہ ان کے ایمان لانے کے لیے ہی قرآن کے نام سے ایک زندہ معجزہ دیا گیا ہے۔

4981-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنَ الأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلهُ آمَنَ عَلَيْهِ البَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ القِيَامَةِ».(البخاری)

حضرت ابوہریرۃؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کو ایسے معجزات عطا کیے گئے کہ (انہیں دیکھ کر) لوگ ان پر ایمان لائے۔ (بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا) اور مجھے

جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کیا ہے۔ (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا)۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میری اتباع کرنے والے لوگ ہوں گے۔(بخاری: 4981، 7274)

قرآن کریم ثابت کرتا ہے کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے اترا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے، تو پھر یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ اس (قرآن) کو لے کر آنے والے محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

چودہ سو سال پہلے کا آدمی جو باتیں نہیں بتا سکتا مگر وہ سب قرآن کریم نے کہا جسے آج کا سائنسی دور ثابت کر رہا ہے۔

بہت پہلے ماہِ رمضان کی راتوں میں ہم نے "اسلام ہی الگ خوبیوں کا حامل دین" کے عنوان کے تحت ایک ماہ مسلسل بیان کیا جس میں خوب سمجھایا کہ یہ قرآن ایک زبردست معجزہ ہے۔

اگر آپ تمل زبان جانتے ہیں تو ہمارے ویب سائٹ پر دیکھیے:

<http://onlinepj.com/bayan#video/thotar_urikal/thanittu_vilangum_islam/>

اگر ہم سچ مچ یقین کرتے ہیں کہ قرآن کریم ایک محفوظ معجزہ ہے، تو پھر اس میں شک وشبہ پیدا کرنے والی کسی روایت کو خاطر میں نہ لائیں، بلکہ اس کو اٹھا کر پس پشت ڈال دیں۔

کیونکہ قرآن کی ایک الگ ہی خصوصیت ہے جو کسی اور میں نہیں، وہ یہ کہ قرآن کریم میں شک کرنے کی گنجایش ہی نہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یہ کتابِ الٰہی ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ (یہ اللہ سے) ڈرنے والوں کے لیے رہنما ہے۔ (البقرہ2: آیت نمبر2)

یہ قرآن ایسا نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کسی غیر کی طرف سے گھڑ لیا گیا ہو۔ بلکہ یہ تو اپنے سے پہلی (کتابوں) کی تصدیق اور وضاحت کرنے والی کتاب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ سارے جہانوں کے پروردگار کی طرف سے آیا ہے۔ (یونس10: آیت نمبر37)

(یہ) کتاب تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوی ہے۔ اس میں کوئی شک

نہیں۔ (السجدۃ32: آیت نمبر2) ۔ قرآن میں اس مفہوم کی اور بھی کئی آیتیں ہیں۔

ہم کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کے سوا بہت سے افراد کو قرآن میں شکوک اور شبہات ہیں۔ اس لیے یہ آیتیں اس معنے میں نہیں آئیں کہ اس قرآن میں کسی کو بھی شک نہیں ہے، بلکہ وہ اس معنی ومفہوم میں کہا گیا ہے کہ اس میں شک کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے، بلکہ جتنے اشکالات پیش کیے جاتے ہیں ان سب کا جواب اسلام میں ہے۔

جب اللہ نے قرآن کو لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے نازل کیا ہے، تو قرآن کو اس قابل ہونا چاہیے کہ لوگ اس کو مانیں۔ تبھی اس کو کتاب الٰہی تسلیم کرکے راہِ راست پر آئیں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ یہ اہم دعوا کرتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

اگر نبی ﷺ پر جادو کا اثر ہوا تھا اور چھ ماہ تک نفسیاتی مرض میں مبتلا رہے، یہاں تک کہ نا کردہ کام کے بارے میں بھی ہمیشہ یہی خیال ہوتا اور کہتے کہ آپ وہ کام کر چکے ہیں۔ تو ان چھ مہینوں میں نازل شدہ آیتوں میں شک آسکتا ہے، اور اشکال پیدا ہو سکتا ہے۔

جادو کی حدیثوں کو ماننے والے (جادو کے قائلین) کے پاس چونکہ کوئی واضح ثبوت نہیں ہے کہ وہ چھ مہینے کونسے ہیں، جن میں جادو کا اثر ہوا؟ اس لیے مدینے میں نازل شدہ تمام آیتوں کے متعلق بھی یہ شک پیدا ہوگا کہ شاید یہ سب آیتیں ان چھ مہینوں میں نازل ہوی ہوں۔

جادو کے قائلین کو اس کا جواب دینے کی سکت نہیں ہے۔ اس لیے خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اعلان کر چکا ہے کہ قرآن کے خلاف جتنے بھی شکوک وشبہات اور اشکالات آئیں گے سب کا بھی جواب موجود ہے۔

اگر کوئی شک کرتا ہے کہ قرآن کتاب الٰہی نہیں ہو سکتی، تو اللہ تعالیٰ اس کو معمولی بات قرار دے کر نہیں چھوڑتا۔ بلکہ اس کو للکارتا ہے کہ اس کی طرح ایک کتاب پیش کرے۔

اور ہم نے جو کچھ اپنے بندے (محمدؐ) پر اتارا ہے، اس میں اگر تمہیں شک ہو، اور (اس دعوے میں) تم سچے بھی ہو، تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور (اس کے لیے) اللہ کے سوا اپنے

دیگر مدد گاروں کو بھی بلالو۔ (البقرۃ2:23)

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس کو اس نے (یعنی محمد نے) اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے؟ (اے محمد!) آپ کہہ دیجیے کہ تم اگر (اس دعوے میں) سچے ہو، تو تم بھی اس جیسی ایک سورت ہی بنالاؤ اور (اس کام میں مدد کے لیے) اللہ کو چھوڑ کر جن جن کو تم بلا سکتے ہو بلالو۔ (یونس10:38)

کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ (رسول) اس کو (یعنی قرآن کو) خود گھڑ لیتا ہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ تم اگر (اس دعوے میں) سچے ہو، تو تم بھی گھڑ کر اس جیسی دس سورتیں لے آؤ۔ اور اللہ کو چھوڑ کر جس جس کو تم (مدد کے لیے) بلا سکتے ہو، بلالو۔ (ھود11:13)

آپ کہہ دیجیے کہ تمام انسان اور جن مل کر اگر اس قرآن کے مانند لانا چاہیں، تو اس جیسا نہیں لا سکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مدد گار بن جائیں۔ (بنی اسرائیل17: 88)

کیا وہ کہتے ہیں کہ اس (قرآن) کو اس (رسول) نے خود ہی گھڑ لیا ہے؟ ویسی بات نہیں ! بلکہ وہ ایمان لائیں گے ہی نہیں۔ اگر وہ سچے ہیں، تو اس جیسی ایک بات لے آئیں۔ (الطور 52: 34,33)

جب دشمنوں نے قرآن کے متعلق یہ تبصرہ کیا کہ محمد ﷺ نے اس کو اپنی طرف سے گھڑ کر پیش کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو یوں ہی نظر انداز نہیں کیا کہ دشمن جو چاہے کہہ لے، شک کرے، اشکال پیدا کرے، اور اعتراض کرے۔ صرف مسلمان اس کو مان لے کافی ہے۔ اس طرح اللہ نے ان سے بے رخی اختیار نہیں کی۔ بلکہ اس نے تمام لوگوں سے برملا اعلان کیا اور باقاعدہ ایسا چیلنج کیا جو ان کے شک وشبہ کا ازالہ کر دے۔ اور ثابت کر دیا کہ یہ قرآن واقعی کتاب الٰہی ہے۔

نبی ﷺ کے دور کے مخالفین نے ایک اور اشکال پیدا کیا کہ یہ محمد جو بے پڑھے لکھے ہیں، وہ ساری باتیں بتا نہیں سکتے۔ اس لیے دوسرے گاؤں سے ایک آدمی آکر جو اس کو سکھلاتا ہے انہی باتوں کو یہ محمد کتاب الٰہی کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سے کنارہ کش نہیں ہوا کہ غیر مسلم لوگ اس میں شک کرے، بلکہ اس نے اُن کا شک دور کرنے کے لیے مناسب جواب دیا:

وہ کہتے ہیں کہ یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، جن کو اس شخص نے لکھوا رکھا ہے۔ اور وہ صبح وشام اس کے سامنے پڑھے جاتے ہیں۔ (الفرقان25:4،5)

(اے محمد!) آپ کہدیجیے کہ اس کو روح القدس (یعنی جبریل) نے آپ کے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ نازل کیا ہے۔ تاکہ ایمان لانے والوں (کے ایمان) کو مضبوط بنادے۔ اور مسلمانوں کے لیے سیدھی راہ (ہدایت) اور خوشخبری ہو۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) کو ایک آدمی ہی سکھاتا ہے۔ مگر جس آدمی کی طرف (یہ بات) منسوب کرتے ہیں اس کی زبان تو دوسری ہے (غیر عربی ہے)۔ اور یہ (قرآن) تو واضح عربی زبان ہے۔ (النحل16: 103،102)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی بلند پایہ عربی زبان، اس کی فصاحت وبلاغت کی طرف اشارہ کرکے، اس کے حوالے سے سوال کرتا ہے کہ جو شخص عربی نہیں، عربی زبان کی فصاحت وبلاغت سے ناواقف ہے، وہ کس طرح فصیح وبلیغ قرآن سکھلا سکتا ہے؟ اس سوال کے ذریعہ اللہ نے مخالفین کا منہ بند کردیا۔

کیا جس پروردگار نے قرآن کے سلسلے میں اٹھنے والے تمام اشکالات کا قابل قبول رد پیش کیا، وہی اپنے بھیجے ہوئے رسول کو نفسیاتی مریض بنا کر اس کی وجہ سے ناکہی بات کو بھی کہلوا کر قرآن میں شک پیدا کر سکتا ہے؟ کیا وہ اس کی گنجایش رکھ سکتا ہے؟

اگر اس ناحیے سے غور کیا جائے تو نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کی روایت کے تعلق سے اور بھی یقین بڑھ جاتا ہے کہ وہ من گھڑت کہانی ہی ہے۔

قرآن اللہ ہی کی جانب سے نازل کردہ ہے، کسی کو بھی اس میں شک نہیں آنا چاہیے۔ اسی مقصد کے لیے اس نے نبی محمد ﷺ کو بے پڑھے لکھے ہی رکھا۔ اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کے متعلق یقین پیدا کرنے اور اس میں کسی قسم کا شک نہ ہونے کے لیے اس نے کتنی اہمیت دی ہے۔

پڑھنا اور لکھنا انسان کے لیے ضروری ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کی ہے جیسا کہ اس کی طرف سے پہلے پہل اتری ہوی آیتیں کہتی ہیں۔

اسی نے قلم کے ذریعے سکھایا۔ انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (العلق96: 5،4)

قلم کی قسم! اور جو وہ لکھتے ہیں اس کی قسم! (القلم 68: 1)

جو اللہ یہ کہتا ہے کہ حروف کے ذریعہ علم حاصل کیا جا سکتا ہے، اس میں اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے، سیکھا اور سکھایا بھی جا سکتا ہے، اس نے صرف نبی ﷺ کو پڑھنے اور لکھنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

نیز اس نے قرآن کریم کی الاعراف 7: آیت نمبر 157، 158 میں نبی محمد ﷺ کو " اُمی" کہا ہے۔ واضح رہے کہ اُمّ کے معنی ماں کے ہیں۔ اور اُمّی کے معنی ماں پر منحصر رہنے والے کے ہیں۔ چونکہ ہاتھ کے بچے (شیر خوار بچہ) کا انحصار ماں پر ہی ہوتا ہے۔ اس لیے اس بچے کو اُمّی کہا جاتا ہے۔ پھر اس لفظ کا استعمال اس آدمی کے لیے ہونے لگا جو پڑھنا لکھنا جانتا نہ ہو۔ چونکہ وہ اس معاملے میں بالکل شیر خوار بچے کی حالت سے مطابقت رکھتا ہے، اس لیے بے پڑھے لکھے شخص کو بھی "اُمی" کہا جانے لگا۔

حدیبیہ کے مقام پر اللہ کے رسول محمد ﷺ اور مکے کے قبیلے قریش کے درمیان آپس میں صلح کا معاہدہ طے ہو رہا تھا۔ اس کے شروع میں جب لکھا گیا کہ یہ اللہ کے رسول محمد کا صلح نامہ ہے۔ تو کفار مکہ نے اعتراض کیا کہ ہم تو محمد کو اللہ کا رسول نہیں مانتے، اس لیے اس جملے سے لفظ "اللہ کا رسول" کو مٹایا جائے۔ اس واقعے میں کہا گیا کہ نبی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ اس حدیث کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

براءؓ نے بیان کیا: پھر معاہدے کے شرائط کو علی بن ابی طالبؓ نے لکھنا شروع کیا۔ اور اس طرح "یہ محمد رسول اللہ کے صلح نامے کی تحریر ہے"۔ مکہ والوں نے کہا کہ ہم اگر مان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، تو پھر آپ کو (مکہ جا کر عمرہ کرنے سے) روکتے ہی نہیں، بلکہ آپ پر ایمان لے آتے۔

اس لیے تم کو یوں لکھنا چاہیے "یہ محمد بن عبد اللہ کے صلح نامہ کی تحریر ہے"۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ گواہ ہے کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں، اور اللہ گواہ ہے کہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں۔ راوی نے کہا: آپ ﷺ لکھنا نہیں جانتے تھے۔

آپ ﷺ نے علیؓ سے فرمایا: رسول اللہ کا لفظ مٹا دیں۔ علیؓ نے (جوش ایمان اور محبت کی بنا پر) عرض کیا: اللہ کی قسم! میں یہ لفظ کبھی نہیں مٹاوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر مجھے دکھلاؤ۔

علی نے آپ کو وہ لفظ دکھلایا تو آپ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دیا۔(بخاری: 3184 مختصر)

اس واقعے سے معلوم کرسکتے ہیں کہ آپ ﷺ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔

قرآن کریم کی کئی آیتیں اعلان کررہی ہیں کہ آپ ﷺ بے پڑھے لکھے تھے جیسے الانعام 6: آیت نمبر112، الاعراف7: آیت نمبر157،158، الفرقان25: آیت نمبر5 اور العنکبوت29: آیت نمبر48

اگر آپ کو لکھنا پڑھنا آتا، تو لوگ تبصرہ کرسکتے کہ محمد ﷺ اپنی زبان دانی اور علمی قابلیت سے گھڑ کر قرآن کے نام سے کتاب الٰہی کہہ کر پیش کررہا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو زیادہ اہمیت دیتا ہے کہ قرآن کے کتاب الٰہی ہونے میں کسی کو شک نہ ہو۔ کوئی شبہ نہ ہو اور یہ بات ہم گمان کی بنا پر نہیں کہہ رہے ہیں، بلکہ اللہ ہی اس کا ذکر کررہا ہے۔

ہم نے اسی طرح آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے۔ تو جن لوگوں کو ہم نے (پہلے) کتاب دی تھی، وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور (جن کو کتاب نہیں دی گئی) ان لوگوں میں بھی ایسے ہیں جو اس پر ایمان لا رہے ہیں۔ کفر کرنے والے ہی ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ (اے محمد!) آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ (آیندہ) اس کو اپنے داہنے ہاتھ سے لکھیں گے۔ اگر ایسا ہوتا، تو باطل پرست شک کرتے۔ بلکہ یہ واضح آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں (محفوظ) ہیں۔ اور ہماری آیتوں کا صرف ظالم لوگ انکار کرتے ہیں۔ (العنکبوت29:47-49)

اگرچہ تعلیم انسان کا درجہ اور مرتبہ بلند کرتی اور اعزاز بخشتی ہے، مگر اللہ کے نبی محمد ﷺ کا بے پڑھنے لکھے رہنا ہی خوبی ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے پیغام (وحی) آرہا ہے۔ اور وہ وحی عربی کی بالکل معیاری زبان میں ہے، جو فصاحت وبلاغت کی بلندی کو چھورہی ہے۔ ایسے اعلا درجے کا کلام ہے کہ باقاعدہ للکارا، اور چیلینج کیا گیا کہ اس جیسا کلام پیش ہی نہیں کیا جاسکتا۔

اگر آپ ﷺ پڑھے لکھے ہوتے، تو لوگ خیال کرتے کہ آپ نے اپنی تعلیمی اہلیت اور

علمی صلاحیت کا استعمال کرتے ہوئے قرآن کے نام سے گھڑ لیا ہے۔ غرض اس سے صرف یہ ثابت ہو گا کہ آپ قابلیت رکھتے ہیں، ماہر ہیں۔ مگر یہ ثابت نہیں ہو گا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ واضح رہے کہ محمد ﷺ کو عربی دان اور زبان عربی کے ماہر کہنے سے بھی اللہ کا رسول ہونا ہی کئی ہزار گنا اونچا رتبہ، بہترین درجہ اور اعلا مقام ہے۔

اگر آپ ﷺ پڑھنا لکھنا جانتے تو آپ کو براہِ راست جو لوگ دیکھ رہے تھے، وہ نہ آپ کو اللہ کا رسول مانتے اور نہ آپ کے سنائے ہوئے پیغام (وحی) کو کتاب الٰہی قرار دیتے۔

نبی ﷺ کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا۔ یہی وہ اصل وجہ تھی جس کی بنا پر اُس دور کے لوگوں نے بھروسا کیا اور یقین مانا کہ یہ بے پڑھا لکھا محمد اچانک معیاری زبان میں پیغام سنا رہا ہے۔ واقعی یہ اس کی قابلیت اور استعداد سے نہیں ہو سکتا، ممکن ہے کہ وہ پیغام اس کے کہنے کے مطابق اللہ ہی کا پیغام ہو۔

محمد ﷺ اگر پڑھنا لکھنا جانتے ہوتے، تو لوگوں کے لیے قرآن کو کتاب الٰہی ماننے میں رکاوٹ پیش آتی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو پڑھنے لکھنے کا موقع ہی نہیں دیا، تاکہ قرآن کے کتاب الٰہی ہونے میں کسی کو بھی شک نہ ہو۔

اگر ہم یہ مانیں کہ نبی ﷺ چھ مہینے تک نفسیاتی مرض میں مبتلا رہے، تو پھر قرآن کریم اوراس کی آیتوں میں اس سے بھی زیادہ شک پیدا ہو گا کہ یہ قرآن میں ہے یا نہیں؟ اس لیے ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کی بات سراسر جھوٹ اور من گھڑت کہانی ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کی سورہ النساء 4: آیت نمبر 82 میں کہا گیا ہے کہ قرآن میں تضاد اور اختلاف نہیں ہے۔ النساء 4 : آیت نمبر 82 ، بنی اسرائیل 17: آیت نمبر 41 ، الانبیاء 21: آیت نمبر 10 ، المؤمنون 23: آیت نمبر 68 ، الفرقان 25: آیت نمبر 73، ص 38: آیت نمبر 29 ، محمد 47: آیت نمبر 24 میں سوال کیا گیا کہ کیا تم غور وفکر سے کام نہیں لیتے؟ نیز سورۃ فصلت 41: آیت نمبر 42 میں اعلان کیا گیا ہے کہ قرآن میں باطل اور غلطیاں نہیں آئیں گی۔

ان کے علاوہ الحجر 15: آیت نمبر 9 ، الکھف 18: آیت نمبر 1 ، الزمر 39: آیت نمبر 28،

فصلت 41: آیت نمبر 42 ، القیامۃ 75: آیت نمبر 17 میں واضح کیا گیا کہ یہ قرآن ایسی کتاب الٰہی ہے جس کی پوری حفاظت ونگہداشت کی گئی ہے۔ یہ ساری آیتیں بتلارہی ہیں کہ قرآن میں ہم کو شک نہیں کرنا چاہیے۔

اگر نبی ﷺ پر جادو کیا گیا ہو جس سے آپ ﷺ چھ مہینے سخت متاثر رہے ہوں، اور ذہنی کیفیت پریشان کن رہی ہو، تو یہ قرآنی آیت کہ " تو باطل پرست شک وشبہ میں پڑجاتے " کے مصداق، وہ باطل پرست لوگ سچ مچ ان چھ مہینوں میں اتری ہوی آیتوں کے سلسلے میں شک میں پڑجاتے۔

چنانچہ وہ لوگ یہ سوال کیے ہوتے کہ جو شخص نفسیاتی مرض میں مبتلا رہے، ذہنی کیفیت ٹھیک نہ رہے، اس کی باتوں کا کیا اعتبار؟ وہ اللہ کا پیغام کہہ کر ایسی بات بھی بتا سکتا ہے جو اس کا پیغام نہ ہو۔ جو حکم اللہ کا نہیں، اس کو بھی وہ حکم الٰہی کہہ سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دشمن کو ایسی بات کہنے کا موقع اللہ تعالیٰ نہیں دیا ہوگا۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ قوت یادداشت عطا کیا۔ چنانچہ دوسرے لوگ اپنے دل میں جتنی باتوں کو بٹھاتے، ان سے کئی گنا زیادہ باتوں کو نبی ﷺ ذہن نشین کرلیتے تھے۔ یہ اللہ کی جانب سے آپ ﷺ پر خصوصی عنایت تھی۔

(اے محمد! قرآن نازل ہوتے وقت) اس کو جلد یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیجیے اور اس کو (آپ کے دل میں) جمع کرادینا اور پڑھوادینا ہمارے ذمہ ہے۔ اس لیے جب ہم اس کو پڑھ لیں، تو آپ اس پڑھنے کی پیروی کیجیے۔ پھر اس کی وضاحت کرنا ہمارے ذمہ ہے۔

(القیامۃ 75: 16-19)

قرآن کریم کی حفاظت کے خاطر اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو اتنی غیر معمولی یادداشت اور غضب کا حافظہ عطا کیا، جتنا اور کسی کو عطا نہیں کیا۔ اس سے آپ کے دل کو مضبوط کردیا تاکہ ذرا بھی شک وشبہ نہ ہو۔ مگر آپ ﷺ پر جادو کیے جانے کی حدیث، آپ ﷺ کے دل کو کمزور سے کمزور ترین درجے تک لے جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مضبوط دل عطا کیا تھا۔ مگر جادو کے قائلین اس طرح کا منظر پیش کرتے ہیں جس سے لگتا ہے کہ آپ ﷺ کا دل کمزور رہا۔ یاد کچا اور ذہن منتشر رہا۔ اور ذہنی توازن ٹھیک نہ رہا۔ یاد رہے کہ آپ ﷺ کو ایسا نفسیاتی مرض ہرگز نہیں آئے گا۔

نبی محمد ﷺ کو اللہ کے رسول ماننے سے انکار کرنے والوں نے آپ کو دیوانہ کہا۔ اور جادو کے قائلین اسی کو دوسرے الفاظ میں کہتے ہیں۔

قوم یہود، اسلام کو گرانے اور نیست و نابود کرنے کی بھرپور کوشش کررہی تھی۔ چھوٹے سے چھوٹا معاملہ کیوں نہ ہو، ہر طرح نقصان پہنچانے کے لیے پوری طرح تیار رہتی تھی۔

اگر نبی ﷺ چھ مہینے نفسیاتی مریض رہے، اور یہ مرض یہودیوں کے جادو اور منتر کے زور سے ہوا، تو اس سنہرے موقع کو وہ ہرگز ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتے، بلکہ اس کا پورا پورا فائدہ اٹھاتے۔ نبی ﷺ کو ذلیل کرتے اور اسلام کو شکست دیتے، ہر طرح زک دیتے اور یوں کہتے کہ کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے تمہارے رسول کو کس طرح بنادیا ہے؟ پھر بھی تم اس کو رسول مانتے ہو؟

مگر تاریخ شاہد ہے کہ کسی نے بھی نبی ﷺ کے خلاف اس طرح کا تبصرہ نہیں کیا۔

اس طرح کا اگر ہم سوال کرتے ہیں، تو جادو پارٹی کے لوگ اس کا بھی جواب دے کر نبی ﷺ کو نفسیاتی مریض بتانے میں ہی لگے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کا جواب یہ ہے کہ نبی ﷺ کو جو نفسیاتی مرض لاحق ہوا، اس کا علم صرف آپ ﷺ کی بیویوں (امہات المؤمنین) کو ہوا، چونکہ عام لوگوں میں کسی کو اس کا علم نہ تھا، اس لیے اس قسم کا تبصرہ نہیں آیا۔

تو کیا جس نے جادو کر کے نفسیاتی مریض بنایا، اس کو بھی معلوم نہیں ہوا؟ کیا جادوگر نے اپنی قوم والوں کے پاس یہ بات فخر کے ساتھ بیان نہیں کی ہوگی؟ اس طرح کے سوالات کرنے سے پتا چلتا ہے کہ جادو پارٹی کے لوگ علم سے ناواقف اور حقیقت سے ناآشنا ہیں۔

عام طور پر دنیا کا رواج یہی ہے کہ لیڈروں کے لیے زیادہ حفاظتی بندوبست کی جاتی ہے، جس کی وجہ سے لوگ آسانی سے ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ ایسی حالت میں اگر اس لیڈر کو جنون کا عارضہ

ہو جائے، تو اسے لوگوں سے چھپایا جاسکتا ہے، کسی کو خبر نہیں ہو سکتی۔

مگر نبی ﷺ کیا ایسی حالت میں رہتے تھے جس کی بنا پر کسی سے آسانی کے ساتھ ملاقات نہیں ہوتی ؟ کیا آپ حفاظتی دستہ کے حصار میں رہتے تھے ؟ نہیں۔ ہر گز نہیں۔

آپ ﷺ لوگوں سے الگ تھلگ نہیں رہتے، بلکہ عام لوگوں کے ساتھ مل جل کر ہی رہتے تھے، پانچ وقت نماز کے لیے بھی مسجد آتے تھے، جو شخص بھی چاہتا با آسانی آپ سے ملاقات اور بات چیت کر سکتا تھا۔ منافق (جو دل میں کفر و نفاق چھپائے ہوئے ہیں وہ) لوگ بھی مسجد آکر آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔

اگر نبی پر جادو کیا گیا ہو، منتر کا اثر پڑا ہو، جس سے آپ چھ ماہ متاثر رہے ہوں، تو یہ بات آسانی کے ساتھ تمام لوگوں تک پہنچ جاتی، اور وہ سب بھی معلوم کر لیتے۔

وہ منافقین کیا اس معاملے کو نہیں اچھالتے کہ ہم نے محمد کو پہلے ہی دلیل کے بغیر دیوانہ کہا تھا، اور اب ان کی بیویاں خود بھی اس کا اقرار کر رہی ہیں ؟ کیا وہ لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے نہیں روکے ہوں گے ؟ اور نئے نئے مسلمانوں کو اسلام سے پھیرنے کے لیے کیا اس حربے کا استعمال نہیں کیے ہوں گے ؟ کم از کم مسلمانوں میں گنتی کے چند افراد تو اپنے پرانے دین میں ہی واپس نہیں گئے ہوں گے ؟ مگر آپ کو تعجب ہو گا کہ اس قسم کی ایک روایت بھی کسی کتاب میں درج نہیں ہے۔

اللہ کہتا ہے کہ: ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (دیکھیے الحجر 15: آیت نمبر 9)

قرآن کی حفاظت کرنے کے لیے نبی ﷺ کے دل کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر دل مسخ ہو جائے، تو دل میں محفوظ ساری باتیں بھی مسخ ہو جائیں گی۔ تب یہ مسخ قرآن کی حفاظت کے حوالے سے، اللہ کے قول اور اس کی ضمانت میں شک پیدا کرے گا۔

چونکہ یہ جادوئی عقیدہ سب سے بڑے معجزہ قرآن کو شک کے دائرے میں لاتا ہے۔ اس کو مشکوک ٹھہرانے کا موجب بنتا ہے۔ اس کے باوجود جن لوگوں کو اس کی ذرا بھی فکر نہ ہو، وہی یہ مان

سکتے ہیں کہ نبی ﷺ پر جادو کیا گیا، جس سے آپ ذہنی طور پر بری طرح متاثر ہوئے اور نفسیاتی مریض بن گئے۔

جب غیر مسلم حضرات کو نبی ﷺ کے سحر زدہ ہونے کا پتا چلے گا، تو کیا وہ آپ ﷺ کو اللہ کا رسول مانیں گے؟ اور اسلام قبول کریں گے؟ یا اُن یہودیوں کے پاس جائیں گے جنہوں نے معجزاتی کلام (قرآن) پیش کرنے والے نبی پر ہی جادوئی کرشمہ دکھایا تھا؟ مسلمانوں کو اللہ پر ایمان ہونا چاہیے مگر نبی ﷺ کو جادو کے بل بوتے پر نقصان پہنچانے کی کہانی اللہ پر ایمان میں شک پیدا کرتی ہے۔

مسلمانوں کو کتابِ الٰہی قرآن پر ایمان لانا چاہیے۔ مگر یہ اس میں شک پیدا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کو نبی ﷺ پر بھی ایمان لانا چاہیے۔ مگر یہ کہانی اس عقیدے میں بھی شبہ ڈالتی ہے۔

سب سے خطرناک عقیدہ یہ کہ جادو گر کو قدرت و اختیار والا مانا جاتا ہے جو اسلام کی بنیاد ہی کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ماننے میں کسی قسم کا شک نہیں آنا چاہیے۔ اسی طرح قرآن، اللہ کی کتاب ہے، اس میں ذرہ برابر شک نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ ہم اس معاملے میں شک پیدا کرنے والی کسی روایت کو نہ مانیں، اور اس کو پوری طرح ٹھکرائیں۔

فرض کیجیے کہ ایک باپ اپنی اولاد میں سے صرف ایک بیٹے کو اپنی ساری جائیداد لکھ کر فوت ہو جاتا ہے، تب اس کی دیگر اولاد یہ ثبوت فراہم کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ باپ جس وقت جائیداد کی وصیت لکھ رہے تھے، اس وقت ان کی دماغی حالت خراب تھی۔ اور ان کو جنون کا عارضہ ہو گیا تھا، اور ثبوت اس طرح پیش کرے کہ عدالت کو ان کی باتوں پر یقین آجائے، تو پھر عدالت یہ فیصلہ سنائے گی کہ باپ کا دماغی توازن ٹھیک نہیں رہا۔ اس لیے یہ عدالت ان کے وصیت نامہ کو مسترد کرتی ہے۔

نہ صرف ہندوستان، بلکہ دنیا بھر کے ملکوں میں بھی یہی قانون ہے۔ نیز مسلم ممالک میں بھی یہی قانون ہے۔ آدمی کو جب پاگل پن آتا ہے، جنون لاحق ہوتا ہے، تو پھر اس کا سارا لین دین ناقابل قبول اور مسترد قرار دیا جاتا ہے۔

غرض ہم نے جائیداد کے معاملے میں اس کو صحیح طور پر سمجھا ہے۔ مگر دین کے معاملے میں بے ڈھنگے طریقے سے غور کرنا اور الٹا سیدھا فیصلہ لینا کیا یہ صحیح ہو سکتا ہے؟ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے میرا ماننا ہے کہ قرآن پوری طرح محفوظ ہے اور یہ بھی مانتا ہوں کہ قرآن محفوظ نہیں ہے؟

کیا کوئی عقل رکھنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ میں ایمان رکھتا ہوں کہ کوئی بھی آدمی، اللہ کی طرح کسی معاملے میں نہیں کر سکتا، اور میں اس بات پر بھی یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرح صرف جادوگر کر دکھا سکتا ہے؟

جس شخص کو قرآن کریم پر پورا یقین اور مضبوط ایمان ہو، نیز وہ محمد ﷺ کی حد درجہ عزت وتوقیر کرتا ہو، وہ اس بات کو کس طرح مانے گا کہ آپ ﷺ پر جادو کیا گیا جس سے آپ کا ذہنی توازن برقرار نہ رہا؟

جب ہم اس طرح کے سوالات کرتے ہیں، تو جادو پارٹی کے لوگ پلٹ کر ہم سے ایک الٹا سوال کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ نبی ﷺ کو بھول ہو جاتی تھی، تو کیا غیر مسلم لوگ یہ سوال نہیں کریں گے کہ بھول اور نسیان کی وجہ سے قرآنی آیتیں آپ ﷺ کیوں نہیں بھولے ہوں گے؟ اس لیے کیا تم دعوا کروگے کہ آپ کو کوئی بھول اور سہو نہیں ہوا۔

گویا ان لوگوں کی نظروں میں ایک آدمی کا پاگل ہونا، اور ایک آدمی کا چند باتوں کو بھول جانا، دونوں برابر معلوم ہوتا ہے۔

بھول، نسیان جو ہے ذہن میں موجود باتوں میں کمی کر دیتا ہے، جب کہ نفسیاتی مرض وہ ہے جو ناپید اور معدوم چیز کو موجود اور حاضر قرار دے۔

جادو پارٹی کے لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اس قسم کا عارضہ ہی لاحق ہوا۔ وحی آئے بغیر ہی، وحی آئی کہنا کیا بھول اور نسیان کی طرح ہے؟ وحی آئے بغیر ہی یہ کہے ہوں گے کہ ابھی وحی آئی۔ کیا اس طرح کہنا بھول اور نسیان کی طرح ہو سکتا ہے؟

اگر بھول ہو بھی جائے، تب بھی اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جو اس نے چاہا کہ ہم تک پہنچیں، وہ

ہم تک پہنچ گئیں۔ اس میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ جب کہ نفسیاتی مرض یہ ہے کہ نبی ﷺ کے ذہن میں یہ خیال برابر ابھرتے رہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے یوں کہا۔ حالانکہ اس نے کچھ نہیں کہا ہوگا۔ اس طریقے سے ہر آیت میں شک پیدا کرے گا۔

نبی ﷺ کے بھول اور نسیان کی وجہ سے اب قرآن میں موجود کسی آیت میں بھی شک نہیں آئے گا۔ علاوہ ازیں قرآن کی حد تک جب بھی وحی آئی ، قرآنی پیغام آیا، اسی وقت نبی ﷺ نے کاتبین وحی کے ہاتھوں لکھوادیا تھا۔ قرآنی آیتیں نازل ہوتے ہی فوراً ان کو قلم بند کرلیا جاتا تھا۔ کوئی آیت نہیں چھوٹتی۔ اس لیے اس میں شک کی گنجایش نہیں ہے۔

غرض ان لوگوں کو اس فرق کا احساس ہونا چاہیے۔

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا واضح جواب دیتے ہوئے فرمایا: جس آیت کو ہم بدل دیں، یا بھلادیں، اس سے بہتر لاتے ہیں۔ دیکھیے۔ البقرۃ2: 106۔

یہ آیت واضح کررہی ہے کہ نبی ﷺ اللہ کی مرضی سے کچھ بھول جائیں، تو اس کے سوا ساری آیتیں جن کو آپ ﷺ نے لوگوں تک پہنچادیں، وہی قرآن ہے۔ اور جو باتیں آپ ﷺ نے لوگوں کو نہیں بتائیں، وہ قرآن نہیں ہے۔ اس طرح کہنے میں کوئی الجھن نہیں پیدا ہوگی۔

6-جادوئی عقیدہ جو معجزات کو بے معنٰی کردیتا ہے

ایک دوسری وجہ سے بھی یقین ہوجاتا ہے کہ نبی ﷺ پر جادو کرکے انہیں متاثر نہیں کیا جاسکتا۔

کسی آدمی کو لوگ اللہ کا رسول ماننے کے لیے اللہ نے کس طرح کا انتظام کیا تھا؟ کیونکہ جن کو اللہ کے رسول بنا کر بھیجا گیا تھا، وہ انسانوں میں سے چنے اور منتخب کیے گئے تھے جو ہر لحاظ سے انسان ہی رہے۔

جو آدمی ہر لحاظ سے عام آدمی کی طرح ہے پھر بھی وہ اپنے آپ کو اللہ کا رسول ہونے کا دعوا کررہا ہے، تو یہ بات لوگوں کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوتی۔ ذیل میں قرآنی آیتیں ملاحظہ فرمائیں:

لوگوں کے پاس جب سیدھی راہ (ہدایت) آگئی، تو ان کو (اس پر) ایمان لانے سے ان کا یہ کہنا ہی

رکاوٹ بن گیا کہ کیا اللہ نے انسان کو پیغمبر (رسول) بنا کر بھیجا ہے؟ (بنی اسرائیل 17: آیت نمبر 94)

(اس بستی کے) لوگوں نے کہا کہ: "تم تو ہمارے ہی جیسے آدمی کے سوا کچھ نہیں ہو۔ اور بے حد مہربان (یعنی اللہ) نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ بلکہ تم محض جھوٹ بولتے ہو۔ (یٰس 36: آیت نمبر 15)

تم ہمارے جیسے ایک آدمی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور ہم تو تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔
(الشعراء 26: آیت نمبر 186)

تم ہمارے ہی جیسے ایک آدمی ہو، اگر تم (رسول ہونے کے دعوے میں) سچے ہو، تو کوئی نشانی لاؤ۔ (الشعراء 26: آیت نمبر 154)

وہ پوچھتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ کھانا کھاتا ہے۔ اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔
اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ (مل کر لوگوں کو) خبردار کرتا۔
(الفرقان 25: آیت نمبر 7)

تو ان کی قوم کے بڑے لوگ (سربراہان) جنہوں نے (اللہ کا) انکار کر کے آخرت کی ملاقات کو جھوٹ سمجھا، اور جن کو ہم نے اس دنیا کی زندگی میں عیش و آرام دے رکھا تھا، وہ کہنے لگے: یہ تو تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہے۔ جو تم کھاتے ہو وہی یہ بھی کھاتا ہے، جو تم پیتے ہو وہی یہ بھی پیتا ہے۔ (المؤمنون 23: آیت نمبر 33)

کہنے لگے: "کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں؟ جب کہ ان کی قوم ہمارا غلام ہے۔ (المومنون 23: آیت نمبر 47)

ان کے دل بے پرواہ ہوتے ہیں۔ اور ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں کہ: "یہ شخص تمہارے جیسے آدمی کے سوا اور کون ہے؟ کیا تم دیکھتے ہوئے جادو کے پاس جاتے ہو؟ (الانبیاء 21: آیت 3)

ہر زمانے میں لوگوں نے یہی خیال کیا کہ انسان کی طرف سے جس کو قاصد اور نمائندہ بنا کر بھیجا جاتا ہے وہ انسان ہی ہوتا ہے۔ تو اللہ کی جانب سے بھیجا گیا نمائندہ انسان کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کو تو انسانی صفات سے بالاتر ہونا چاہیے۔

لوگوں کے اس طرح خیال کرنے کی مناسب وجہ بھی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے، تو اس پر فوراً ایمان لانا چاہیے، تو پھر چور دروازہ کھل جائے گا، اور یہ نوبت آئے گی کہ جو شخص بھی خود کو رسول ہونے کا جھوٹا دعوا کرے، اس پر بھی یقین کرنا پڑے گا۔

اس لیے لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ کے رسول عام آدمیوں سے کسی طرح الگ اور ممتاز رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خواہش ایک حد تک قبول بھی کر لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جن کو بھی اپنا رسول بنا کر قوم کے پاس بھیجتا ہے، تو ان کے ساتھ چند ایسے معجزات بھی دے کر بھیجتا ہے جو یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ وہ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔

لوگ جب رسول کا ایسا معجزہ دیکھتے ہیں جو دوسروں کے بس کی بات نہیں، تب سیدھی نظر رکھنے والوں کو اور اہل بصیرت کو ان کے رسول ہونے پر یقین کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ، جھجک اور تامل نہیں ہوتا۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو معجزات کے ساتھ ہی بھیجا۔ اور معجزہ کے بغیر کسی رسول کو نہیں بھیجا۔ قرآن کی مختلف آیتیں اس بات پر دلالت کر رہی ہیں۔ غرض تمام رسولوں کو بھی اس لیے معجزات عطا کیے گئے کہ وہ ان معجزات کے ذریعے سے یہ ثابت کر دیں کہ واقعی وہ اللہ کے رسول ہی ہیں۔ چنانچہ وہ ان معجزات کی بدولت اللہ کے رسول مانے گئے۔ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

(اے محمد!) پھر بھی اگر وہ لوگ آپ کو جھوٹا سمجھیں تو آپ سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کو جھوٹا سمجھا گیا جب کہ وہ واضح دلیلیں (معجزات)، صحیفے اور روشنی پھیلانے والی کتاب لے کر آئے تھے۔

(آل عمران 3: آیت نمبر 184)

(اے محمد!) ہم آپ کو ان بستیوں کے متعلق خبریں سناتے ہیں۔ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے تھے۔ مگر چونکہ وہ پہلے ہی جھوٹ سمجھ رہے تھے، اس لیے ایمان لانے والے نہ تھے۔ اسی طرح اللہ (اس کا) انکار کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ (الاعراف 7: آیت نمبر 101)

اگر وہ لوگ آپ کو جھوٹا سمجھتے ہیں، تو ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی (رسولوں کو)

جھوٹا سمجھ رہے تھے۔ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیلیں (معجزات)، صحیفے اور روشنی پھیلانے والی کتاب لے کر آئے تھے۔ (فاطر35: آیت نمبر25)

پھر ہم نے ان کے بعد بہت سے رسولوں کو ان کی قوموں کے پاس بھیجا۔ اور وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ مگر وہ لوگ جس چیز کو پہلے ہی جھوٹ سمجھتے تھے، (اس لیے) اس پر ایمان لانے والے نہیں تھے۔ اسی طرح ہم حد سے بڑھ جانے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں۔ (یونس10: 74)

تم سے پہلے کی بہت سی نسلوں کو جب انہوں نے ظلم کیا، تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل (معجزات) لے کر آئے۔ مگر وہ ایمان لانے والے نہیں تھے۔ ہم مجرم قوم کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ (یونس10: آیت نمبر13)

یہ (سزا) اس لیے کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح نشانیاں لے کر آتے تھے۔ تو وہ انکار کر دیتے تھے ۔ اس لیے اللہ نے ان کو سزا دی۔ وہ بڑی قوت والا اور سخت سزا دینے والا ہے۔ (المؤمن40: 22)

کیا ان کو اپنے سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کی یعنی نوح، عاد اور ثمود کی قوموں کی، ابراہیم کی قوم، مدین والوں اور (قوم لوط سمیت) الٹائی ہوی بستیوں والوں کی خبریں نہیں پہنچیں؟ ان کے پاس ان کے رسول واضح نشانیاں لے کر آئے تھے۔ اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا۔ بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔ (التوبہ9: آیت نمبر70)

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آنے کے باوجود وہ کہنے لگے: کیا ایک انسان ہماری رہنمائی کرے گا؟ تو انہوں نے (اللہ کا) انکار کر کے منہ موڑ لیا۔ اور اللہ بے نیاز اور تعریفوں کا سزاوار ہے۔ (التغابن64: آیت نمبر6)

(جہنم کے محافظین) پوچھیں گے: "کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے؟" (اس پر) وہ جواب دیں گے: ہاں! (آئے تھے) تو وہ کہیں گے: "تو پھر تم خود ہی دعا کرو"۔ اور (اللہ کا) انکار کرنے والوں کی دعا بے کار (اکارت) جائے گی۔ (المؤمن40: آیت نمبر50)

ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلیلوں کے ساتھ بھیجا۔ ان کے ساتھ کتاب اور ترازو (میزان)

اتارا، تاکہ لوگ عدل وانصاف قائم کریں۔ (الحدید57:آیت نمبر25)

ان آیتوں سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت ثابت کرنے کے لیے نبیوں کو معجزات سے نوازا، اور کوئی نبی ایسا نہیں آیا جسے معجزہ نہ دیا گیا ہو۔ بلکہ ہر نبی کو لازمی طور پر معجزہ عطا کیا گیا۔

ہر نبی اپنا معجزہ قوم کے سامنے ظاہر کرنے کی وجہ سے ہی اپنے آپ کو اللہ کا رسول ثابت کرنے کی پوزیشن میں ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر یہودیوں نے نبی ﷺ پر ہی جادو کیا ہو، اور اس کے زور دار اثر سے آپ ﷺ کے عمل کو موقوف کر دیا ہو، تو عام لوگ آپ ﷺ کے مقابلے میں یہودیوں کے کارنامے کو بڑا معجزہ سمجھے ہوں گے۔

اللہ نے پیغام پہنچانے کے لیے جس شخص کو منتخب کیا، اس پر جب جادو کر دیا جائے، اس کے عمل کو موقوف کر دیا جائے، اور ذہنی طور پر متاثر کر دیا جائے، تو غور کیجیے کہ اس زمانے میں کس طرح کے اثرات مرتب ہوئے ہوں گے اور اس کا نتیجہ کیا رہا ہوگا؟

بہت سے لوگ یہ خیال کیے ہوں گے کہ یہ محمد ﷺ جو ہم جیسے ایک آدمی ہونے کے باوجود، چونکہ وہ چند معجزات دکھلائے، اس لیے ہم ان پر یقین کیے اور ایمان لائے۔ مگر آج حالت الٹی ہو گئی ہے، جو ان کے دشمن تھے انہوں نے محمد کی نفسیات کو جادو سے متاثر کر دیا، اور ذہنی طور پر ان کو بری طرح نقصان پہنچا دیا ہے، لگتا ہے کہ ان سے وہ یہود زیادہ قدرت رکھتے ہیں۔

اُس دور کے لوگ کہے ہوں گے کہ یہ (محمد) جو پیش کر رہا ہے وہ ایک جادوگر کے کرتب کے مقابلے میں معمولی ہے۔ اس لیے یہ اللہ کا رسول نہیں ہو سکتا۔

کوئی کہے گا کہ محمد نے جو کرشمہ دکھایا، اس سے بڑا کرشمہ یہودیوں نے کر دکھایا یعنی جس نے معجزہ ظاہر کیا، اسی کو ان لوگوں نے جادو منتر کے زور سے گرا دیا۔ اس قسم کا تبصرہ کسی نے نہیں کیا اور یہ وجہ بتا کر کسی نے اسلام کو نہیں چھوڑا۔ اور مرتد نہیں ہوا۔

اسی سے واضح ہو جاتا ہے کہ کسی قسم کے آلے کے بغیر، کسی اوزار کے وسیلے کے بغیر، کسی ہتھیار کی مدد لیے بغیر، صرف کنگھی اور بالوں کا استعمال کر کے اللہ کے نبی ﷺ کو گرا دینا اور نقصان

پہنچانے کی بات کرنا من گھڑت کہانی اور افسانہ ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ رسولوں کے خلاف دشمنوں کو کرشماتی قدرت دے کر، اس کے ذریعہ ایمان والوں کو سیدھی راہ سے بھٹکنے، اور گمراہی میں پڑنے ہرگز نہیں چھوڑے گا۔ اس لیے اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی ﷺ پر جادو نہیں کیا جا سکتا۔

اگر جادو ہے، تو کر دکھائے

یہ کہنے کے لیے کہ جادو سے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا، اور بھی کئی دلائل ہیں۔

غیب کی جو باتیں اللہ نے بتائی ہیں ہم ان پر ایمان لاتے ہیں۔ جیسے فرشتے، جنّ، شیطان، جنت، دوزخ اور مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا وغیرہ۔

تمام مسلمان ان باتوں کو جانچے بغیر، آزمایش و امتحان کے بغیر ہی ایمان رکھتے ہیں۔ کیوں کہ یہ ٹیسٹ کر کے جاننے کی باتیں نہیں ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا، بس ہم مانتے اور ایمان رکھتے ہیں۔

البتہ چند باتیں ایسی بھی ہیں جن کو جانچا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انہیں باقاعدہ جانچ پرکھ کر ہی ماننا چاہیے کہ سچ ہے یا جھوٹ! محض اندھے پن سے نہیں ماننا چاہیے۔

مثال کے طور پر اگر یہ کہا جائے کہ گنجے سر والے کو یہ تیل لگانے سے بال اگ آئیں گے، تو یہ بات ہم کو ٹیسٹ کرنے اور آزمانے کے بعد ہی ماننا چاہیے۔

ٹھیک اسی طرح جب شرک کا معاملہ آتا ہے تو اس موقع پر بھی جانچ کر ہی معلوم کرنا چاہیے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ "جادوگر فلاں فلاں کام کر سکتا ہے۔ وہ اس کی قدرت رکھتا ہے" تو اس کو ہم ٹیسٹ کر کے معلوم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک کے خلاف اسی طریقے کو اپنانے کی تعلیم دیتا ہے۔

آپ پوچھیے کہ: کیا تم نے اپنے ان شریکوں کے بارے میں غور کیا جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو؟ مجھے بتاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے؟ یا (جواب دو کہ) آسمان میں کیا ان کی کوئی حصہ داری (شرکت) ہے؟ یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے جس سے (ملی ہوی) وضاحت پر قائم

ہوں؟ (ان میں سے کوئی بات بھی) نہیں۔ بلکہ یہ ظالم لوگ ایک دوسرے سے صرف فریب کے وعدے کررہے ہیں۔ (فاطر35: آیت نمبر40)

(اے محمد!) آپ پوچھیے کہ جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو، مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کونسی چیز پیدا کی ہے؟ یا آسمانوں میں کیا ان کا کچھ حصہ ہے؟ اگر تم سچے ہو، تو اس (قرآن) سے پہلے کی کوئی کتاب، یا کوئی علمی ثبوت (جو اس کی تائید میں ہو) میرے پاس لاؤ۔ (الاحقاف46: 4)

اگر یہ مسئلہ پیش آئے کہ کیا اللہ کی طرح کسی کو قدرت حاصل ہے؟ تو جو شخص ایسا اور ایسا کام کرنے اور خدائی قدرت رکھنے کا دعوا کرتا ہے، اس سے اس کو ثابت کر دکھانے کے لیے کہا جائے گا۔ مذکورہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ ہمیں یہی راستہ دکھاتا اور اسی کی رہنمائی کرتا ہے۔

اگر جادوگر کے پاس غیر معمولی طاقت ہو اور کرشمہ دکھانے کی قدرت ہو، تو اس کو ثابت کر دکھانے کے لیے اس سے مطالبہ کیا جائے، پھر اگر وہ اس کو ثابت نہ کر سکا تو سمجھیں گے کہ وہ جھوٹ کہہ رہا ہے۔ اس کے پاس کوئی عجیب وغریب قدرت نہیں۔ غرض حقیقت جاننے کا یہ طریقہ ہم کو اسلام نے بتایا ہے۔

جب ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ کوئی جادوگر ہو تو ہم کو بتاؤ، ہم جو کہیں وہ اس کو کر دکھائے، یا کم از کم وہ جادوگر جس قدرت واختیار کا دعوا کرتا ہے اسی کو کر دکھائے، پھر بھی کوئی آگے نہیں آتا۔

کیا وہ ایسوں کو (اللہ کا) شریک ٹہراتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے؟ بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں؟ وہ (شریک) نہ ان (پرستاروں) کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔ اگر تم ان کو (کوئی بات) بتلانے کے لیے بلاؤ۔ تو وہ تمہاری پیروی نہیں کریں گے۔ تم ان کو بلاؤ یا خاموش رہو، دونوں ہی تمہارے لیے برابر ہیں۔ اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو، وہ تمہاری ہی طرح کے بندے ہیں۔ اگر تم (ان کو خدا ماننے میں) سچے ہو، تو ان کو پکار کر دیکھو۔ ان کو تمہاری پکار کا جواب دینا چاہیے۔ کیا ان کے پاوں ہیں جن سے چلتے ہوں؟ یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑتے ہوں؟ یا آنکھیں ہیں جن سے دیکھتے ہوں؟ یا کان ہیں جن سے سنتے ہوں؟ آپ کہہ دیجیے کہ تم اپنے شریکوں (خداوں) کو بلا کر، پھر میرے

خلاف سازش کرو، اور مجھے کچھ مہلت بھی نہ دو۔ (الاعراف 7: آیت نمبر 191-195)

بتوں کے ہاتھ پیر بنائے گئے ہیں۔ عقیدت مندوں کا کہنا ہے کہ ان ہاتھ پیروں سے وہ لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ: یہ ہمارا عقیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو نہیں مانتا۔ بلکہ اس شرک کے خلاف ہمارا موقف کیا ہونا چاہیے؟ وہ ہمیں سکھاتا ہے کہ بت کے جو ہاتھ ہیں ان سے وہ کچھ پکڑ کر دکھائے؟ اور اس کے جو پیر ہیں ان سے وہ باقاعدہ چل کر دکھائے؟

اگر جادوگر کو غیر معمولی قدرت ہے جو عام آدمی کو نہیں ہوتی، تو ہم سوال کرتے ہیں کہ وہ اس کو کرکے دکھائے اور ثابت کرے۔ اگر کوئی بھی اس کے لیے آمادہ نہ ہو تو ہم کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جادو منتر میں کوئی قدرت نہیں ہوتا۔ ٹونا، طلسم اور افسوں میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ایسا سمجھنا ہی قرآن کی بنیاد پر لیا جانے والا صحیح فیصلہ ہے۔

اس طرح جب ہم بحث کرتے ہیں تو دیگر نظریات کے لوگ ہمارے بارے میں شرم کے بغیر کہتے ہیں کہ یہ لوگ تمام مسائل میں جھگڑتے اور معقول طریقے سے بات کرتے ہیں!!

غرض جادو کو ماننے والے، نادان بن کر، علمی انداز سے بحث کرنے والوں کو حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

اسلام میں معقول طریقے سے ہی بحث کی جائے۔ چنانچہ نبی ہود علیہ السلام نے اس طریقے کو اپناتے ہوئے چیلنج کیا۔ ملاحظہ ہو:

(وہ کہنے لگے کہ) ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بعض معبودوں کی مار تم پر پڑ گئی ہے۔ ہود نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم لوگ بھی گواہ رہو کہ میں اللہ کو چھوڑ کر تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے بیزار ہوں۔ اس لیے تم سب مل کر میرے خلاف سازش کرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔
(ہود 11:54-55)

جس طرح ہود علیہ السلام نے کہا، اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ جادوگر

کوئی قدرت اور اختیار نہیں رکھتا، وہ کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ اگر وہ کچھ کر سکتا ہے تو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ ہم پر جادو کر کے اس اثر دکھائے اور اس کی تاثیر ثابت کرے۔

اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو، وہ تمہاری ہی طرح کے بندے ہیں۔ اگر تم (ان کو خدا ماننے میں) سچے ہو، تو ان کو پکار کر دیکھو۔ ان کو تمہاری پکار کا جواب دینا چاہیے۔ (الاعراف 194:7)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ کتنے اچھے انداز میں تمہیں سکھاتا ہے کہ وہ لوگ اگر یہ دعوا کریں کہ بتوں کو قدرت ہے، تو ان سے مطالبہ کرو کہ وہ قدرت ثابت کر دکھائیں۔

معاملہ اگر شرک کا آئے، تو اس کا حل اس کو ثابت کر دکھانے کا مطالبہ ہی ہے۔ چونکہ جادو منتر بھی شرک کی حالت سے مطابقت رکھتا ہے، اس لیے اس جادو کے معاملے کا بھی ٹیسٹ کرنا، آزمانا اور امتحان لینا ہی صحیح طریقہ ہے۔

جادو گروں میں بھی نام کے مسلمان پائے جاتے ہیں۔ اگر ان میں کچھ بگاڑنے کی قدرت ہوتی، تو عالمی سطح پر، یا ہندوستان کی حد تک جو لوگ مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں، ان پر جادو کر کے ان کا کچھ بگاڑ کر قوم کا بھلا کر سکتے تھے۔ ایسا کیوں نہیں ہوا؟

غیر مسلموں میں بھی جادو گر ہیں۔ ہمارے دیس کے سیاسی لیڈران ان کا استعمال کر کے اپنے حریف اور مد مقابل پر جادو کر کے، انہیں گو نگا بنا دیتے تو کافی تھا۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوتا۔

اسی سے واضح ہوتا ہے کہ جادو منتر سے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

میں تمام مذہب کے جادو گروں کو جو یہ کہتے ہیں کہ ہم جادو کے بل بوتے پر سب کچھ کر سکتے ہیں، للکارتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ جادو منتر سے کوئی میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔

وہ جادو گر، مجھ پر یعنی زین العابدین پر جادو کر دکھائیں، جس کے لیے وہ مجھ سے جو بھی مانگیں، دوں گا۔ قدموں کے نیچے کی مٹی، جو قمیص پہنا ہوں وہ، سر کے بال اور وہ سب بھی، جو وہ جادو گر چاہیں ضرور دوں گا۔ بہر حال وہ مجھ پر جادو کر دکھائیں۔

وہ اس سلسلے میں مجھ سے باقاعدہ معاہدہ کریں اور اس کا بھی ذکر کریں کہ وہ کس دن اور کس

وقت مجھ پر جادو کرنے والے ہیں؟ آپس میں معاہدہ ہونے کے بعد وہ اشتہار دیں کہ

1) کیا وہ جادو کے زور سے مجھے جان سے مار دیں گے؟

2) یا میرے ہاتھ پیر کی حرکت اور عمل کو موقوف کر دیں گے اور وہ شل ہو جائیں گے؟

3) یا پھر نفسیاتی مریض بنادیں گے؟

اور ہم بھی باقاعدہ اس کا اشتہار دیں گے۔ اور اس کو لوگوں تک پہنچادیں گے۔

وہ جادوگر مجھے نقصان پہنچانے کے لیے جو دن اور جو وقت مقرر کر دیتے ہیں اس دن، مقررہ وقت اور مقررہ جگہ پر میں نمایاں جگہ (اسٹیج) پر آکر بیٹھ جاؤں گا۔ تاکہ لوگوں کا بہت بڑا مجمع اس کو دیکھتا رہے، وہ جس قسم کے جادو کرنے کا اعلان کریں، اس کے مطابق اس کا اثر مجھ پر دکھائیں؟ تو میں پچاس لاکھ روپئے انعام میں دینے کے لیے تیار ہوں۔

جادوگر چاہے کسی بھی مذہب کا ہو، وہ مجھ پر جادو کر کے یہ انعام حاصل کرلے۔ اگر کوئی جادوگر کہے کہ یہ انعام کم ہے تو میں اس کو اور بھی زیادہ دینے کے لیے تیار ہوں۔ میں اس کا برملا اعلان کرتا ہوں۔ یہ چیلنج ہی ان شاءاللہ ثابت کردے گا کہ جادو منتر جھوٹ ہے، باطل ہے۔ اور اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

میں چونکہ جادوگروں کی آمدنی اور گزارے کو مٹی میں ملا رہا ہوں۔ اس لیے ان پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنا ذریعہ معاش کا سلسلہ برقرار رکھنے کے لیے مجھ پر جو رکاوٹ ڈال رہا ہوں جادو کرے۔

7- قرآن نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کا انکار کرتا ہے

اللہ کے آخری رسول محمد ﷺ اور آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیائے کرام جب اپنے آپ کو اللہ کے بھیجے ہوئے رسول کہنے لگے، تو قوم کے کافروں نے ماننے سے انکار کیا۔ آخر اس کی وجوہات کیا ہیں جو اُنہوں نے کہا؟

وہ کہنے لگے کہ: (1) تم کھاتے ہو اور پیتے ہو۔ (2) تم بس ہم جیسے انسان ہو۔

(3) تم کہانت کرنے والے (کاہن) ہو۔ (4) مہارت رکھنے والے شاعر ہو۔

(5) تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے تمہارا دماغ خراب ہو گیا۔

اس لیے اس طرح بکواس کر رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ اُن کے پہلے اور دوسرے تبصرے کو قبول کرتا ہے، جب کہ نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کی بات کو، انہیں کاہن اور شاعر وغیرہ کہنے کو سختی سے انکار کرتا ہے۔ ذیل میں ان کے متعلق چند قرآنی آیتیں ملاحظہ ہوں:

لوگوں کے پاس جب سیدھی راہ (ہدایت) آگئی، تو ان کو (اس پر) ایمان لانے سے ان کا یہ کہنا ہی رکاوٹ بن گیا کہ کیا اللہ نے انسان کو پیغمبر (رسول) بنا کر بھیجا ہے؟ (بنی اسرائیل 17: 94)

(اس بستی کے) لوگوں نے کہا کہ: "تم تو ہمارے ہی جیسے آدمی کے سوا کچھ نہیں ہو۔ اور بے حد مہربان (یعنی اللہ) نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ بلکہ تم محض جھوٹ بولتے ہو۔ (یٰسٓ 36: آیت نمبر 15)

"تم ہمارے جیسے ایک آدمی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور ہم تو تمہیں جھوٹا ہی سمجھتے ہیں۔

(الشعراء 26: آیت نمبر 186)

تم ہمارے ہی جیسے ایک آدمی ہو، اگر تم (رسول ہونے کے دعوے میں) سچے ہو، تو کوئی نشانی لاؤ۔

(الشعراء 26: آیت نمبر 154)

وہ پوچھتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے؟ یہ کھانا کھاتا ہے۔ اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔

اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ (مل کر لوگوں کو) خبردار کرتا۔"

(الفرقان 25: آیت نمبر 7)

تو ان کی قوم کے بڑے لوگ (سربراہان) جنہوں نے (اللہ کا) انکار کر کے آخرت کی ملاقات کو جھوٹ سمجھا، اور جن کو ہم نے اس دنیا کی زندگی میں عیش و آرام دے رکھا تھا، وہ کہنے لگے: "یہ تو تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہے۔ جو تم کھاتے ہو وہی یہ بھی کھاتا ہے، جو تم پیتے ہو وہی یہ بھی پیتا ہے"

(المؤمنون 23 : 33)

کہنے لگے: "کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں ؟ جب کہ ان کی قوم ہمارا غلام ہے۔ (المؤمنون23: آیت نمبر47)

ان کے دل بے پرواہ ہوتے ہیں۔اور ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں کہ یہ شخص تمہارے جیسے آدمی کے سوا اور کون ہے ؟ کیا تم دیکھتے ہوئے جادو کے پاس جاتے ہو ؟ (الانبیاء21: آیت 3)

اس طریقے سے جب انبیاے کرام پر تبصرہ کیا گیا، تب اللہ نے اس کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ جواب میں کہا کہ انبیاء تو انسان ہی ہیں، اور ہم انسان ہی کو لوگوں کے پاس رسول بنا کر بھیجتے ہیں۔

ان کے رسولوں نے کہا کہ واقعی ہم تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں۔ اس کے باوجود اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے۔ ہم اللہ کی مرضی کے بغیر تمہارے پاس کوئی معجزہ نہیں لا سکتے۔اور ایمان لانے والوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔ (ابراہیم14: آیت نمبر11)

(اے محمد!) آپ جواب دیجیے کہ میرا پروردگار پاک ہے۔ میں تو صرف انسان اور پیغام پہنچانے والا (پیغمبر) ہوں۔ (بنی اسرائیل17: آیت نمبر93)

(اے محمد!) ہم نے آپ سے پہلے مردوں ہی کو پیغمبر (رسول) بنا کر بھیجا تھا۔ جن پر ہم وحی نازل کرتے تھے۔ اگر تم نہیں جانتے، تو علم رکھنے والوں سے پوچھو۔ ان کو ہم نے ایسے جسم کا نہیں بنایا تھا کہ کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ (الانبیاء21: آیت نمبر7،8)

لوگوں کا یہ عقیدہ رہا کہ جادو اثر کرنے والا ہے چنانچہ جادو منتر سے کسی کو متاثر کیا جا سکتا ہے اور اس کی عقل میں فتور لایا جا سکتا ہے۔ جب نبی ﷺ نے لوگوں کو جنت اور دوزخ وغیرہ کے بارے میں بتایا، تو چونکہ ان لوگوں کے علم و دانش میں وہ باتیں نہیں آئیں اور سمجھنے سے قاصر رہے۔ اس لیے کہنے لگے کہ اس (محمد) کو دیوانہ پن اور جنون لاحق ہو گیا ہے، اور یہ کسی کے جادو کر دینے کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے۔

جب یہ کہا گیا کہ نبی پر جادو کیا گیا ہے، اور یہ کہ (جادو سے) نبی کو نفسیاتی مرض لاحق ہو گیا ہے، تو اللہ تعالیٰ سختی سے اس کی تردید کرتا ہے۔

(اے محمد!) جب وہ لوگ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں، تو جو بات سنتے ہیں۔ ہم اسے بھی خوب جانتے ہیں اور اس بات کو بھی جب ظالموں نے رازداری کے ساتھ کہا کہ "تم لوگ تو ایک سحر زدہ آدمی ہی کی پیروی کرتے ہو"۔ (بنی اسرائیل 17: آیت نمبر 47)

یا اس کے لیے کوئی خزانہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ یا اس کا کوئی باغ کیوں نہیں ہوتا جس سے یہ کھایا کرتا؟ اور ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک ایسے آدمی کی پیروی کر رہے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔
(الفرقان 25: آیت نمبر 8)

جو لوگ نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کا تبصرہ کرتے ہیں، مذکورہ آیتیں ان کے متعلق اعلان کرتی ہیں کہ وہ بڑے ظالم ہیں، ناحق غلط بات منسوب کرتے اور جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔

نبی ﷺ پر جادو کرنا اگر معمولی بات ہوتی کہ اس سے تبلیغ ورسالت کی ذمہ داری پر کوئی اثر نہیں پڑتا، تو پھر اللہ تعالیٰ ان کے اس تبصرے کی تردید نہیں کرتا۔

جب لوگوں نے یہ تبصرہ کیا کہ یہ نبی کھاتا ہے اور پیتا بھی ہے۔ تو چونکہ نبی کے کھانے اور پینے سے نبوت ورسالت کے فرائض پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید نہیں کی۔ بلکہ یہ جواب دیا کہ تمام انبیا بھی کھاتے اور پیتے رہے۔

مگر جب لوگوں نے یہ کہا کہ نبی ﷺ پر جادو کیا گیا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کا رد کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ بے انصاف اور ظالم ہیں جو اس طرح کی باتیں بنالیتے ہیں۔ جادو کیے جانے پر اگر نبی ﷺ اس سے متاثر ہوں، تو اس کا اثر دعوت وتبلیغ اور پیغام رسانی پر ضرور پڑے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ اس کی تردید کرتا ہے۔

بعض لوگ یہ کہیں گے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ آیت نازل ہوتے وقت آپ ﷺ پر جادو نہ کیا گیا ہو، اور بعد میں اس طرح کیا گیا ہو۔ مگر یہ بات قابل قبول نہیں۔

کیونکہ اگر بعد میں جادو کیا جانے والا ہے، تو وہ اللہ کو ضرور معلوم رہے گا۔ آئندہ جادو کیے جانے کی بابت جاننے والا اللہ، آج ہی اس کا انکار اور تردید کر دے تو اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر

یہ لوگ مذکورہ دونوں آیتوں پر پھر اس کے بعد آنے والی آیتوں پر غور کرتے، تو اس قسم کی باتیں نہیں کرتے۔ وہ آیتیں حسب ذیل ہیں:

(اے محمد!) آپ دیکھیے کہ وہ آپ کے بارے میں کس طرح کی مثالیں بیان کرتے ہیں! تو وہ گمراہ ہو گئے۔ اور وہ (سیدھی) راہ نہیں پا سکتے۔ (الفرقان25: آیت نمبر9)

غور کیجیے کہ وہ آپ کے لیے کیسی مثالیں بیان کر رہے ہیں؟ اس کی وجہ سے وہ گمراہ ہو گئے۔ اب وہ راہ نہیں پا سکتے۔ (بنی اسرائیل17: آیت نمبر48)

جن لوگوں نے نبی ﷺ کو سحر زدہ کہا، انہیں اللہ تعالیٰ یہاں پر گمراہ قرار دیتا ہے، اور یہ بھی کہتا ہے کہ وہ سیدھی راہ نہیں پا سکتے۔

جن پر جادو کیا ہی نہیں جا سکتا، ان کو یہ لوگ سحر زدہ کہتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ دیکھو! یہ لوگ کج فہمی کی بنا پر کس طرح کا تبصرہ کر رہے ہیں۔

قرآن کریم کے واضح فیصلے کے مطابق یہ بات یقینی ہے کہ نبی محمد ﷺ پر یا کسی اور نبی پر نہ کوئی جادو کر سکتا ہے اور نہ اس کے ذریعہ ان کے عمل کو موقوف کر سکتا ہے۔

اس لیے اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کی حدیثیں من گھڑت کہانی ہی ہیں۔

کافروں نے نہ صرف یہ کہا کہ نبی ﷺ سحر زدہ ہیں، بلکہ یہ بھی کہا کہ وہ دیوانے اور مجنون ہیں۔ قابل غور بات یہ ہے کہ جادو کو ماننے والے بھی تو یہی کہہ رہے ہیں۔

ان کو جو کہنا تھا سو کہہ دیے۔ مگر اب سوال کرتے ہیں کہ کیا ہم نے یہ کہا کہ نبی ﷺ کو جادو سے پاگل پن اور جنون لاحق ہوا تھا؟

یہ کس طرح کی بات ہے! اور یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں! یہ سمجھنے کے لیے ذیل کی مثال پر غور کیجیے۔

ہم کو یہ خبر پہنچتی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کا مال چھپ کر اڑا لیا، اور ہم اس کا ذکر

کرتے وقت کہیں گے کہ اس شخص نے چوری کی۔

کوئی یہ اطلاع دیتا ہے کہ فلاں آدمی سوتے وقت حلق سے خر خر کی آواز نکالتا ہے، تو آپ یوں کہیں گے کہ وہ آدمی خراٹے لیتا ہے۔

اسی طرح یہ کہنے کے لیے کہ اس نے غصے میں ہوش وحواس کھو دیا اور سودائی ہو گیا، تو یہ کہیں گے کہ اسے جنون لاحق ہو گیا ہے، وہ پاگل ہو گیا ہے۔ عوام میں اس طرح کا رواج ہے کہ ایک خبر کو مختلف الفاظ کے ذریعہ واضح کرتے ہیں۔

اسی طرح نبی ﷺ کو جو نفسیاتی مرض لاحق ہوا، اس کے لیے اگرچہ یہ لفظ روایتوں میں استعمال نہیں ہوا، مگر اس کا مفہوم اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

چنانچہ یہ کہنا کہ نبی ﷺ چھ مہینے اپنے ناکردہ کام کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ آپ نے وہ کام کر دیا ہے، اور یہ کہنا کہ آپ ﷺ چھ مہینے نفسیاتی مریض رہے، دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ اگرچہ دونوں جملوں کے الفاظ کی ترکیب الگ الگ ہے۔

وہ لوگ بولے کہ محمد کو جنون لاحق ہو گیا ہے، وہ پاگل اور دیوانہ بن گیا ہے۔ تو اس بات پر اللہ تعالیٰ کو غصہ آتا ہے۔ چنانچہ اللہ نے قرآن میں محمد ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے اس کے متعلق ارشاد فرمایا: اس لیے (اے محمد!) آپ نصیحت کیجیے۔ آپ اپنے پروردگار کے فضل سے نہ کاہن ہیں اور نہ دیوانے۔ (الطور52: آیت نمبر29)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ کہہ دیا کہ وہ آپ کو دیوانہ نہیں بنائے گا۔

نون! قلم کی قسم! اور جو وہ لکھتے ہیں اس کی قسم! (اے محمد) آپ اپنے پروردگار کے فضل سے دیوانے نہیں ہیں! آپ کے لیے نہ ختم ہونے والا (بے انتہا) اجر ہے۔ اور آپ بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہیں۔ (القلم68: آیت نمبر1-6)

کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی (محمد) کو کوئی جنون نہیں ہے۔ وہ تو صاف صاف خبردار کرنے والے ہیں۔ (الاعراف7: آیت نمبر184)

ان آیتوں کو غور سے پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو جنون لاحق نہیں ہو گا، اور عقل میں فتور نہیں آئے گا، اور یہ آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ للکارتا ہے کہ لوگوں کو اگر اس میں شک ہو تو وہ آپ ﷺ کے قول و فعل اور حرکات و سکنات غرض ہر معاملے میں غور کر کے دیکھیں، تب وہ سب جان لیں گے کہ آپ کو کسی قسم کا نفسیاتی مرض لاحق نہیں ہے۔

جادو پارٹی کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ منہ توڑ جواب دیتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

کہہ دیجیے کہ میں تمہیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم دو دو یا اکیلے اکیلے اللہ کے واسطے وقت نکال کر غور کرو کہ تمہارے ساتھی کو (یعنی مجھے) کوئی جنون نہیں، وہ تو سخت عذاب (کے آنے) سے پہلے تم کو خبر دار کرنے والا ہی ہے۔ (سبا34: آیت نمبر46)

اللہ تعالیٰ للکارتا ہے: اے وہ لوگو جو یہ کہتے ہو کہ نبی پر جادو کیا گیا جس سے آپ نفسیاتی مریض بن گئے، تم ایک ایک یا دو دو آکر نبی کو ٹیسٹ کر کے دیکھو۔ ہر ایک جس قسم کا چاہے سوال کر کے معلوم کر لے۔ آپ ﷺ کیا نفسیاتی مریض کی طرح جواب دے رہے ہیں یا پھر بہت جاننے والے، نہایت دانا اور بڑے ہی سمجھ دار کی طرح جواب دے رہے ہیں؟ اگر آزما کر اور امتحان لے کر دیکھو گے تو جان لو گے کہ آپ ﷺ کو کسی قسم کا نفسیاتی مرض لاحق نہیں ہے۔

چنانچہ جادو کیے جانے سے آپ ﷺ نفسیاتی مریض بنے رہنے کے متعلق آنے والی روایت، من گھڑت کہانی اور افسانہ ہے جس کو ثابت کرنے کے لیے یہ ایک آیت ہی کافی دلیل ہے۔

اب تک کی بحث سے ہم نے یہ جان لیا کہ بعض حدیثوں میں نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کے سلسلے میں جو باتیں بتائی گئی ہیں، وہ چونکہ اسلام کے بنیادی عقائد اور قرآن کریم کے خلاف واقع ہوی ہیں۔ اس لیے وہ کہانی کے سوا اور کچھ نہیں۔

رہا یہ سوال کہ نبی ﷺ کے سوا دوسرے کو کیا اس جادو منتر سے نقصان پہنچایا جا سکتا ہے؟ آیئے اب اس کے متعلق جانکاری حاصل کر لیں۔

8- نبی ﷺ نے جادو کا انکار کر دیا

اللہ کے نبی ﷺ نے وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ جادو کو نہ مانیں، اور اس کو سچ نہ جانیں۔

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ السُّوَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ عُتْبَةَ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ مَيْسَرَةَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَائِذِ اللهِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ، وَلَا مُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا مُكَذِّبٌ بِقَدَرٍ " (مسند احمد ـ ج45/ص 477)

حضرت ابو درداءؓ نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (ماں باپ کا) نافرمان، جادو کو سچ ماننے والا، ہمیشہ شراب پینے والا، اور تقدیر کا انکار کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

(احمد26212)

نبی کا یہ فرمان کھلے الفاظ میں ہے کہ جو شخص جادو کو مانتا ہے، اس کو برحق سمجھتا ہے، اور اس پر ایمان رکھتا ہے، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ اس کے لیے الفاظ اس طرح استعمال کئے گئے ہیں کہ اس میں کسی قسم کی تاویل کی گنجایش ہی نہیں ہے۔

یہ حدیث بعض دوسرے طریقوں (طرق) سے بھی آئی ہے، جو ضعیف قسم کے ہیں۔ اس لیے وہ سب قابل حجت نہیں ہو سکتے۔ مگر مسند احمد کی مذکورہ حدیث (نمبر 26212) ثابت شدہ اور قابل حجت ہے۔

مسند احمد میں یہ حدیث درج شدہ ہونے کے باوجود، بعض لوگ یہ کہہ کر اس کا انکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ مسند احمد میں اس طرح کی حدیث اس کے اصل نسخے میں نہیں ملتی۔ بلکہ بعد کے دور میں ایجاد کردہ سافٹ ویر کاپی میں اس کو درمیان میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مسند احمد کی طباعت شدہ کتاب میں یہ حدیث نہیں ہے۔

اس لیے ہم نے چھاپہ خانے (مطبع) سے باقاعدہ چھپی ہوی مسند احمد کی ایک فوٹو کاپی اگلے صفحہ پر پیش کی ہے، جس میں آپ وہ حدیث بھی پائیں گے جسے ہم نے ابھی بطور دلیل پیش کیا تھا۔

أرطاة، عن بعض إخوانه، عن أبي الدرداء، عن النبي ﷺ. قال : كل شيء ينقص إلا الشرّ، فإنه يُزَاد فيه .

٢٨٠٣٢ ـ حدّثنا أبو جعفر السويدي. قال: حدثنا أبو الربيع سليمان بن عتبة الدمشقي [١]. قال : سمعت يونس بن ميسرة، عن أبي إدريس عائذ الله، عن أبي الدرداء، عن النبي ﷺ. قال : لا يدخل الجنة عاق، ولا مؤمن بسحر [٢]، ولا مد من خمر، ولا مكذب بقَدَر [٣] .

٢٨٠٣٣ ـ حدّثنا يعقوب. قال: حدثنا أبي، عن أبيه. قال : حدثني أخ لعدي بن أرطاة، عن رجل، عن أبي الدرداء. قال : عهد إلينا رسول الله ﷺ: أنّ أخوف ما أخاف عليكم الأئمة المُضِلُّون [٤] .

٢٨٠٣٤ ـ حدّثنا هيثم بن خارجة. قال : حدثنا أبو الربيع سليمان بن عتبة السلمي، عن يونس بن ميسرة بن حلبس، عن أبي إدريس، عن أبي الدرداء، عن النبي ﷺ، قال : لو غفر لكم ما تأتون إلى البهائم لغفر لكم كثيراً .

(*) ٢٨٠٣٥ ـ حدّثنا هيثم (وسمعته أنا من هيثم) [٥] قال : أخبرنا أبو الربيع، عن يونس، عن أبي إدريس، عن أبي الدرداء. قالوا : يا رسول الله، أرأيت ما نعمل، أمر قد فُرِغَ منه أم شيء [٦] نستأنفه ؟ قال : بل أمر قد فرغ منه ، قالوا : فكيف بالعمل يا رسول الله ؟ قال : كل امْرِىءٍ مهيأ لما خلق له .

---

(١) تحرف في الميمنية إلى : «أبو الربيع، حدثنا سليمان بن عتبة الدمشقي» والصواب حذف : «حدثنا» كما جاء في الأصول و«جامع المسانيد» ٥/ الورقة ١٠٧ و«أطراف المسند» ٢/ الورقة ١٣٣ .

(٢) قوله: «ولا مؤمن بسحر» لم يرد في الميمنية والأصول، وأثبتناه عن «جامع المسانيد» و«أطراف المسند».

(٣) أخرجه ابن ماجة (٣٣٧٦).

(٤) أخرجه الطيالسي (٩٧٥).

(٥) القائل: «وسمعته أنا من هيثم» هو عبد الله بن أحمد بن حنبل.

(٦) في الميمنية: «أمر» وفي الأصول و«جامع المسانيد» ٥/ الورقة ١٠٨ : «شيء».

کسی کتاب میں کوئی بات یا حدیث چھوٹ گئی ہے؟ یا کچھ اضافہ ہوا ہے؟ یہ معلوم کرنے کے کئی طریقے ہیں جن سے ہم کمی بیشی کا قطعی علم حاصل کرلیتے ہیں۔

حدیث کی کتابیں دو قسموں میں پائی جاتی ہیں۔ جن میں ایک قسم یہ ہے کہ کتاب کے مرتب(امام) نے جن حدیثوں کو جمع کیا ہے، انہیں درج کرکے کتابی شکل میں محفوظ کردیا ہے۔ یہی اصل اور مرجع ہے۔

پھر جب ان کتابوں کی نقلوں میں اختلاف پیدا ہوجائے، تو مرتب(امام) نے اس حدیث کو کس طرح اور کن الفاظ کے ساتھ درج کیا ہے؟ یہ دیکھنے کے لیے ان کی اصل کتاب کی طرف رجوع کریں گے۔ اوراس کی بنیاد پر فیصلہ کریں گے کہ کونسا صحیح ہے؟ اور یاد رہے کہ امام حدیث نے اپنی جمع کردہ حدیثوں کی کتابوں کو اپنے پاس موجود پرانے زمانے کے قدیم قلمی نسخوں ہی سے اٹھاکر لکھے ہوں گے۔

اور حدیث کی کتابوں کی دوسری قسم یہ ہے کہ جمع کردہ حدیثیں جو کئی کتابوں میں درج کی گئی ہیں، انہیں مضمون اور باب کے لحاظ سے ترتیب دیا جاتا ہے۔

المسند الجامع اسی قسم کی ایک کتاب ہے، جس میں احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد وغیرہ کی کتب احادیث سے مختلف ابواب کے تحت حدیثیں جمع کرکے مرتب کی گئی ہیں۔ ہم نے مسند احمد کے حوالے سے جو حدیث پیش کی ہے وہ بھی اس کتاب(المسند الجامع) میں درج کی گئی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ حدیث مسند احمد میں ہے۔ ملاحظہ ہو:

عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَائِذِ اللهِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ، وَلاَ مُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ، وِلاَ مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلاَ مُكَذِّبٌ بِقَدَرٍ.- لفظ هشام بن عمار: لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ. أخرجه أحمد 441/6 (28032) المسند الجامع (449/33)

المسند الجامع کے مرتب نے اس حدیث کو مسند احمد میں دیکھنے پر ہی اپنی کتاب میں نقل کرکے جمع کیا ہے، نیز یہ کتاب ترتیب دیتے وقت اُس دور میں سافٹ ویر کاپی نہیں تھی۔ اس لیے یہ یقینی بات ہے کہ مذکورہ حدیث "احمد" میں ہی ہے۔

اسی طرح الجامع الصحیح نامی کتاب میں بھی ذکر کیا گیا ہے کہ یہ حدیث احمد میں درج شدہ ہے۔

(حم) , وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ - رضي الله عنه - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم: " لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ، وَلَا مُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا مُكَذِّبٌ بِقَدَرٍ " (1) الجامع الصحيح للسنن والمسانيد

(2:619، بترقيم الشاملة آليا)

مذکورہ کتاب کے مرتب نے اپنے زمانے میں دستیاب مسند احمد کے قلمی نسخے کی نقل دیکھ کر ہی اس کو مرتب کیا ہو گا۔

ابن کثیرؒ کی کتاب "جامع المسانید" میں یہ حدیث پائی جاتی ہے۔

حدثنا أبو جعفر السويدى، حدثنا أبو الربيع سليمان بن عبيد الدمشقى، سمعت يونس بن ميسرة، عن أبى إدريس عائذ الله، عن أبى الدرداء، عن النبى - صلى الله عليه وسلم - قال: «لا يدخل الجنة عاق، ولا مؤمن بسحر، ولا مدمن خمر ولا مكذب بقدر» (1) . جامع المسانيد والسنن (335/9)

حافظ ابن حجرؒ کی "اطراف المسند" نامی کتاب میں بھی یہ الفاظ وضاحت کے ساتھ پائے گئے ہیں۔

7977 -[ق] حديث: لا يدخل الجَنَّةَ عاقٌّ، ولا مؤمنٌ بسحْرٍ، ولا مُدْمِنُ خَمْرٍ، ولا مُكَذِّبٌ بقَدَر. (6: 441) حَدَّثَنا أبو جعفر السويدي، ثنا أبو الربيع سليمان بن عُتْبَة الدمشقي، سمعتُ يونس بن مَيْسَرة، عنه بهذا.

اطراف المسند المعتلي بأطراف المسند الحنبلي (149/6)

ان بزرگوں نے اپنے دور میں جو قلمی نسخے ملے، انہیں سامنے رکھ کر ہی اپنی کتاب میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اس لیے اگر کسی ایک طباعت شدہ نسخے میں یہ حدیث نہ ملے، تو اہل علم یہی فیصلہ کریں گے کہ یہ حدیث اس میں چھوٹ گئی ہے۔

جن علمانے قدیم زمانے کے قلمی مخطوطات کی نقول دیکھ کر حدیثیں جمع کیں، انہوں نے جب مسند احمد کی حدیثیں چھپوائیں اور زیور طباعت سے آراستہ کرنے کے لیے مراجعہ کیا اور حدیثیں اصلی نسخہ کے مطابق جمع کیں، تو اوپر ہم نے جو حدیث پیش کی اس کو بھی مسند احمد میں ہونے کا ذکر کیا ہے۔

اسی سند کے ساتھ حدیث کو ابن عساکر نے اپنی کتاب "تاریخ دمشق" میں نقل کیا ہے۔ اس میں بھی "مُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ" (جادو کو سچ ماننے والا بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا) کے الفاظ آئے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

وحدثني ابي (8) نا أبو جعفر السويدي نا أبو الربيع سليمان بن عتبة الدمشقي قال سمعت يونس بن ميسرة عن أبي إدريس عائذ الله عن أبي الدرداء عن النبي (صلى الله عليه وسلم) قال لا يدخلن الجنة عاق ولا مؤمن بسحر (9) ولا مدمن خمر ولا مكذب بقدر۔

(تاريخ دمشق 135/56)

ابن عساکرؒ نے مسند احمد کی مذکورہ حدیث، امام احمدؒ کی سند ان تک کس کے ذریعہ پہنچی، وہ بھی بتادیا۔ اس راوی کا سلسلہ سند ملاحظہ ہو:

أخبرنا أبو القاسم بن الحصين أنا أبو علي بن المذهب أنا أبو بكر بن مالك أنا عبد الله حدثني أبي (6) نا محمد بن النوجشان وهو أبو جعفر السويدي نا الدراوردي حدثني زيد بن أسلم (7) عن أبي واقد الليثي عن أبيه أن النبي (صلى الله عليه وسلم) قال لأزواجه في حجة الوداع هذه ثم ظهور الحصر قال وحدثني ابي (8) نا أبو جعفر السويدي نا أبو الربيع سليمان بن عتبة الدمشقي قال سمعت يونس بن ميسرة عن أبي إدريس عائذ الله عن أبي الدرداء عن النبي (صلى الله عليه وسلم) قال لا يدخلن الجنة عاق ولا مؤمن بسحر (9) ولا مدمن خمر ولا مكذب بقدر أخبرنا أبو القاسم النسيب وابو الحسن المالكي قالا نا وابو منصور بن زريق۔

(تاريخ دمشق لابن عساكر 135/56)

اگر ایک طباعتی نسخے میں مذکورہ حدیث نہ ہو، مگر دوسرے نسخے میں وہ درج ہو، تو ہم نے جیسا کہ اوپر بتایا اس طریقے کو اپناتے ہوئے دیگر کتابوں کی مدد سے ہی صحیح بات اور حقیقت کی جانکاری ہوسکتی ہے۔

اس طریقے سے مسند احمد کے ایک طباعتی نسخے میں اگر یہ حدیث نظر نہ آئے، تو یہ فیصلہ کیاجائے کہ نقل کرنے والے نے (غفلت میں) اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے مذکورہ دلائل ہی کافی ہیں۔

جب ہم نے احمد کی روایت میں وہ الفاظ دوسرے طرق سے ثابت کردیا جس کا کوئی انکار کرہی

نہیں سکتا۔ تو اب (جادو کے قائل) لوگ ایک نیا دعوا پیش کرتے ہیں کہ یہ حدیث مسند احمد تو ہے مگر ضعیف ہے، قابلِ قبول نہیں۔

واضح رہے کہ اس کی سند میں ابو جعفر السُویدی نامی ایک راوی آتے ہیں، جن کے بارے میں امام ابو داؤد السجستانیؒ نے کہا کہ یہ راوی قابل بھروسا اور ثقہ ہے۔ اس کے باجود حدیث کے معاملے میں شک کرنے والے تھے۔

وہ لوگ یہ قول بتا کر اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے راوی ابو جعفر کی حدیث میں شک کرنے کی بات کو صحیح طریقے سے سمجھنے کے بجائے الٹا سمجھا اور الٹی سمجھ کی وجہ سے فیصلہ بھی غلط نکلا۔

اس راوی کے حدیث میں شک کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی روایت کردہ حدیثیں مشکوک اور محل نظر ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ رواي یعنی ابو جعفر جو حدیثیں سنتے ہیں ان میں شک ظاہر کرتے، اگر انہوں نے سو حدیثیں سنیں، تو وہ ان سب کو سناتے اور روایت کرتے نہیں، بلکہ ان میں کئی شبہات کا اظہار کرکے، صرف ان دس حدیثوں کو ہی روایت کرتے جن میں ان تمام شبہات کا ازالہ اور حل پیش کیا گیا ہے۔

اس راوی کو تھوڑا بھی شک آئے، اور شبہ پیدا ہو، تو ایسی کوئی بھی حدیث وہ ہرگز روایت نہیں کرتے۔ بلکہ جن حدیثوں میں ان کو کوئی شک نہیں آتا، شبہ نہیں ہوتا، صرف ان کو روایت کرتے ہیں۔ تو اس راوی کے احتیاط پر جو تعریفی کلمات اور مدح خوانی ہوی، اس کو ان لوگوں نے الٹا سمجھ لیا۔

اس راوی کے تعلق سے امام احمد بن حنبلؒ کا قول قابل ذکر ہے، ملاحظہ ہو:

حدثنا عنه احمد بن حنبل، وكان صاحب شكوك۔ رجع الناس من عند عبدالرزاق بثلاثين ألف حديث، ورجع بأربعة آلاف۔

(تاریخ الاسلام للذہبی 453/5)

یہ صاحب (ابو جعفر سُویدی) شک کرنے والے تھے۔ دوسرے لوگوں نے عبد الرزاق سے تیس ہزار حدیثیں حاصل کیں، مگر یہ صاحب نے چار ہزار حدیثیں ہی حاصل کیں۔

یعنی تیس ہزار حدیثوں میں چوبیس ہزار حدیثوں کو چھوڑدے کر صرف چار ہزار حدیثوں کی روایت کرنا، اس راوی (ابو جعفر) کے حد درجہ احتیاط برتنے کی طرف اشارہ کررہاہے۔ نیز امام ذہبی اور ابوداود صنعانی وغیرہ نے بھی اس راوی کو قابل بھروسااور ثقہ کہاہے۔

اس کے بعد اس حدیث کا انکار کرنے والے لوگ ایک اور راوی سلیمان بن عتبہ کو ضعیف کہہ کر بولتے پھر رہے ہیں۔ دراصل وہ ضعیف راوی نہیں۔

اس راوی کے قابل بھروسا ہونے پر فن حدیث کے ائمہ نے سرٹیفکیٹ دی ہے۔ چنانچہ دحیم، ابوحاتم، ابوذرعہ، ہیثم بن خارجہ۔ ہشام بن عمار، ابن حبان، ابن حجرؒ اور ذہبیؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ راوی (سلیمان بن عتبہ) ثقہ ہے۔

البتہ یحیی بن معین نے ہی ان پر جرح کی ہے۔ مگر مناسب وجہ نہیں بتائی یا کہ وہ کس بنا پر ناقابل قبول اور مجروح ہے؟ کئی ثقہ حضرات کے قول خلاف صرف یحیی بن معین نے وجہ بتائے بغیر، عمومی طور پر جرح کی ہے، تو یہ جرح فن حدیث کی رو سے قابل رد ہے۔

اس لیے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حدیث صحیح اور قابل حجت ہے۔

جادو کو ماننے والا، اس پر ایمان رکھنے والا کسے کہتے ہیں؟ اس سے کیا مراد ہے؟ اس کا صحیح مطلب جاننا ضروری ہے۔ کیونکہ جادو کے نام سے جو دھوکا، فریب، مکاری، چال بازی اور شعبدہ بازی ہوتی ہے، اسے ہم بھی جانتے ہیں۔ یہ حدیث وہ بات نہیں کہتی، اور اس سے وہ مراد بھی نہیں۔ بلکہ اس سے مراد جادو سے تاثیر پیدا کرنے کا عقیدہ رکھنا ہے۔

الفاظ کی اسی ترکیب کے ساتھ یعنی " جادو پر ایمان رکھنے والا" کی طرح ذیل میں نبی ﷺ کا فرمان "ستارے پر ایمان رکھنے والا "آیاہے۔ جس سے ہم اس کا مطلب آسانی کے ساتھ سمجھ سکتے ہیں۔ پوری حدیث یوں ہے:

1038-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاَةَ الصُّبْحِ بِالحُدَيْبِيَةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: " أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالكَوْكَبِ" (البخاری)

حضرت زید بن خالد جہنیؓ نے بیان کیا: اللہ کے رسول ﷺ نے حدیبیہ میں ہم کو صبح کی نماز پڑھائی۔ رات کو بارش ہو چکی تھی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا معلوم ہے؟ تمہارے پروردگار نے کیا کہا؟ صحابہ نے کہا: اللہ اوراس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پروردگار کہتا ہے: آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی، ایک مومن اور ایک کافر۔ جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی مہربانی سے ہم پر بارش ہوی، تو وہ مجھ پر ایمان لایا، اور ستاروں کا انکار کر دیا۔ اور جس نے کہا فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہی (ہم پر بارش برسی)، اس نے میرا انکار کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔ (بخاری: 1038)

اس حدیث میں کہا جارہا ہے کہ ستاروں پر ایمان نہ رکھا جائے۔ اگر کوئی یہ مانے کہ ستارے موجود ہیں، تو اس میں کوئی غلطی نہیں۔ نبی ﷺ کا یہ فرمان اس کا انکار نہیں کرتا، اس کے برعکس یہ سمجھنا کہ ستاروں کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ ان کے ذریعہ آیندہ پیش آنے والے معاملات اور واقعات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، اوران سے دوسروں کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے، اس طریقے سے ماننے، اوران کی تاثیر کا عقیدہ رکھنے سے یہ حدیث انکار کرتی ہے۔

اگر کوئی اس بنیاد پر ستارے کو مانتا اور اس پر یقین رکھتا ہے، تو وہ حقیقت میں اللہ کو نہیں مانتا، بلکہ ستارے پر ایمان رکھتا ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی اگر جادو کو مانے، تو وہ جنت میں نہیں داخل ہو سکتا۔

جو یہ کہتے ہیں کہ جادو کا اثر ہوتا ہے انہیں یہ حدیث زمین پر دے مارتی اور موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔

جادو کے اثر کو ماننے والا، جادو منتر کی تاثیر پر یقین رکھنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ یہ جملہ قرآنی آیتوں کے مطابق بہت وضاحت کے ساتھ واقع ہوا ہے۔

9-جادو، ٹونا اللہ کی نظر میں

قرآن کریم میں جادو (سحر)، جادو کرنے والا (ساحر)، اور جادو کیا گیا، سحر زدہ (مسحور) جیسے الفاظ کئی جگہوں پر استعمال ہوئے ہیں۔

یہ الفاظ بعض جگہوں پر اس معنے میں استعمال ہوا ہے کہ جادو کا اثر ہو گا، اس سے تاثیر پیدا ہو گی، مگر دوسرے مقامات میں اس کے برعکس اس معنے میں استعمال ہوا ہے کہ جادو سے تاثیر پیدا نہیں کی جاسکتی، وہ کسی پر اثر نہیں دکھا سکتا اور جادو منتر سے کسی کا نقصان نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ وہ تو صرف دھوکا، مکاری اور شعبدہ بازی ہے۔

جادو کی تاثیر کو ماننے والے لوگ، اپنے موقف کو مدلل بنانے کے لیے اس کی تائید کرنے والی آیتوں کو پیش کر کے ثابت کرتے ہیں کہ جادو منتر سے تاثیر پیدا کی جاسکتی ہے، اور دوسروں کا بگاڑ بھی کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کبھی الٹی، خلاف اور متضاد باتیں نہیں کرتا۔ اس کا خیال رکھتے ہوئے جب ہم جادو کے متعلق آنے والی تمام آیتوں کا تحقیقی جائزہ لیں گے، تب جان لیں گے کہ جادو پارٹی کے لوگوں نے قرآن کو صحیح سمجھنے میں غلطی کی۔ اور غلط فہمی کی وجہ سے وہ خلافِ حقیقت غلط سلط دعوا کر رہے ہیں۔

آیئے اس کے تعلق سے تفصیلی جائزہ لیں گے۔

جب انبیاء کرام نے قوم والوں کو توحید کا درس دیا، آخرت کے بارے میں خبر دار کیا، اور کئی نصیحتیں کیں، تو جو لوگ ان باتوں کو ماننے سے انکار کر رہے تھے، انہوں نے سمجھا کہ نفسیاتی مرض ہی

کی وجہ سے وہ نبی اس طرح بے تکی باتیں کرتے ہیں۔ نفسیاتی مرض لاحق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ چنانچہ انبیائے کرام کی تعلیمات کا انکار کرنے والوں نے کہا: نبیوں پر جادو کیا گیا ہے جس سے ان کو جنون لاحق ہو کر فضول باتیں اور بکواس کرتے ہیں۔

اس بات کو قرآن نے کئی آیتوں میں نقل کیا ہے۔ مثال کے طور پر قوم ثمود نے اپنے نبی صالح علیہ السلام کے تعلق سے کہا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ ذیل کی آیتیں اس کی وضاحت کرتی ہیں: وہ لوگ کہنے لگے، تم تو سحر زدہ آدمی ہو۔ (الشعراء 26: آیت نمبر 153)

اسی طرح شعیب علیہ السلام کو کہا گیا: تم پر جادو کر دیا گیا ہے۔ (الشعراء 26: آیت نمبر 185)

نبی نوح علیہ السلام کو بھی کافروں نے یہی لقب دیا۔ عقل میں فتور آگیا ہے، دیوانے ہیں کہ بے سمجھی کی باتیں کر رہے ہیں۔

ان سے پہلے نوح کی قوم نے (اس حقیقت کو) جھوٹ سمجھا۔ تو انہوں نے ہمارے بندے کو جھوٹا کہا۔ اور کہنے لگے: "یہ دیوانہ (مجنون) ہے"۔ اور (ان کو) جھڑکا گیا۔ (القمر 54: آیت نمبر 9)

موسیٰ علیہ السلام کو بھی جادو اور پاگل پن سے جوڑ دیا گیا۔

اور موسیٰ (کے واقعے) میں (بھی سبق) ہے۔ جب ہم نے ان کو واضح دلیل دے کر فرعون کے پاس بھیجا، تو اس نے اپنی (فوجی) طاقت کے سبب منہ موڑا۔ اور کہنے لگا کہ "یہ آدمی جادوگر یا دیوانہ ہے"۔ (الذاریات 51: آیت نمبر 38،39)

انبیاے کرام نے اپنی قوم والوں کو دینِ اسلام کا پیغام سنایا، تو دشمنوں نے کہا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔

جادو کے قائلین ان آیتوں سے جو دعوا پیش کرتے ہیں، پہلے اسے معلوم کرلیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ انبیاے کرام نفسیاتی مرض میں مبتلا ہو کر جو بے تکی باتیں کرنے لگے، اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہی دشمنوں نے سحر زدہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ لفظ جادو کو وہ لوگ نفسیاتی مرض کے معنی میں استعمال کر رہے تھے۔ اسی لیے وہ اس طرح کہہ رہے تھے۔

نیز ان کا کہنا یہ ہے کہ مذکورہ آیتوں میں سحر زدہ، اور جادو کیا گیا وغیرہ الفاظ اس معنے میں

آئے ہیں کہ جادو کا اثر ہوتا ہے، جادو سے تاثیر پیدا کی جاسکتی ہے، اور جس پر جادو کیا جاتا ہے، وہ اس سے متاثر ہوتا ہے۔ چنانچہ جادو کی تاثیر ثابت کرنے کے لیے مذکورہ آیتیں ہی دلیل کے لیے کافی ہیں۔

یہ دعوا جادو پارٹی کا ہے۔ مگر یہ عقل مندوں کے پیش کردہ دعوا کی طرح نہیں ہے۔ کیونکہ سحر زدہ کا یہ مطلب اللہ نے نہیں بیان کیا۔ بلکہ نادان لوگوں نے اس کو جس قسم کا معنیٰ دے رکھا تھا اس کو اللہ تعالیٰ مذکورہ آیتوں میں صرف نقل کر رہا ہے۔ یعنی انہوں نے جو تصور کر رکھا تھا اس کے لیے وہ آیتیں دلیل ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جادو کا جو بھی معنیٰ وہ بیان کرتے ہیں وہی معنیٰ اللہ کے پاس بھی ہے۔

اللہ کا انکار کرنے والوں نے یقین مانا کہ جادو کو قدرت ہے۔ تو ان کی سمجھ اور خیال کے مطابق اس جادو کے تعلق سے بول بھی رہے تھے۔ اس لیے اس قسم کی تمام آیتوں کے بارے میں ہم کو یہی سمجھنا چاہیے کہ یہ ان کا خیال اور نظریہ ہے۔ عقل مند لوگ یہ بات سمجھ جائیں گے۔

نبی پر جادو کیا گیا ہے، وہ سحر زدہ ہے۔ یہ جملہ کس نے کہا؟ اللہ تعالیٰ نہیں کہا۔ بلکہ دشمنوں نے کہا تھا۔ اللہ نے تو بس ان کی بات کو نقل کیا ہے۔

کافروں نے جادو کے بارے میں اپنے عقیدے اور نظریے کے مطابق بول رہے تھے۔ یاد رکھیے کہ ان کا بول، اللہ کی بات نہیں۔

کافروں نے اپنے دل میں جمائے ہوئے یقین اور اعتقاد کے مطابق جو کچھ کہا، اسے اگر اللہ تعالیٰ بیان کرے اور اس کا حوالہ دے، تو سمجھ لیں کہ یہ کافروں کا عقیدہ ہے۔

کافروں نے کہا کہ بتوں کو قدرت حاصل ہے۔ وہ نقصان پہنچاتے ہیں ان کی اس بات کو اللہ تعالیٰ نقل کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

(وہ کہنے لگے کہ) ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بعض معبودوں کی مار تم پر پڑ گئی ہے۔ ہود نے کہا کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم لوگ بھی گواہ رہو کہ میں اللہ کو چھوڑ کر تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے بیزار ہوں۔ اس لیے تم سب مل کر میرے خلاف سازش کرو اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔

(ھود11: آیت نمبر55,54)

یہ آیت پڑھنے کے بعد کیا آپ یہ مطلب لیں گے کہ بت کو قدرت واختیار ہے؟ نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ بت کا نقصان پہنچانے کے بارے میں کافروں نے ہی کہا تھا۔

فرعون نے کہا تھا کہ میں ہی سب سے بڑا رب ہوں۔ اس کی اس بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نقل کیا ہے۔ اس لیے کیا کوئی یہ کہے گا کہ فرعون کو اللہ نے ہی خدا کہا ہے؟ ہر گز نہیں۔ مگر جادو کو ماننے والے یہی غلطی کر رہے ہیں یعنی کافروں کے بول کو اللہ تعالیٰ کی بات سمجھ کر دعوا کر رہے ہیں۔

کافروں نے نبیوں کو جو سحر زدہ کہا وہ نفسیاتی مرض ہی کے معنیٰ میں کہا مگر اللہ تعالیٰ نے جادو کے لفظ کو جہاں اپنی طرف سے، اور اپنی بات کی حیثیت سے پیش کیا، وہاں پر اس معنے میں استعمال نہیں کیا۔ آگے ہم اس کا مناسب موقع پر وضاحت کریں گے۔

انبیائے کرام کی نصیحتوں کو سننے پر قوم والوں نے جس طرح انہیں سحر زدہ کہا، اسی طرح ساحر، جادو گر بھی کہا۔ انہوں نے اپنی نبوت ورسالت کی دلیل کے طور پر جو معجزہ قوم کے سامنے پیش کیا، اس کو بھی قوم والوں نے سحر، جادو کہا۔

نبی نے واقعی ایسا معجزہ دکھایا جسے کرتب اور شعبدہ بازی نہیں کہا جا سکتا، اس کے باوجود قوم والوں نے اس کا انکار کرنے کے لیے یوں کہا کہ یہ تو سحر جادو ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے کئی مقامات پر ان کی اس بات کو نقل کرتا ہے، ملاحظہ ہو:

یاد دلایئے جب اللہ نے (عیسیٰ سے) کہا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! میرے احسان کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیا ہے۔ اور میں نے روح القدس (یعنی جبریل) کے ذریعہ تم کو مضبوط بھی کیا۔ تم نے جھولے میں بھی، اور جوانی میں بھی لوگوں سے باتیں کیں۔ اور یاد کرو کہ میں نے تم کو کتاب، حکمت، تورات اور انجیل سکھائی۔ اور یاد کرو کہ تم نے میری مرضی کے مطابق چکنی مٹی سے پرندہ کی شکل بنا کر اس میں پھونک دیا، اور وہ میری مرضی کے مطابق سچ مچ پرندہ بن گیا۔ اور تم نے میری مرضی کے مطابق پیدائشی اندھے اور سفید داغ والے کو اچھا کر دیا، اور تم نے مُردوں کو میری

مرضی کے مطابق (زندہ) نکالا۔ اور یاد کرو کہ جب تم بنی اسرائیل کے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے، تو ان میں سے (اللہ کا) انکار کرنے والوں نے کہا کہ یہ کھلے جادو کے سوا اور کچھ نہیں، اس وقت میں نے ہی تم کو ان سے بچایا تھا۔ (المائدہ 5: آیت نمبر 110)

اور یاد دلایئے جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا: اے اسرائیل کی اولاد! (بنی اسرائیل!) میں تمہارے پاس اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں۔ مجھ سے پہلے گزری ہوی تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں۔ اور ایک رسول کی خوش خبری (بشارت) دیتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے، جن کا نام احمد ہو گا۔ پھر جب وہ (رسول) واضح دلائل لے کر آ گئے، تو کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے۔ (الصف 61: آیت نمبر 6)

موسیٰ نے کہا کہ جب تمہارے سامنے سچائی آ گئی، تو کیا تم اس کو جادو کہتے ہو؟ جادو گر کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ (یونس 10: آیت نمبر 77)

اس نے پوچھا۔ "اے موسیٰ! کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ اپنے جادو کے ذریعے سے ہمیں ہماری سرزمین سے نکال باہر کر دو؟ (طٰہٰ 20: آیت نمبر 57)

(اور کہا کہ) یہ اپنے جادو کے ذریعہ تم کو تمہاری زمین سے نکال دینا چاہتا ہے، تو تم لوگ کیا حکم دیتے ہو؟ (الشعراء 26: آیت نمبر 35)

اور آپ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالیے، وہ کسی عیب (تکلیف یا بیماری) کے بغیر، سفید چمکتا ہوا نکلے گا۔ نو نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس (جایئے)۔ وہ نافرمان لوگ ہیں۔ پھر جب ان کے پاس آنکھیں کھول دینے والی ہماری نشانیاں آئیں، تو وہ کہنے لگے کہ یہ کھلا جادو ہے۔ (النمل 27: آیت نمبر 13,12)

پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری واضح نشانیاں لے کر آئے، تو وہ کہنے لگے: یہ تو گھڑا ہوا جادو ہے۔ اس کے بارے میں ہم نے اپنے اگلے باپ دادوں سے کبھی نہیں سنا۔ (القصص 28: آیت نمبر 36)

پھر جب ہماری طرف سے سچائی ان کے پاس آ پہنچی، تو کہنے لگے: "جیسی (نشانیاں) موسیٰ کو دی گئی تھیں، ویسی اس کو کیوں نہیں دی گئیں؟ کیا جو (نشانیاں) اس سے پہلے موسیٰ کو دی گئی تھیں،

ان لوگوں نے ان کا انکار نہیں کیا؟ بل کہ کہنے لگے کہ دونوں جادو ہیں جو ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔"
اور کہتے ہیں کہ ہم سب کا انکار کرتے ہیں۔ (القصص 28: آیت نمبر 48)

(فرعون) بولا: کیا میں تم کو اجازت دینے سے پہلے ہی، اس پر ایمان لے آئے ہو؟ وہی تمہارا بڑا استاد (گرو) ہے، جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ (طٰہٰ 20: آیت نمبر 71)

کیا لوگوں کو ان باتوں پر تعجب ہے کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک شخص کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو خبر دار کیجیے اور ایمان لانے والوں کو خوش خبری دے دیجیے کہ ان کے نیک اعمال (کا بدلا) ان کے پروردگار کے پاس ہے؟ (ہمارا) انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ (شخص) کھلا جادوگر ہے۔ (یونس 10: 2)

اسی طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے پاس جو رسول بھی آیا، تو انہوں نے اس کو جادوگر یا دیوانہ ہی کہا۔ (الذاریات 51: آیت نمبر 52)

جادو پارٹی کے لوگوں نے جادو منتر کو ثابت کرنے کے لیے پہلے جس طرح کافروں کے قول کو دلیل میں پیش کیا کہ انبیاء پر جادو کیا گیا ہے، وہ سحر زدہ ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ انبیا کے جادوگر اور ساحر ہونے کے متعلق بھی کافروں کی مذکورہ باتیں ہی اپنے دعوا کے اثبات میں بطور حجت پیش کرتے ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ انبیا کے معجزات دیکھنے پر قوم والوں نے اس کو جادو قرار دیا۔ تو اس سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ جس طرح انبیا نے کر دکھایا، اسی طرح کے کام جادو منتر سے بھی ممکن ہے۔ اس لیے قوم والوں نے ایسا کہا۔

جادو پارٹی کہتی ہے کہ نبی موسیٰ علیہ السلام کے لاٹھی ڈالنے پر جب وہ سانپ بن گئی، تو اس کو دیکھ کر ناظرین نے جواب دیا کہ ایسا تو جادوگر بھی کر سکتا ہے۔ ان کے جواب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جادو سے بھی معجزہ اور کرامت دکھایا جا سکتا ہے۔ غرض مذکورہ قرآنی آیتوں سے ہم جادو کا یہ مطلب سمجھ سکتے ہیں۔

یہ بھی ان کے پہلے دعوے کی طرح ہے ۔ کافروں نے سمجھا کہ جادو سے کچھ بھی کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسی معنیٰ ومفہوم میں کہا تھا جس میں کوئی شک نہیں۔

مگر کافروں نے اپنے خیال، نظریہ اور عقیدے کے مطابق جو جملہ استعمال کیا تھا، وہ کس طرح دین میں ثبوت ہو سکتا ہے؟ اس اہم اور بنیادی مسئلہ کو جادو پارٹی کے لوگ نہیں جانتے۔

جادو کو ماننے والوں نے آج جو سمجھ رکھا ہے کہ اس جادو منتر سے جو چاہے کیا جاسکتا ہے، بالکل اسی طرح اس سے پہلے کے دور میں بھی خیال کیا جارہا تھا۔

جادو کا اثر ہوتا ہے ،اور جادو سے تاثیر پیدا کی جاسکتی ہے، حرکت و عمل کو موقوف کیا جاسکتا ہے، جادو سے عقل میں فتور آسکتا ہے، اور پاگل پن اور جنون بھی لاحق ہو سکتا ہے۔ غرض ایسی باتیں ثابت کرنے کے لیے مذکورہ آیتیں کبھی دلیل نہیں بن سکتیں۔ بلکہ وہ آیتیں اس بات کے لیے دلیل بنتی ہیں کہ کافروں نے جادو کو کیا سمجھ رکھا تھا۔

جادو کے بارے میں کافروں کا عقیدہ کیا ہے؟ وہ تو ابھی گزرا اب آیئے۔ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں جادو کیا ہے؟ اس کی حقیقت وماہیت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: ملاحظہ ہو۔

اور اپنا ہاتھ (گریبان سے) باہر نکال دکھایا، تو اسی وقت وہ دیکھنے والوں کو سفید چمکتا ہوا دکھائی دینے لگا۔ فرعون کی قوم کے سربراہ (عمائدین) کہنے لگے کہ یہ تو بڑا ماہر جادو گر ہے جو تم کو تمہاری سر زمین سے نکال باہر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، تو تم لوگ کیا حکم دیتے ہو؟ انہوں نے (فرعون سے) کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی کو مہلت دیجیے۔ اور شہروں میں اکٹھا کرنے والوں کو (یعنی نقیبوں کو) بھیج دیجیے کہ ہر ماہر جادوگر کو آپ کے پاس لے آئیں۔ چنانچہ جادوگر فرعون کے پاس آگئے اور پوچھنے لگے کہ اگر ہم جیت گئے، تو کیا ہم کو کوئی انعام ملے گا؟ (فرعون نے) کہا کہ ہاں! تم (میرے) مقرب لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ اے موسیٰ! یا تو تم (شعبدہ کی چیز پہلے) ڈالو، یا ہم

لوگ ہی ڈالیں؟ (موسیٰ نے) کہا کہ تم لوگ ہی ڈالو۔ پھر جب انہوں نے (اپنے شعبدہ کی چیزیں) ڈالیں، تو لوگوں کی آنکھوں پر نظر بندی کر دی، اور ان لوگوں کو خوف زدہ کر دیا اور بہت بڑا جادو لے کر آئے (جس کا مظاہرہ کیا)۔ ہم نے موسیٰ پر وحی کی کہ آپ (بھی) اپنی لاٹھی ڈال دیجیے۔ تو وہ فوراً اژدھا بن کر ان کے کیے ہوئے شعبدہ کو نگل گئی۔ اس طرح سچائی قائم ہو گئی۔ اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے سب بے کار ہو گیا۔ چنانچہ وہ سب وہاں مغلوب ہو گئے، اور ذلیل ہو کر رہ گئے۔ اور جادوگر سجدے میں گر پڑے۔ (الاعراف 7 : آیت نمبر 108-120)

(جادوگر) پوچھنے لگے: "اے موسیٰ! یا تو تم ڈالو یا ہم پہلے ڈالیں؟ (موسیٰ نے) جواب دیا: "نہیں۔ تم ہی ڈالو"۔ تو اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو (کی وجہ) سے موسیٰ کو ایسے دکھائی دینے لگیں جیسے وہ (سانپ کی طرح) پھنکار رہے ہیں۔ تو (یہ دیکھ کر) موسیٰ اپنے دل میں خوف محسوس کر کرنے لگے۔ ہم نے کہا: "آپ ڈریئے نہیں۔ آپ ہی غالب رہیں گے۔" آپ کے داہنے ہاتھ میں جو (لاٹھی) ہے، اسے ڈال دیجیے۔ انہوں نے جو کچھ بنایا ہے، اس کو وہ نگل جائے گا۔ (کیونکہ) انہوں نے جو کچھ بنایا ہے وہ تو جادوگر کا فریب (کرتب) ہے۔ جادوگر جدھر سے بھی آئے کامیاب نہیں ہو گا۔ چنانچہ تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے۔ اور کہنے لگے: "ہم موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر ایمان لائے۔ (طٰہٰ 20: آیت 65-70)

ان آیتوں میں جو باتیں کہی گئی ہیں آپ ان پر غور کریں۔ اللہ تعالیٰ الاعراف 7 : آیت نمبر 116 میں کہتا ہے کہ وہ (سب جادوگر) بہت بڑا جادو لے کر آئے۔

نبی موسیٰ علیہ السلام کے خلاف جو جادوگر مقابلے میں آئے اور صف آرا ہوئے وہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھے۔ بلکہ وہ اپنے فن میں بہت مہارت رکھنے والے تھے۔

پھر انہوں نے جو کر دکھایا وہ بھی کوئی معمولی قسم کا چھوٹا جادو نہیں۔ بلکہ واقعی بہت بڑا جادو لے کر آئے جیسا کہ یہ آیت کہتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بہت ہی بڑے جادو سے جو کر دکھایا، وہ کیا ہے؟

یہ بات قابل توجہ ہے کہ انہوں نے اپنے جادو کے زور سے رسیوں اور لاٹھیوں کو در حقیقت سانپوں میں تبدیل نہیں کیا، سچ مچ سانپ نہیں بنایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سورہ طٰہٰ 20: آیت نمبر 66 میں کہتا ہے کہ انہوں نے سانپوں کی طرح جھوٹی شکل پیش کیا۔

بہت بڑے جادو کے ذریعہ وہ صرف جھوٹی شکل ہی پیش کر سکے۔ اور حقیقت و ماہیت میں کوئی تبدیلی نہ کر سکے۔ جب بہت بڑے جادو کی طاقت اتنی ہی ہے، تو پھر ہم معمولی جادو کا حال معلوم کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورہ طٰہٰ 20: آیت نمبر 69 میں کہتا ہے کہ انہوں نے جو کچھ کیا وہ تو ہیرا پھیری ہے۔ مکر و فریب اور داؤ پیچ ہے۔ کوئی چال چل کر، شعبدہ بازی کر کے آنکھوں کو دکھا سکتے ہیں کہ جادو سے کچھ کر دیا ہے۔

میجک (*Magic*) کے نام سے چالاکی کا ایک فن ہے جس میں فنکار (میجک مین) خفیہ تدبیر اور کمال ہوشیاری کے ساتھ ایسے حیرت انگیز کام کر دکھاتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس فن کے ماہرین ایک آدمی کو لٹا کر کے یا کھڑا کر کے، اس کو کاٹ کر دو ٹکڑے کرنے کی طرح دکھائیں گے۔ کچھ دیر کے بعد کٹے ہوئے ان دونوں حصوں کو جوڑ کر پرانی حالت پر لے آئیں گے۔

مگر حقیقت تو یہ ہے کہ انہوں نے اس آدمی کو اصل میں کاٹا ہی نہیں، کاٹ کر دو ٹکڑے نہیں کیے۔ اس کے باوجود وہ مختلف رنگ برنگ کے چراغوں (لائٹوں) کے ذریعے ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ اور وہ ماہرین اس آدمی کو ٹکڑے کیے بغیر ہی ہماری آنکھوں کو اس طرح دکھاتے ہیں کہ گویا وہ اس کو کاٹ رہے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جادو گر بھی چال چلتے اور دھوکا دیتے ہیں۔ حقیقت میں کچھ بھی نہیں کرتے۔

میجک کرنے والے اپنے کام کے بارے میں صاف کہہ دیں گے کہ یہ سب نظر بندی ہے، مگر جادو گر اپنے کام کے بارے میں اس طرح نہیں کہتے۔ دونوں میں بس یہی فرق ہے۔

میجک مین ایک آدمی کو چارپائی پر لٹا دے گا۔ پھر اسی چارپائی کے چار پاؤں بھی نکال دے گا۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ وہ آدمی گویا خلا میں لٹک رہا ہے۔

حقیقت میں اس طرح نہیں کیا جاسکتا۔ تو پھر یہ کیسے ممکن ہوا؟ دراصل اس چارپائی کو دھات کے مضبوط لمبے مگر باریک ڈورے سے باندھ دیا گیا ہے۔ چونکہ وہ ہماری آنکھوں کو نظر نہیں آتا، اس لیے وہ آدمی خلا میں ٹھہرا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

اسی طرح میجک شو میں ہاتھی کو غائب کر دیں گے۔ وہ کیسے؟ مجمع کے سامنے ہاتھی کو اسٹیج پر لایا جائے گا۔ لائٹ آف کر کے آن کریں گے ہاتھی نہیں رہے گا۔ پھر اسی طرح لائٹ آف کر کے آن کر دیں گے۔ تو پھر وہاں ہاتھی آجائے گا۔ اس کو صرف ایک یا دو لمحے (سکینڈ) میں کر دیں گے۔

سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح ہاتھی کو حقیقت میں نظروں سے غائب کیا جاسکتا ہے؟ ناممکن۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

وہ اصل میں رنگین چراغوں سے ہماری آنکھوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ وہ چونکہ رنگوں کی خاصیت جانتے ہیں کہ بعض خاص رنگ کی روشنی میں بعض خاص رنگ چھپ جائے گا۔ اس لیے وہ ہاتھی کا کالا رنگ چھپانے کے لیے اس کے لائق لائٹ آن کریں گے، تو ہاتھی اسی جگہ قائم رہنے کے باجود ہم کو نظر نہیں آئے گا۔ لیکن وہاں جا کر چھو کر دیکھیں گے تو ہاتھی وہیں پر کھڑا پائیں گے۔

ہماری آنکھیں خبر دیتی ہے کہ سامنے ہاتھی کی شکل نہیں ہے۔ یہ ہے نظر کا دھوکا، نظر بندی۔

اب مذکورہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے جو جملے استعمال کیے ہیں ان پر غور کیجیے۔

1) وہ (نقیب) ہر ماہر جادوگر کو آپ کے پاس لے آئیں گے۔

2) پھر جب انہوں نے (اپنے شعبدے کی چیزیں) ڈالیں، تو لوگوں کی آنکھوں پر نظر بندی کر دی۔

3) اور ان لوگوں کو خوف زدہ کر دیا۔ اور وہ بہت بڑا جادو لے کر آئے۔

4) وہ سب (جادوگر) وہاں مغلوب ہوگئے۔ اور ذلیل ہو کر رہ گئے۔

5) ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو سے موسیٰ علیہ السلام کو ایسے دکھائی دینے لگیں جیسے وہ سانپ کی طرح پھنکار رہے ہیں۔

6) انہوں نے جو کچھ بنایا ہے وہ جادو گر کا فریب (داؤ پیچ) ہے۔

7) جادو گر کامیاب نہیں ہو گا۔

8) سچائی قائم ہو گئی، اور جو کچھ وہ کر رہے تھے سب بے کار ہو گیا۔

مذکورہ آیتوں میں استعمال کیے گئے جملے کیا کہہ رہے ہیں؟ کیا یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جادو جو ہے صرف خیالی بات ہے، جھوٹی شکل ہے، نظر بندی اور شعبدہ ہی ہے۔ حقیقت میں کچھ نہیں ہوا۔ اصلیت وماہیت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوی۔

کیا جادو کی اصلیت اور حقیقت جاننے کے لیے جو کچھ اللہ اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا اس کی طرف رجوع کیا جائے؟ یا کافروں نے نادانی سے جادو کے بارے میں جو کچھ کہا اس کو بطور دلیل مانا جائے؟

جب نبی موسیٰ کی نظر میں، اور خود اللہ کی نظر میں جادو کے معنی دھوکا دہی، نظر بندی، فریب کاری، داؤ پیچ اور ہیرا پھیری کے آتے ہیں، تو جادو کو ماننے والوں نے اس معنے کو چھوڑ دے کر کافروں کی باتوں کو بطور حجت پیش کر کے دعوا کرتے ہیں کہ جادو برحق ہے۔

واضح رہے کہ جادو (سحر) کا لفظ قرآن کریم میں کئی جگہوں پر آیا ہے۔

(1) یہ لفظ کافروں نے استعمال کیا۔

(2) یہ لفظ انبیا نے استعمال کیا۔

(3) اور اللہ تعالیٰ خود اپنے الفاظ کے طور پر استعمال کیا۔

قرآن کی آیتوں میں لفظ "جادو" کو جہاں اللہ نے اپنے الفاظ کے طور پر پیش کیا ہے، کیا وہاں پر جادو کا اثر اور اس کی تاثیر اور نقصان کے متعلق کچھ کہا گیا ہے۔ نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ دو آدمی مدینے کے مشرق کی طرف سے آئے اور خطبہ دیا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا۔ یعنی بے شک بیان میں جادو ہے۔ (صحیح بخاری:5146)

سحر، جادو کے کیا معنی ہیں؟ نبی ﷺ نے اس حدیث کے ذریعہ اس کو واضح کر دیا ہے۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ پلاٹ فارم میں دوائی اور معجون بیچنے والے اپنی جھوٹی باتوں کو سچائی کی طرح اس انداز میں پیش کرتا اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے کہ لوگ اس کو گھیر لیتے ہیں۔ اور اس کی باتوں کو غور سے سننے لگتے ہیں۔ غرض اللہ کے نبی ﷺ نے یہاں پر ہمیں سمجھا دیا کہ پرکشش باتوں سے جھوٹ کو سچ کی طرح پیش کرنا سحر ہے، جادو ہے۔

جادو جو ہے دھوکا دینے کی ایک خفیہ تدبیر، سازش ہے۔ اور جھوٹ ہے۔ ذیل کی ایک آیت ہی اس کی دلیل کے لیے کافی ہے۔

جس دن ان کو دھکے دے کر دوزخ میں ایک دم دھکیل دیا جائے گا۔ یہی وہ دوزخ ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے۔ (ان سے پوچھا جائے گا کہ) کیا یہ جادو ہے؟ یا تم (اس دوزخ کو) دیکھتے ہی نہیں ہو؟ (الطور52:آیت13،14،15)

آخرت میں پوچھ گچھ اور باز پرس ہونے کے بعد، جنتی لوگ جنت میں، اور دوزخی لوگ، دوزخ میں جائیں گے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ دوزخیوں کو دیکھ کر کہے گا: جس (دوزخ) کو تم جھوٹ سمجھ رہے تھے، وہ دوزخ یہی ہے۔ پھر ان سے سوال بھی کرے گا کہ: بتلاؤ! کیا یہ سحر ہے؟ کیا جادو ہے؟

اللہ کے اس سوال سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ سحر (جادو) کا لفظ اللہ کے ہاں کس معنے میں ہے؟

کافر لوگ دنیا میں دوزخ کو جھوٹ قرار دے رہے تھے۔ جھوٹ کی رٹ لگا رہے تھے۔ مگر جب ان کو دوزخ میں دھکیلا جائے گا، اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے "کیا یہ جھوٹ ہے"؟ اس طرح پوچھنے کے بجائے یوں پوچھتا ہے کہ کیا یہ سحر (جادو) ہے؟

یہاں پر جادو کے لفظ کو اللہ تعالیٰ جھوٹ کے معنے میں استعمال کرتا ہے، اور بتلاتا ہے کہ جادو جھوٹ ہے، سچ نہیں۔

کافروں نے سحر (جادو) کے لفظ کو جس معنے میں استعمال کر رہے تھے، اللہ نے اس کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سحر کے معنی یہ ہیں کہ عدم کو موجود کی طرح دکھانے کی چال ہی ہے۔

10- جادو کو ماننا شرک ہے

یہ ماننے پر کہ جادو کا اثر ہوتا ہے، جادو سے تاثیر پیدا کی جاسکتی ہے، اور اس سے دوسروں کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے، اللہ کے ساتھ شریک کرنے کا گناہ لازم آتا ہے۔ وہ کیسے؟ آیئے اس کا جائزہ لیں۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ کسی کو اللہ کا شریک اور ساجھی نہ بنائیں۔ بعض سمجھتے یہ ہیں کہ دو خداوں میں سے اللہ بھی ایک، یا تین خداوں میں ایک اللہ بھی ہے، ایسا عقیدہ رکھنا ہی شرک ہے۔ اگر چہ یہ بھی شرک ہے، مگر شرک اس سے بھی وسیع معنوں میں آتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات اور خصوصیات ہیں۔ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ کی کوئی ایک صفت، فلاں آدمی میں بھی پائی جاتی ہے۔ تو اس خاص صفت کے معاملے میں وہ اس کو اللہ کی طرح سمجھتا ہے۔ یعنی وہ اس صفت میں فلاں آدمی کو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے۔ یہی اس شخص کا شرک ہوا۔

اس حقیقت کو ہم ذیل کی آیتوں سے معلوم کرسکتے ہیں۔

وہ ہمارے لیے مثالیں بیان کرتا ہے۔ اور وہ ہمارا پیدا کرنے کو بھول گیا۔ پوچھتا ہے کہ: ہڈیاں بوسیدہ ہوجانے کی حالت میں ان کو کون زندہ کرے گا؟ (یٰسٓ 36: آیت نمبر 78)

اس کے مانند کوئی چیز نہیں۔ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے (الشوریٰ 42: آیت نمبر 11)

اور اس کے برابر (اس کا ہمسر) کوئی نہیں۔ (الاخلاص 112: آیت نمبر 4)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرح سننے والا کوئی نہیں، اس کی طرح دیکھنے والا کوئی نہیں۔ اور اس کی طرح کرنے والا بھی کوئی نہیں۔

مثال کے طور پر سننے کی طاقت اللہ کو ہے اور ہم کو بھی ہے۔ مگر کیا ہم اس طرح یقین رکھ سکتے ہیں کہ جس طرح اللہ کو سننے کی قدرت ہے ٹھیک اسی طرح فلاں بزرگ کو بھی ہے؟ نہیں۔ ورنہ اس صفت میں انسان کو اللہ کے برابر اور اس کا شریک ٹھہرانے کا گناہ لازم آئے گا۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سننے کی جو قدرت حاصل ہے اس کی حد اور انتہا نہیں۔ جب کہ ہمارے سننے کی قدرت بہت محدود ہے۔

ایک وقت پر ہم صرف ایک آدمی کی بات سن سکتے ہیں۔ البتہ بعض خصوصی تربیت اور مشق کے ذریعہ اور بھی دو ایک خبریں اضافی طور پر سن سکتے ہیں۔ مگر دنیا بھر کے سات سو کروڑ لوگ بھی اگر ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ سے مانگیں، تب بھی وہ اسی وقت پر سب کی باتوں کو بھی اچھی طرح سن لے گا۔

قبروں کی پرستش کرنے والے لوگ، ان میں مدفون اولیا کو پکارتے ہیں۔ کئی بستیوں کے لوگ ایک ہی وقت میں ان کو پکارتے ہیں کہ بابا! ہمیں یہ دے دو۔ کیا وہ ان سب لوگوں کی ضرورتیں پوری کرسکتے ہیں؟ اس کو ایک طرف رہنے دیجیے۔ اس سے پہلے، وہ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ بابا سب کی دعائیں بہ یک وقت سنتے ہیں۔ اسی لیے وہ سب بابا سے دعائیں کرتے ہیں۔ تو اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ بزرگ سبھی لوگوں کی سنتے ہیں، چاہے وہ تعداد میں کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ غرض ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے جس میں کوئی شک ہی نہیں۔

اگر ہم کو کسی کی بات سننا ہے، تو اس کے اور ہمارے درمیان کی دوری محدود ہو، تبھی سن پائیں گے۔ اگر وہ زیادہ دوری میں ہو تو ہم سن نہیں سکتے۔

ہم کسی کی بات کو سننا چاہیں، تو اس بات کو آگے بڑھانے والی ہوا کا ہونا ضروری ہے، جو ہماری کانوں تک پہنچائے۔ یا کوئی بجلی کی رو ہونا چاہیے۔ پھر وہ آواز کا بھی مخصوص ڈیسیبل میں ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے کم آواز ہمارے کانوں میں سنائی نہیں دے گی۔ مگر اللہ کے لیے ایسا کوئی عیب نہیں ہے۔

اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ بابا کو کہیں دور سے بھی پکارے، اور ان سے بہ ایک وقت ہزاروں افراد بھی مانگیں، اور بعض تو بہت ہی کم آواز سے دعا کریں، پھر بھی وہ سب بھی سنتے ہیں۔ تو چونکہ بابا کے سننے کو، اللہ کے سننے کی طاقت کے برابر قرار دے دیا گیا ہے، اس لیے ہم اس کو شرک کہتے ہیں۔

دیکھنے کی صفت ہے۔ ہم انسانوں کو دیکھنے کی قدرت ہے۔ اور اللہ کو بھی ہے۔ مگر اللہ کو جس طرح دیکھنے کی لامحدود قدرت ہے اس طرح کسی انسان میں ماننا کہ وہ بھی اس طرح کی قدرت رکھتا ہے، تو یہ شرک ہے۔

ہم ایک حد تک دور کی چیزیں دیکھ سکتے ہیں۔ اور وہ بھی اس وقت جب کہ روشنی ہو اور درمیان میں کوئی رکاوٹ اور پردہ نہ ہو تبھی دور کی چیز دیکھ سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک وقت پر صرف ایک چیز ہی دیکھ سکتے ہیں۔ مگر اللہ کے لیے اس طرح کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص یہ مانتا ہے کہ فلاں بابا دور کی چیزوں کو اچھی طرح دیکھتے ہیں خواہ کتنی ہی دور ہو، چاہے کتنی ہی رکاوٹیں، دیواریں اور پہاڑ حائل ہوں، ان کے باوجود وہ سب کچھ دیکھتے رہتے ہیں، تو وہ شخص اس بابا کو اللہ کی طرح سمجھ رہا ہے۔

مکے کے کافر اللہ کے علاوہ بہت سے من گھڑت چھوٹے چھوٹے خداوں کی پرستش کر رہے تھے۔ اسی وقت وہ کافر یہ یقین بھی کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی تمام قدرتوں اور اختیارات والا ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مشرکین (شرک کرنے والے) قرار دیا۔

آپ پوچھیے کہ تم کو آسمان اور زمین سے روزی کون دیتا ہے؟ (تمہارے) سننے اور دیکھنے کی قوتیں کس کے قبضے میں ہیں؟ بے جان سے جاندار کو، اور جاندار سے بے جان کو کون نکالتا ہے؟ اور تمام کاموں کا انتظام و اہتمام (سربراہی) کون کرتا ہے؟ وہ بولیں گے "اللہ" تو پوچھیے کہ پھر (اس سے) ڈرتے کیوں نہیں؟ (یونس10: آیت نمبر31)

(اے محمد!) آپ پوچھیے : "اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) کہ زمین اور اس میں رہنے والے کس کی ملکیت ہیں؟ ۔ فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کی (ملکیت ہیں)۔ آپ (ان سے) پوچھیے : "پھر تم سوچتے کیوں نہیں؟ (المومنون23: آیت نمبر85،84)

پوچھیے کہ: "ساتوں آسمانوں کا فرمان روا اور بڑے عرش کا مالک کون ہے؟ ۔ وہ کہیں گے: "اللہ ہی"۔ تو آپ پوچھیے کہ: "تم (اس سے) ڈرتے کیوں نہیں؟ (المؤمنون23: آیت نمبر87,86)

آپ پوچھیے : "اگر تم جانتے ہو، تو بتاؤ کہ ہر چیز کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے، جو (سب کو) پناہ دیتا ہے؟ اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا؟ ۔ وہ کہہ دیں گے کہ "اللہ ہی" (کے اختیار میں سب کچھ ہے) تو آپ پوچھیے: پھر تمہاری عقل کہاں ماری جاتی ہے؟ (المؤمنون23: آیت نمبر89,88)

اگر آپ ان لوگوں سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟۔ سورج اور چاند کو کس نے اپنے قابو میں رکھا ہے؟ تو وہ جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ تو پھر وہ کس طرح پھیرے جاتے ہیں؟ (العنکبوت29: آیت نمبر61)

اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمان سے پانی اتار کر اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد کون زندہ کرتا ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ "اللہ"۔ آپ کہیے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ مگر ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔ (العنکبوت29: آیت نمبر63)

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو کہیں گے کہ اللہ نے۔ آپ کہیے کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ مگر ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (لقمان31: 25)

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ کہیں گے : "اللہ نے"۔ آپ (ان لوگوں سے) پوچھیے کہ: اللہ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارتے ہو، ان کے بارے میں بتاؤ؟ اگر اللہ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے، تو کیا وہ (یعنی تمہارے معبود) اس کی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اگر وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے، تو کیا وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیجیے کہ مجھے اللہ کافی ہے اور بھروسا کرنے والے اسی پر بھروسا کرتے ہیں۔ (الزمر39: آیت نمبر38)

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اورزمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو کہیں گے کہ: "ان کو غالب اور جاننے والا(اللہ) ہی نے پیدا کیا"۔ (الزخرف43: آیت نمبر9)

اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟تو کہیں گے کہ: "اللہ نے"۔ پھر ان کو کس طرح پھیر دیا جاتا ہے! (الزخرف43: آیت نمبر87)

یہ تمام آیتیں کسی شک وشبہ کے بغیر بتلارہی ہیں کہ مکے کے کافرلوگ اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ اوراس کی قدرت کااعتراف بھی کرتے تھے۔

وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت (پرستش) کرتے ہیں،جو ان کو نہ نقصان پہنچاسکتے ہیں اورنہ فائدہ۔اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے(سفارشی) ہیں۔آپ پوچھیے کہ کیاتم اللہ کوایسی بات کی اطلاع دیتے ہو جس (کے ہونے) کی خبر اسے نہ آسمانوں میں ہے،اورنہ زمین میں؟وہ(ایسی باتوں سے) پاک ہے اور ان لوگوں کے شرک سے بہت بلند (برتر) ہے۔(یونس10: 18)

یادرکھو! یہ خالص دین اللہ ہی کے لیے ہے۔جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے محافظ بنارکھے ہیں(وہ کہتے ہیں کہ)ہم ان کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ سے بہت قریب کردیں۔(اس کا مقرب بنادیں)۔تو جن باتوں میں وہ لوگ اختلاف کررہے ہیں،ان میں اللہ ان کے درمیان فیصلہ کردے گا۔اللہ جھوٹے اور(اس کا) انکار کرنے والے کوراہ نہیں دکھاتا۔ (الزمر39: 3)

یہ دو آیتیں ہمیں بتلارہی ہیں کہ مکے کے کافروں نے اپنے چھوٹے چھوٹے اور جھوٹے معبودوں کے متعلق کس قسم کاعقیدہ رکھتے تھے۔

ایک طرف وہ یہ مان رہے تھے کہ اللہ کی قدرت کی طرح اپنے جھوٹے دیوتاوں کو قدرت نہیں ہے،اوردوسری طرف اس کے برعکس یہ مان رہے تھے کہ اپنے چھوٹے معبودوں کو بھی اللہ کے برابر کی قدرت ہے!!؟

ان لوگوں کا یہ عقیدہ رہا کہ اپنے چھوٹے معبودوں کو جہاں سے پکاریں، جتنے افرد بھی پکاریں، جس وقت میں بھی پکاریں، اور جس زبان میں بھی پکاریں، تو بھی ان معبودوں کو ایک ہی وقت میں ان سب کی باتیں بحسن خوبی جاننے کی قدرت حاصل ہے۔

اسی وجہ سے کئی دور دراز مقامات سے بہت سارے افراد نے ان چھوٹے معبودوں سے ایک ہی وقت پر کئی دعائیں کیں اور یہ عقیدہ ان کے دلوں میں راسخ ہو گیا تھا کہ وہ بھی اللہ ہی کی طرح ہماری دعائیں سنتے ہیں۔ غرض دعا سننے کے معاملے میں ان لوگوں نے اپنے چھوٹے معبودوں کو اللہ کے برابر سمجھا۔

اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی تمام صفات اور خوبیوں کو دوسروں میں ماننا ہی شرک نہیں۔ بلکہ اللہ کی بے شمار صفات اور خصوصیات میں سے کسی ایک صفت کو بھی دوسروں میں ماننا شرک ہے۔

واضح رہے کہ اگر کوئی شخص یہ مانتا ہے کہ کوئی ایک صفت جس طرح اللہ کے پاس ہے، ہو بہو وہی صفت فلاں آدمی میں بھی پائی جاتی ہے، تو وہ کھلا شرک ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے جادو کا جائزہ لیں۔

دوسروں کو نقصان پہنچانے کی یہ صفت اللہ کو بھی ہے اور انسانوں کو بھی ہے۔

فرض کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ایک آدمی کا پیر توڑنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کے لیے اللہ ایک بڑا چاقو لے کر اس آدمی کو پکڑ کر اس کا پاؤں نہیں کاٹے گا۔ بلکہ اللہ تو اس کو پکڑنے کے لیے چھوئے گا بھی نہیں، اور پیر توڑنے کے لیے چاقو جیسا کوئی اوزار بھی استعمال نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ صرف یہ کہہ دے گا کہ پیر ٹوٹ جا۔ فوراً اس کا پیر ٹوٹ جائے گا۔

مگر ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کا پیر توڑنا چاہے، تو اسے تلوار، یا سَبَّل، یا نہایت مضبوط اور موٹی لکڑی لے کر اس آدمی کے پیر میں زور دار وار کرے، تب ہی اس کا پیر توڑ سکتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی کے عقل میں فتور لانا چاہے، اور ذہنی حالت کو بگاڑنا چاہے، اور نفسیاتی مریض بنانا چاہے، تو اللہ صرف یہ کہے گا کہ نفسیاتی مریض ہو جا۔ تو وہ شخص اسی وقت نفسیاتی مریض بن جائے گا۔

مگر ایک آدمی کسی شخص کو نفسیاتی مریض بنانا چاہے، تو وہ اس کے لائق گولیاں، یا دوائیاں اس کے اندر پہنچا کر یا اس کے سر پر اتنا زور سے مارتے رہنا کہ اس کا ذہنی توازن بگڑ جائے، تب چل کر وہ شخص نفسیاتی مریض بن سکتا ہے۔

اس معاملے میں اللہ اور انسان کے درمیان فرق واضح اور بالکل نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے، تو وہ اس کو "ہو جا" کہنے سے ہی وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ان قرآنی آیتوں میں اس کی وضاحت کرتا ہے، ملاحظہ ہو: البقرۃ2: آیت نمبر117، آل عمران3: آیت نمبر47،59، الانعام6: آیت نمبر73، النحل16: آیت نمبر 40، مریم19: آیت نمبر35، یٰسٓ36: آیت نمبر82، المؤمن40: آیت نمبر68۔

یہ اللہ ہی کی قدرت کاملہ ہے کہ وہ صرف ہو جا کہنے سے ہو جائے۔ مگر جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ جادو سے تاثیر پیدا کی جا سکتی ہے، جادو کا اثر ہوتا ہے، اور جادو سے نقصان پہنچایا جا سکتا ہے، وہ لوگ جادوگر کو کس مقام پر رکھتے ہیں؟

وہ لوگ جادوگر کو کس طرح مانتے ہیں؟ اس طرح نہیں کہ جادوگر کسی تلوار، یا سبّل سے یا موٹی اور مضبوط لاٹھی سے اس آدمی کا پیر توڑے گا۔ بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جادوگر صرف ہو جا کہہ کر حکم دینے سے وہ تاثیر پیدا کر دے گا۔

جادو کو ماننے والے یہ سمجھتے ہیں کہ جادوگر کسی کو کوئی دوائی پہنچائے بغیر ہی کسی کو صرف "ہو جا" کہنے سے وہ اس کو پاگل بنانے کی قدرت رکھتا ہے۔

یہ جادو پارٹی کے لوگ یقین کے ساتھ یہ بات مانتے ہیں کہ ایک شخص کسی آدمی کو غم میں مبتلا کرنے، غمگین بنانے، یا زخمی کرنے کے لیے دنیا میں جو کچھ طریقے اپنائے جاتے ہیں، ان کا استعمال کیے بغیر ہی، صرف جادو منتر کے ذریعہ ایک دوسرے کو بے شک نقصان پہنچا سکتا ہے۔

مثال کے طور پر ایک شخص کسی دوسرے شخص کو چاقو سے چبھو سکتا ہے، یا وہ دونوں ہی آپس میں چاقو لے کر ایک دوسرے پر حملہ کرسکتے ہیں۔ جس سے کسی ایک کو یا دونوں کو ہی نقصان پہنچ سکتا ہے۔

اس کے علاوہ دوسرے کئی طریقے سے بھی ایک دوسرے کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص دوسرے کو گالی دیتا ہے، یا اس پر تہمت لگاتا ہے۔ تو جس کو اس نے گالی دی، یا جس پر اس نے تہمت لگائی، اس شخص کو وہ رنجیدہ اور غمگین بنا سکتا ہے۔

ان طریقوں سے ایک آدمی دوسرے آدمی پر اثر ڈال سکتا ہے، اور اس کو متاثر کر سکتا ہے۔

یہ کام کرنے کے لیے کسی کو الگ سے سیکھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس قسم کے کام تو کوئی بھی کسی کے خلاف بھی کر سکتا ہے۔

دنیا میں آدمی دیگر آدمیوں کو نقصان پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو راستے اور طریقے مہیا کیے ہیں، ان کے سوا باقی تمام راستے اور طریقے اللہ ہی کے لیے خاص ہیں۔

جو یہ کہتا ہے کہ میں کسی پر بھی جادو کر سکتا ہوں، لوگ اس پر یقین رکھتے ہیں کہ اس کے پاس جا کر فلاں آدمی کے خلاف جادو کرنے کے لیے کہیں، تو جادو گر اس آدمی کو چھوئے بغیر، اس کے قریب آئے بغیر، بلکہ اس کو دیکھے بغیر بھی کہیں دور کسی کونے میں رہتے ہوئے نقصان پہنچا سکتا ہے!

جس آدمی کو متاثر کرنا اور نقصان پہنچانا مقصود ہو، جادو گر اس کی قمیص، پسینہ، پاؤں کے نیچے کی مٹی، سر کے بال اور پیشاب وغیرہ لے جا کر ان کے ذریعہ ایک گڑیا کی شکل بناتا ہے جس کو نقصان پہنچانا مقصود ہے۔ فرض کیجیے کہ اس کا نام سکندر ہے۔ تو یہ جادو گر (؟) اس گڑیا کا نام سکندر رکھ دیتا ہے، پھر اگر یہ گڑیا کے پیٹ میں چبھوئے، تو کہیں دور رہنے والے سکندر کے پیٹ میں درد محسوس ہو گا۔ اور گڑیے کی آنکھ میں چبھوئے، تو اُدھر سکندر کی آنکھ میں زوردار تکلیف ہو گی۔ لوگ مانتے ہیں کہ جادو یہی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جادو گر نہ صرف بدن بلکہ دل ودماغ پر بھی اثر ڈال سکتا ہے۔ نفسیات کو بھی متاثر کر سکتا ہے!!

واضح رہے کہ کسی آدمی کو متاثر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ جو طریقے مہیا کیے ہیں، ان میں سے جادو گر کوئی طریقہ بھی نہیں اپناتا۔

کسی شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کے لیے اگر جادو گر کے پاس اس کی منہ مانگی رقم دے دیں، تو لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ جادو گر کہیں دور کسی جگہ رہتے ہوئے بھی ان میاں بیوی کو ایک دوسرے سے الگ کر دے گا۔

جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ جادو سے تاثیر پیدا کی جاسکتی ہے، اور دوسرے کو متاثر کیا جاسکتا ہے۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہی ہیں کہ جادو گر، اللہ تعالیٰ کی طرح کر گزرنے کی قدرت واختیار رکھتا ہے۔ اور وہ قادر مطلق ہے۔

اس لیے یہ ماننا کہ لبید بن اعصم یہودی نے اپنے جادو کے زور سے نبی ﷺ کو متاثر کر دیا، اور ایسا عقیدہ رکھنا در حقیقت اس (لبید) کو خدائی قدرت رکھنے کا خاموش اقرار ہے۔

اگر چہ اس قسم کا عقیدہ، شرک کے قبیل سے ہے، جادوئی عقیدہ بے شک اللہ کے ساتھ شرک ہے۔ اس لیے جو حدیثیں نبی پر جادو کیے جانے کی بابت آئی ہیں، ان میں شک ہی نہیں کہ وہ سب من گھڑت کہانی اور افسانے ہیں۔ مگر جادو کو ماننے والے لوگ اپنے موقف کو صحیح اور حق بجانب قرار دینے کے لیے بعض دلائل پیش کرتے ہیں۔ کچھ غلط دعوے بھی کرتے ہیں۔ الٹے جوابات بھی دیتے ہیں۔ آیئے ان میں سے ایک ایک کا تفصیلی جائزہ لیں۔

11- کیا اللہ کی عطا کردہ قدرت سے جادو کیا جاتا ہے؟

جادو پارٹی کے لوگ الٹا یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جادو شرک نہیں ہو سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ جادو گر خود اپنی ذاتی قدرت سے ایسا کچھ نہیں کرتا، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کو وہ قدرت عطا کرتا ہے جس کی مدد اور سہارے سے وہ سب کرتا ہے۔ اس لیے یہ کیسے شرک ہو سکتا ہے؟

اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی عقیدہ توحید کے قائل اور موحد ہیں، وہ گروہ بھی یہی جواب دے کر اس شرک کی وکالت کر رہے ہیں۔

ان کے اس دعوے کو دیکھ کر واضح ہوتا ہے کہ یہ لوگ عقیدہ توحید کے الف، بے، کا قاعدہ تک نہیں جانتے۔

تمام مخلوقات کے افعال واعمال، اور حرکات وسکنات سبھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ اور انہی کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔

چنانچہ ہم جو کچھ کرتے ہیں جیسے دیکھتے، سنتے، بات چیت کرتے، کھاتے، پیتے، دوڑتے اور کھیلتے وغیرہ ہیں، تو یہ سب ہم نے خود اپنی طرف سے نہیں بنالیا۔ بلکہ اللہ کی دی ہوی قدرت ہی کی بنیاد پر یہ سارے کام ہم سے کرنے ہو رہا ہے۔

اگر چہ اللہ تعالیٰ انسان کو بہت ساری قدرتوں سے نوازا ہے، پھر بھی وہ اپنے پاس جیسی قدرت واختیار رکھتا ہے، ویسی قدرت واختیار وہ ہرگز کسی کو نہیں دیتا۔ ورنہ وہ بھی اللہ کے برابر اور اس کا شریک ہوتا۔ اللہ کے اس قول میں کہ میرا کوئی شریک اور ساجھی نہیں، مذکورہ بات شامل ہے۔

(اے محمد!) کہہ دیجیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ جس نے (اپنے لیے) کوئی اولاد نہیں بنائی۔ نہ حکومت (سلطنت) میں اس کا کوئی شریک ہے۔ اور نہ مددگار کے نام سے اس کے لیے کوئی ذلت (رسوائی) ہے۔ اور آپ اس کی خوب بڑائی بیان کرتے رہیے۔ (بنی اسرائیل 17: 111)

آسمانوں اور زمین کا سارا اختیار اسی کے لیے ہے۔ جس نے (اپنی) کوئی اولاد نہیں بنائی۔ نہ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے۔ اس نے ہر چیز پیدا کی، اور اس کی منصوبہ بندی کر رکھا ہے۔ (الفرقان 25: آیت نمبر 2)

اللہ تعالیٰ کی جو خاص خوبیاں اور صفات ہیں، وہ کبھی کسی کو ہرگز نہیں دے گا۔ وہ اس بات کو ایک بہترین مثال کے ذریعہ سمجھاتا ہے۔ اس قرآنی آیت کو غور سے پڑھیے۔

اور اللہ نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر مال و دولت میں برتری دے رکھی ہے۔ تو جن کو (مال میں) برتری اور فوقیت دی گئی ہے، وہ اپنا مال اپنے غلاموں کو دے کر ان کو اس میں اپنے برابر نہیں بناتے۔ پھر کیا وہ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں؟ (النحل16: آیت نمبر71)

اللہ تعالیٰ انسان کو کس حد تک قدرت عطا کرتا ہے؟ اس کو وہ یہاں پر واضح کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ہی لیے جو صفات مخصوص کر رکھے ہیں ان میں وہ کبھی کسی کو ہرگز نہیں دے گا۔ اور اپنے برابر نہیں کرے گا۔ یہی وہ بنیادی بات ہے جہاں تک بہت ساروں کی رسائی نہیں ہوی۔

جو بھی اس بنیادی بات کو اچھی طرح سمجھ گئے وہ ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ اللہ اپنی طرح کام کرنے کی قدرت جادوگر کو عطا کرے گا۔

اگر یہ کہہ دیا جائے کہ یہ آدمی (بابا) اولاد دیتا ہے۔ مگر وہ خود اپنی طرف سے نہیں دیتا۔ بلکہ اللہ کی دی ہوی قدرت سے دیتا ہے، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شرک نہیں ہے؟

ایک آدمی سورج بھگوان کی پوجا پاٹ کرتا ہے۔ اور سورج بھگوان کو خود سے کوئی قدرت نہیں ہے، اس کے ساتھ اگر یہ جملہ ملا لیا جائے کہ ہاں! اللہ نے اس کو یہ قدرت عطا کی ہے، تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شرک نہیں ہے؟

مکے کے کافروں نے اللہ تعالیٰ کو مانا، اور اس کے ساتھ چند بزرگوں کی بھی پرستش کر رہے تھے۔ اس طرح وہ پرستش کرتے وقت بھی ان کافروں کا عقیدہ یہ نہیں تھا کہ یہ ہستیاں خدا ہیں، اور انہیں تمام قدرتیں حاصل ہیں۔ یہ ان کا عقیدہ نہیں رہا۔

اس لیے ان کافروں نے بھی یہی دعوا کیا کہ یہ شرک میں شامل نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ ہستیاں خود سے کچھ نہیں کرتے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں مانتا۔

ان کافروں کا عقیدہ تھا کہ یہ بزرگ ہستیاں اللہ کے قریب ہیں۔ اگر ان کی پرستش کی جائے، تو وہ اللہ کے پاس ہمارے حق میں سفارش کریں گے۔ اور ہماری ضرورت پوری کروائیں گے۔ اس کے علاوہ ہمیں اللہ سے قریب بھی کر دیں گے۔ اس کے تعلق سے قرآنی آیتیں ملاحظہ ہو۔

وہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت (پرستش) کرتے ہیں، جو ان کو نہ نقصان پہنچاسکتے ہیں اور نہ فائدہ۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے (سفارشی) ہیں۔ آپ پوچھیے کہ کیا تم اللہ کو ایسی بات کی اطلاع دیتے ہو جس (کے ہونے) کی خبر اسے نہ آسمانوں میں ہے، اور نہ زمین میں؟ وہ (ایسی باتوں سے) پاک ہے اور ان لوگوں کے شرک سے بہت بلند (برتر) ہے۔(یونس10: 18)

یاد رکھو! یہ خالص دین اللہ ہی کے لیے ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے محافظ بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ سے بہت قریب کردیں۔(اس کا مقرب بنادیں)۔ تو جن باتوں میں وہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں، ان میں اللہ ان کے درمیان فیصلہ کردے گا۔ اللہ جھوٹے اور (اس کا) انکار کرنے والے کو راہ نہیں دکھاتا۔(الزمر39: 3)

مذکورہ آیتیں وضاحت کر رہی ہیں کہ مکے کے کافروں نے اسی طرح کا عقیدہ رکھا تھا۔

یہ آیتیں اعلان کر رہی ہیں کہ کافروں نے اللہ کے سوا جن کی عبادت کر رہے تھے ان کو وہ خدا نہیں کہہ رہے تھے۔ بلکہ وہ یقین کر رہے تھے کہ یہ ہستیاں اللہ کے پاس ہمارے لیے سفارشی ہیں۔ واضح رہے کہ اس غلط عقیدے کو مٹانے ہی کے لیے نبی ﷺ کو بھیجا گیا۔

یہ دعوا کہ جادوگر اللہ ہی کی عطا کردہ قدرت سے جادو کرتا ہے، اور کافروں کا دعوا دونوں ایک ہی جیسے ہیں۔

غرض یہ لوگ اللہ کے ساتھ شریک کرنے کے بعد، یہ بکواس کرتے ہیں کہ یہ شرک میں داخل نہیں ہے، اور یہ اس کے دائرے میں نہیں آتا۔ اس طریقے سے یہ لوگ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔

قبر پرست لوگ بھی ایسی ہی بات کرکے مُردوں کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کیا ہم نے ان بزرگوں کو اللہ قرار دیا؟ کیا ہم نے کہا کہ یہ بزرگ خود سے معجزہ اور کرامت دکھاتے ہیں؟ ایسا کبھی نہیں کہا۔ بلکہ ہمارا ماننا ہے کہ وہ بزرگ اللہ سے قدرت پا کر ہی کرامت ظاہر کرتے ہیں، تو یہ کیوں

کر شرک ہو سکتا ہے؟ غرض یہ لوگ اپنے بزرگوں کو اللہ نہیں، مگر اللہ کے نیک صالح بندے کہہ کر ہی اپنے شرکیہ عقیدہ کی وکالت کر رہے ہیں۔

قبر پرست لوگ جو دعوا کرتے ہیں، وہی دعوا جادو کے قائلین بھی جادوگر کے معاملے میں کر رہے ہیں۔

جب ہم جادو پارٹی سے کہتے ہیں کہ یہ کھلا شرک ہے، تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارے ماننے میں، اور مکے کے کافر کے ماننے میں فرق ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ اور درگاہوں کی پرستش کرنے والوں کا عقیدہ ایک جیسا نہیں، بلکہ الگ ہے۔ دونوں میں فرق رہنے کی وجہ سے ہم اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے نہیں ہو سکتے۔

جب ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ وہ امتیازی فرق کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اولیا کو معجزہ اور کرامت ظاہر کرنے کی قدرت ہونے کے بارے میں اللہ نے نہیں کہا۔ مگر جادوگر کو معجزاتی قدرت اور جادوئی طاقت حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ، سورت نمبر 2 اور آیت نمبر 102 میں کہہ دیا ہے۔ وہی ہمارے اور قبر پرستوں کے درمیان فرق ہے۔

یعنی ان کا کہنا ہے کہ جادوگر کو قدرت ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے، اس لیے ہم اس کو مانتے ہیں۔ مگر اولیا کو اس طرح قدرت اور کرامت دیے جانے کے متعلق اللہ نے نہیں کہا، اس کے باوجود قبر پرست لوگ اولیا کو قدرت والا اور بااختیار مانتے ہیں۔ اس لیے ہمارا ان کے ساتھ موازنہ کیسے کر سکتے ہیں؟

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی طرح کام کرنے کی قدرت اولیا کو نہیں دے گا۔ انبیا کرام کو بھی نہیں دے گا، اور جادوگروں کو بھی نہیں دے گا۔ اس بنیادی اصول کے خلاف یہ لوگ دعوا کر رہے ہیں۔

جس طرح آیت کے ظاہر اور سرسری جائزہ سے لگتا ہے کہ جادوگر کو قدرت حاصل ہے۔ اسی طرح قبر پرستوں کے پاس بھی کئی ایسی دلائل ہیں جن پر اگر طائرانہ نظر ڈالیں تو بظاہر ایسا معلوم

ہو گا کہ اولیا کو بھی معجزاتی قدرت حاصل ہے۔

قبر پرست کہتے ہیں کہ اللہ نے اولیا کو معجزاتی قدرت عطا کیا ہے جس کے لیے کئی دلائل ہیں۔ اسی لیے ہم اس کو مانتے ہیں۔

واضح رہے کہ جادو پارٹی کے پاس جو دلیل ہے اس سے زیادہ مضبوط دلیل قبر پرستوں کے پاس ہے۔ مثال کے طور پر ذیل کی حدیث پر غور کیجیے۔

ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی، اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے۔ (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، زکات، حج)۔ میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاوں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں۔ اگر وہ کسی سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں۔ اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے، وہ تو موت کو پسند نہیں کرتا۔ اور میں بھی اسے (موت کے ذریعہ) تکلیف دینا پسند نہیں کرتا۔ (بخاری:6502)

قبر پرست لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولیا کو اختیارات اور معجزاتی قدرت عطا کیا ہے۔ اس کے لیے مذکورہ حدیث ہی بڑا ثبوت ہے۔

درگاہوں کی پرستش کرنے والا گروہ دعوا کرتا ہے کہ چونکہ اس حدیث میں اولیا کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ اور اولیا کے پاوں کو اللہ کا پاوں کہا گیا ہے۔ اس لیے ان سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔

جادوگر کو قدرت حاصل ہونے کی بابت جادو پارٹی نے جو دلیل دی ہے، اس سے بھی درگاہ

پرستوں کی یہ دلیل مضبوط ہے۔

قبر پرست لوگ کہتے ہیں کہ اللہ خود کہتا ہے کہ اس نے اولیا کو بڑی قدرت عطا کیا ہے۔ اس لیے ہم ان کو مانتے اور ان پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ کیا جادو پارٹی کے لوگ اس کو مانتے ہیں؟

گزشتہ سالوں میں جادو پارٹی کے لوگوں نے اس کا یوں جواب دیا کہ جب اس حدیث کا سرسری جائزہ لیں گے تو ویسا ہی معلوم ہو گا۔ مگر مجموعی طور پر قرآن کا جائزہ لیں گے، تو اس کا جو اصولی پیغام عقیدہ توحید ہے اس کے مطابق ہی اس آیت کی دوسری تفسیر کرنا چاہیے۔ مگر یہی لوگ اب یہ سوال کرتے ہیں کہ جادو گر کو جو قدرت حاصل ہے، وہ اللہ کی عطا کردہ ہے۔ تو پھر یہ شرک کیسے ہو سکتا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے ان لوگوں نے قرآن کی مجموعی پیغامات کے خلاف اور وہ بھی جادو گر کے معاملے ہی میں الگ رائے اور موقف کیوں اختیار کیا؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

قرآن میں اللہ نے آدم کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس لیے درگاہ پرست دعوا کرتے ہیں کہ بزرگوں کے لیے سجدہ کر سکتے ہیں۔ اور ان کے قدموں میں گر سکتے ہیں۔ وہ اپنے دعوا کو ثابت کرنے کے لیے قرآن کی البقرہ2: آیت نمبر34، الاعراف7: آیت نمبر11، بنی اسرائیل17: آیت نمبر61، الکھف18: آیت نمبر50، طٰہٰ20: آیت نمبر116 کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

سرسری طور پر صرف ہم ان آیتوں کو دیکھیں گے، تو یہ ٹھیک معلوم ہو تا ہے۔ مگر چونکہ یہ بات قرآن کی مجموعی تعلیم سے ٹکرا رہی ہے، اس لیے ہم نے دیگر آیتوں سے ٹکراؤ کے بغیر، ایک مناسب وضاحت پیش کی تھی۔ اسی طرح جادو کے قائلین نے بھی توحید کا لبادہ اوڑھ کر بیان دیا تھا۔

یہ لوگ قرآن کا جو مجموعی پیغام ہے اس کا لحاظ کیے بغیر، صرف جادو گر کے معاملے میں ایک آیت کا مطلب بیان کرتے ہیں، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟

درگاہ پرست لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو غیب کا علم تھا۔ جس کے لیے وہ ذیل کی آیتیں پیش کرتے ہیں:

وہ غیب کا جاننے والا ہے۔ اور وہ اپنے غیبی امور کو (اپنے) پسندیدہ رسولوں کے سوا اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ (الجن 72: آیت نمبر 26، 27)

وہ (محمد) غیب کی باتوں (کو بتلانے) میں بخیل نہیں ہیں۔ (التکویر 81: آیت 24)

تو کیا یہ جادو پارٹی کے لوگوں نے اعتراف کر لیا کہ ظاہری آیت سے وہ جو معنی بیان کرتے ہیں اس کی گنجایش ہے؟ واضح رہے کہ غیب کی باتیں اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا۔ اس کے لیے کئی دلائل ہیں۔ ان سب کا خیال رکھتے ہوئے ان سے ٹکرائے بغیر کیا انہوں نے وضاحتی بیان دیا؟

کئی آیتیں دلالت کرتی ہیں کہ جادوگر کو کوئی قدرت نہیں۔ جادو پارٹی کے لوگوں نے ان کو بھول جاکر ان آیتوں کے برخلاف سورۃ البقرۃ 2 کی آیت نمبر 102 کا معنٰی بیان کیا اور مطلب سمجھایا، ان میں اور قبر پرستوں کے دعوا میں ذرا برابر بھی فرق نہیں ہے۔

(رہا یہ سوال کہ بقرۃ 2: آیت نمبر 102 کا مطلب کیا ہے؟ اس کو ہم آگے مناسب دلائل کی روشنی میں سمجھائیں گے)

درگاہ پرست لوگ تو قبر میں مدفون آدمی کو نیک صالح سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کو کرشماتی قدرت عطا کیا ہے، مگر جادوگر کے پاس طاقت و قدرت ہونے کا عقیدہ رکھنے والے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے اس کا انکار کرنے والے (کافر) کو یہ قدرت دی ہے۔ غرض یہ عقیدہ درگاہ پرستوں کے عقیدے سے بھی گیا گزرا اور بدتر ہے۔

بہر حال جادو کو ماننے سے شرک لازم نہیں آتا، یہ ثابت کرنے کے لیے ان کا جو بے معنٰی دعوا ہے وہ کچھ بھی مدد نہیں کرتا۔

12- کیا جنوں کی مدد سے جادو کیا جاتا ہے؟

جب ہم نے کہا کہ جادو کے ذریعہ متاثر کرنے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے، تو اس کا انکار کرنے والے لوگ ایک اور دعوا کر کے سنبھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ان کی نئی وضاحت یہ ہے کہ جادو گر خود سے کسی کو متاثر نہیں کرتا۔ بلکہ وہ پہلے جنّوں کو اپنے قبضے میں کرلیتاہے۔ پھر جس پر اثر ڈالنا ہو اور نقصان پہنچانا ہو اس کے لیے کوئی ہتھیار، اوزار، ذرائع اور وسائل کا استعمال کیے بغیر ہی ان جنوں کو حکم دے کر اس پر جادو کرتا ہے۔ وہ جاکر اس کو متاثر کردیتاہے۔ چونکہ جنّ آنکھوں کو دکھائی نہیں دیتا، اس لیے لوگوں کو یوں دکھائی دیتا ہے کہ وہ اللہ کی طرح کسی ذریعہ اور وسیلے کے بغیر کام کررہاہے۔ اور دوسروں پر اثر ڈال رہاہے۔

اس نئے دعوے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ جان بوجھ کر عمدًا جھوٹ بول رہے ہیں۔

کیونکہ انہوں نے جادو گر کو قدرت حاصل ہونے کے بارے میں کس کو بطور دلیل پیش کیا؟

انہوں نے ایک حدیث پیش کی کہ ایک یہودی نے نبی ﷺ پر جادو کیا اور آپ کے اعمال کو موقوف کردیا۔

نبی ﷺ پر جادو والی حدیث میں کیا کہا گیا ہے؟ کنگھی، سر سے گرے ہوئے بال، اور کھجور کے خشک خوشے وغیرہ میں لبید بن اعصم یہودی نے جادو کر کے ذروان نامی کنویں میں دفن کردیا تھا۔ پھر اس کنویں کا پانی نکالا گیا اور جادو کی وہ چیزیں بھی برآمد کی گئیں۔ اس کے بعد ہی نبی ﷺ شفایاب ہوئے۔

اگر اس حدیث میں یہ بات ہوتی کہ اس یہودی نے جنوں کو حکم دے کر بھیجا۔ اور وہ جاکر نبی ﷺ پر حملہ کیا، جس سے آپ نفسیاتی مریض بنے، تب وہ لوگ اس طرح جنوں کے حوالے سے دعوا کرسکتے ہیں۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ تصور کر کے ایک نئی بات بتارہے ہیں جس کو وہ خود بھی نہیں مانتے۔

جنّ کی مدد سے جادو کرنے کی بات اس وقت کہی جاسکتی ہے جب کوئی جادو کرنے والا نام کا

مسلمان ہو،(برائے نام مسلم ہو) اور وہ جنّوں کے بارے میں واقفیت ہونے کی وجہ سے اسے اپنے قبضے میں کر کے اس کے ذریعہ جادو کر سکتا ہو۔

مگر ہندو، عیسائی، بدھ مت اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس جادو کیا جاتا ہے، اور ہم جادو منتر میں مہارت رکھتے ہیں۔ مسلمانوں میں جادو کو ماننے والے بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ غیر مسلم جادوگر لوگ جنّ کے نام سے جو مخلوق اور نسل ہے اس کو جانتے ہی نہیں ۔تو پھر ان کو حکم دے کر ان کی مدد سے کیسے جادو کر سکتے ہیں؟ جادو پارٹی کا یہ دعوا ان لوگوں پر منطبق نہیں ہوتا۔ غرض یہ دعوا کہ جنوں کی مدد سے جادو کیا جاتا ہے، ایک نامناسب اور غیر معقول دعوا ہے۔

یا پھر کیا یہ کہنے جا رہے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کوئی جادو کرے، تو ہم اسے مانیں گے۔ مگر دوسری قوم کا آدمی جو جنوں کو نہیں مانتا وہ جادو نہیں کر سکتا۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے!!!

اگر یہ لوگ ایسی بات کریں گے، تو پھر اس حدیث کا انکار کرنے والے ہو جائیں گے جس میں کہا گیا کہ نبی ﷺ پر ایک یہودی نے جادو کیا۔

ان باتوں سے پتا چلتا ہے کہ جادو پارٹی کے لوگ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔

دوسری بات یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ کیا آدمی، جنوں کو اپنا مطیع و فرماں بردار بنا سکتا ہے؟ کیا اس کو اپنے قبضے میں کر سکتا ہے؟ کیا اس کے لیے دلیل بھی ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے وہ تمام جاندار مسخر کر دیے اور جو غیر ذوی العقول ہیں۔ یعنی جن کو سمجھ، دانائی اور فہم و شعور نہیں ہیں ان سب کو انسان کے ماتحت اور قبضے میں کر دیا۔ اس کے لیے دلائل ہیں۔

قرآن کریم کی الجاثیۃ45: آیت نمبر13،12، ابراہیم14: آیت نمبر32، النحل16: آیت نمبر14، الحج22: آیت نمبر65،37، لقمان31: آیت نمبر20، الزخرف43: آیت نمبر13،12 میں اس کو اللہ تعالیٰ وضاحت کے ساتھ کہتا ہے۔

مگر جنوں کو جو سمجھ بوجھ، اور عقل و شعور رکھنے والی مخلوق ہے، اور وہ بھی انسان سے زیادہ طاقتور ہے۔ کیا انسان اس کو اپنے کنٹرول میں لا سکتا ہے؟ کیا اللہ نے کہا کہ انسان، جنوں پر قبضہ جما

سکتا ہے؟ نیز انہیں اپنے زیر اثر اور اطاعت گزار بنانے کے لیے کیا اللہ تعالیٰ نے یا اس کے رسول نے ہمیں کوئی طریقہ بتایا ہے؟ جادو پارٹی کے لوگوں کو ان کے دلائل و ثبوت پیش کرنے کے بعد ہی یہ کہنا چاہیے کہ جنوں کو اپنے قبضے اور کنٹرول میں لاکر ان کی مدد سے جادو کیا جاتا ہے۔ کوئی دلیل دیے بغیر بچنے اور راہِ فرار اختیار کرنے کے لیے بکواس نہیں کرنا چاہیے۔

جن نامی مخلوق آگ سے پیدا کی گئی ہے، جو انسانوں کے آنکھوں کو دکھائی نہیں دیتی۔ اس کے باوجود وہ انسان کی طرح سمجھ بوجھ، فہم و شعور، عقل اور تمیز رکھتی ہے جس کے لیے دلیل ہے۔

میں نے جن اور انسان کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ (الذاریات 51: آیت نمبر 56)

(اللہ سوال کرے گا) اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول نہیں آئے، جو تم کو میری آیتیں سنا کر تمہارے اس دن کی ملاقات سے تمہیں ڈراتے تھے؟ وہ سب کہیں گے کہ ہم اپنے خلاف خود گواہی دیتے ہیں۔ دراصل ان لوگوں کو اس دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ اور وہ اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ (اللہ کا) انکار کرنے والے تھے۔ (الانعام 6: 130)

اس سے ہم جان سکتے ہیں کہ جنوں میں بھی رسول آئے ہیں، جنوں کے لیے کتابِ الٰہی ہے۔ اور جنوں نے بھی باقاعدہ دعوت و تبلیغ کا کام کیا ہے۔

(اے جنوں اور انسانوں کے) رہنے والے دو گروہو! ہم تمہارے لیے (پوچھ گچھ اور تحقیقات کے لیے) وقت نکالیں گے۔ (الرحمن 55: آیت نمبر 31)

(اللہ) کہے گا کہ جنوں اور انسانوں کی جو جماعتیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ جب بھی کوئی جماعت اس میں داخل ہو گی، تو اپنے ساتھی (پیش رو) جماعت پر لعنت کرے گی۔ آخر میں جب سب اس (دوزخ) میں جمع ہو جائیں گے، تو پیچھے آنے والے پہلے آنے والوں کے بارے میں کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ان ہی لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا۔ اس لیے تو ان کو دوزخ کا دُگنا عذاب دے۔ (اللہ) کہے گا کہ ہر ایک (یعنی سب) کے لیے دُگنا ہے، لیکن تم جانتے نہیں۔ (الاعراف 7: آیت نمبر 38)

ہم نے بہت سے جِنّوں اور انسانوں کو دوزخ ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے دل تو ہیں (مگر) ان سے سمجھتے نہیں۔ ان کی آنکھیں ہیں (مگر) ان سے دیکھتے نہیں۔ اور ان کے کان ہیں (لیکن) ان سے سنتے نہیں۔ وہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ وہی لوگ بے پرواہ ہیں۔ (الاعراف 7: آیت نمبر 179)

اور آپ کے رب کا یہ وعدہ پورا ہو گیا کہ میں جہنم کو جنّوں اور انسانوں سے بھر دوں گا۔ (ھود 11: 119)

اگر ہم چاہتے، تو ہر شخص کو اس کی ہدایت دے دیتے۔ لیکن میری طرف سے یہ بات سبقت کرلی کہ " میں دوزخ کو تمام برے جنّوں اور انسانوں سے بھر دوں گا"۔ (السجدۃ 32: آیت نمبر 13)

یہ آیتیں بتلا رہی ہیں کہ جس طرح انسانوں کو ان کے لیے نیکی کے لائق جنت میں اور بدی کے لحاظ سے دوزخ میں ڈالا جائے گا، اسی طرح جنوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے گا۔ نیز جنوں پر بھی عبادت و بندگی فرض ہے۔

سورۃ الاعراف 7: آیت نمبر 179 جو ہے ہمیں وضاحت کر رہی ہے کہ جنوں کو عقل، سمجھ اور دانائی دی گئی ہے۔

انسان سمجھ بوجھ سے عاری درندوں کو اپنے قبضے میں کر سکتا ہے۔ مگر عقل و شعور رکھنے والے جن ؓ کو کیوں کر اپنے قبضے میں کر سکتا ہے؟

عقل و شعور رکھنے والے ایک آدمی، جب اپنے ہی جیسا عقل و شعور رکھنے والے دوسرے آدمی کو اپنے قبضے میں نہیں کر سکتا، تو پھر فہم و شعور اور عقل و دانائی رکھنے والے جنّوں کو کس طرح وہ اپنے قبضے میں کر سکتا ہے؟!

اس کے علاوہ ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ وہ یہ کہ جنّوں کی طاقت و قدرت جو ہے انسانوں کی طاقت سے بہت زیادہ ہے۔

(سلیمان) نے سوال کیا: اے درباریو! تم میں سے کون ہے جو ان کے فرمان بردار ہو کر میرے پاس آنے سے پہلے اس (ملکہ) کا تخت میرے پاس لے آئے؟ عفریت نام کا جن ؓ کہنے لگا:

"آپ اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے ہی میں اسے آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ میں طاقتور اور امانت دار ہوں۔ جس (جنّ) کے پاس کتاب کا علم تھا، اس نے کہا: "میں اس کو آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں۔" جب (سلیمان) نے اس (تخت شاہی) کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہنے لگے: یہ میرے رب کا فضل ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری؟ جو شکر ادا کرتا ہے، تو وہ اپنے ہی لیے شکر ادا کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرتا ہے، تو وہ اپنے لیے ناشکری کرتا ہے۔ میرا رب تو بے نیاز اور بزرگی والا ہے۔ (النمل27: آیت نمبر38-40)

عفریت نامی جن بولا کہ ملکہ سبا کا وہ شاہی تخت نبی سلیمان کے اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے لے کر آؤں گا۔ مگر اس سے زیادہ طاقت وقدرت رکھنے والے نے کہا کہ اسے پلک جھپکتے میں لے آؤں گا۔ اور کہنے کے مطابق اس نے اس کو لا کر حاضر کر دیا۔

اس واقعے سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جن، انسانوں کے مقابلے میں کئی ہزار گنا زیادہ طاقت وقدرت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جنوں کی ایک بات چیت اور مکالمہ کا نبی ﷺ کو اطلاع دے رہا ہے جو سورہ جنّ میں مذکور ہے۔

ہم نے آسمان کو ٹٹولا، تو اس کو سخت پہرہ داروں اور مشعلوں سے بھرا ہوا پایا۔ (اس سے پہلے) ہم وہاں کئی جگہوں میں (خبریں) سننے کے لیے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ (مگر) اب جو سننے کو کان لگاتا ہے، وہ (وہاں) اپنے لیے گھات لگایا ہوا مشعل (شہاب) پاتا ہے۔ (الجن72: آیت نمبر8،9)

آسمانی دنیا کو جہاں تک انسان آج کی ترقی یافتہ سائنسی دور میں بھی نہیں پہنچ سکا، مگر یہ جنّ یوں ہی بڑی آسانی سے پہنچ جاتا ہے۔ تو ہم اس سے جنّوں کی حیرت انگیز طاقت وقدرت اور قوت پرواز وغیرہ کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جنوں کو انسانوں کی طرح عقل، سمجھ بوجھ دی گئی ہے۔ اور وہ طاقت وقوت میں انسانوں سے کئی ہزار گناہ بڑھ کر ہیں۔ جب ایسی بات ہے تو جنّ، انسانوں پر قبضہ کر کے ان کو اپنا ماتحت بنا سکتا ہے۔ مگر

یہ یقینی بات ہے کہ انسان، جنوں کو اپنے قبضے میں کر ہی نہیں سکتا۔

اور بھی کھلے الفاظ میں وضاحت کے ساتھ یوں کہہ سکتے ہیں کہ جنوں پر قبضہ کرنا ان پر تسلط قائم رکھنا، ان کو اپنا مطیع و فرماں بردار بنانا انسانوں سے ناممکن بلکہ محال ہے۔ اس کے لیے ہی دلائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو نبی سلیمان علیہ السلام کے قبضے میں کر رکھا تھا۔ جس کی بابت قرآنی آیتیں یہ ہیں۔ ملاحظہ ہو:

اسی طرح شیطانوں میں (ایسوں کو بھی ان کے تابع کر دیا تھا) جو ان کے لیے (سمندر میں) غوطے لگاتے (موتی اور جواہرات نکال لاتے) تھے، اور اس کے علاوہ دوسرے کام بھی کرتے تھے۔ اور ہم ان کے نگران تھے۔ (الانبیاء21: آیت نمبر82)

اور ہم نے سلیمان کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا۔ اس (ہوا) کا چلنا ایک مہینہ ہے اور اس کا پلٹنا ایک مہینہ ہے۔ اور ان کے لیے ہم نے (پگھلے ہوئے) تانبے کا چشمہ بہادیا۔ اور جنوں میں ایسے تھے جو اپنے پروردگار کی مرضی کے مطابق ان کے پاس کام کرتے تھے۔ ان میں سے جو کوئی ہمارے حکم سے سرتابی کرے، اس کو ہم بھڑکتی ہوی آگ (یعنی دوزخ) کے عذاب کا مزا چکھائیں گے۔ (سلیمان) جو چاہتے وہ (جن) ان کے لیے بناتے تھے۔ یعنی محلات، مجسمے، حوض جیسے لگن، اپنی جگہ جمی رہنے والی بھاری دیگیں۔ (ہم نے کہا کہ) : اے داؤد کے خاندان والو! شکر کے ساتھ عمل کرو۔ اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہی ہوتے ہیں۔ (سبا34: آیت نمبر13,12)

کیا ہر وقت جن، نبی سلیمان علیہ السلام کی اطاعت کر رہا تھا؟ اس کی اللہ تعالیٰ نگرانی کر رہا تھا، اسی لیے ان سے جنوں کو اپنے قبضے میں رکھنا ممکن ہوا۔

اللہ نے ہوا کو نبی سلیمان علیہ السلام کے قبضے میں دے دیا۔ پرندوں کو آپ کے قابو میں کر دیا ، آپ کو چونٹیوں کی بولی سمجھنے کی قابلیت دی، اور اسی طرح جنوں کو بھی آپ کے قبضے میں دے دیا۔

اگر جنوں کو قبضے اور قابو میں کرنا انسانوں سے ممکن ہے، تو پھر اللہ کا جنوں کو سلیمان کے قبضے میں دینے کی بات، بے معنیٰ جملہ ہو جائے گا۔

اللہ نے جنوں کو سلیمان کے جو قبضے میں دیا، اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جنوں کو قبضے اور قابو میں لانا انسانوں سے نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ان کے بس کی بات نہیں۔

اللہ کی ان نعمتوں سے بہرہ ور سلیمان نے اللہ سے ایک اہم دعا بھی کی۔

انہوں نے دعا کی: " اے میرے پروردگار! مجھے معاف کر دے اور مجھ کو ایسی سلطنت عطا کر جو میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو۔ تو ہی بڑا عطا کرنے والا ہے "۔ (صٓ 38: آیت نمبر 35)

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی۔ جیسا کہ حدیث میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: گزشتہ رات ایک سرکش جنّ اچانک میرے پاس آیا۔ یا اسی طرح کی کوئی بات آپ نے فرمائی۔ وہ میری نماز میں خلل ڈالنا چاہتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا۔ اور میں نے سوچا کہ مسجد کے کسی ستون کے ساتھ اسے باندھ دوں تاکہ صبح کو تم سب بھی اسے دیکھو۔ پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آگئی (جو سورہ صٓ میں ہے) اے میرے رب! مجھے ایسی بادشاہت عطا کرنا جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو۔ (بخاری: 461)

سلیمان علیہ السلام نے جو دعا کی تھی، اللہ تعالیٰ اس کے متعلق نبی ﷺ کو یاد دلا کر جنّ کو اپنے قابو میں کرنے سے روک دیا۔ نبی ﷺ کا رک جانا دلیل ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی دعا میں یہ بھی شامل تھی۔

اسی سے ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ خود نبی ﷺ بھی جنوں کو اپنے قابو میں نہیں کر سکتے۔

جب یہ بات قرآن سے واضح ہو گیا کہ جنوں کو قابو میں کرنا انسان سے ہرگز نہیں ہو سکتا، تو پھر اس کے خلاف اس دعوے کو کیسے قبول کیا جا سکتا ہے کہ جادوگر جنوں کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے؟!

اگر جنوں کے ذریعہ جادو کیا جاتا ہے، تو اس کے لیے سر کے بال، پاوں تلے مٹی وغیرہ کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ اگر یہ ایک حکم دے تو وہ جنّ ہی کرے گا؟

جب جادو گر ہی یہ بات نہیں کہتا کہ ہم جنوں کے ذریعہ ہی جادو ٹونا کرتے ہیں، تو ایسی حالت میں یہ بڑی دکھ کی بات ہے کہ علماء کرام خواہ مخواہ جادو کو سہارا دے رہے ہیں۔

جو آدمی یہ کہتا ہے کہ میرے پاس جنّ ہے، جسے میں اپنے قابو میں رکھا ہوں، اس سے آپ یہ کہیے: میں تجھے ماروں گا۔ تو مجھے نہیں روکنا بلکہ تیرے قابو میں جو جنّ ہے اس کے ذریعہ تو مجھے روکنا ہے، کیا وہ اس بات کو مان لے گا؟

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جادو گر جنوں کو اگر اپنے قابو میں رکھتا ہو، تو پھر کیا وہ اپنی ضروریات زندگی کے لیے لوگوں کے پاس ہاتھ پھیلاتے رہے گا؟

جنوں کو اپنے کنٹرول میں رکھنے کی بات اگر صحیح ہے، تو وہ اس کو یہ حکم کیوں نہیں دیتا کہ زمین میں مدفون کئی ہزار کروڑ روپیوں کا سونا نکال کر باہر لے آئے، اور اپنے قدموں میں ڈال دے؟

ان عاملوں، باباوں، اور عالموں کے پاس اگر جنّ آتے ہیں ان کی بات مانتے ہی ہیں، تو ان میں سے کسی چار جنّوں کو امریکہ اور اسرائیل میں تباہی مچانے کے لیے بھیجا جا سکتا ہے؟ جب کہ جنوں کو ایسا کرنے پر قدرت بھی ہے۔

کہیں دور میں موجود شاہی تخت کو پلک جھپکتے میں حاضر کرنے والے جنوں کو اگر حکم دیں، تو امریکہ کے بنڈ گان میں موجود تمام اسلحہ کو منٹوں میں برباد کر سکتا ہے۔

جنّوں کو قبضے میں رکھنے کی بات کرنے والے یہ جھوٹے، فریبی اور مکار لوگ چھوٹا موٹا اور معمولی کام ہی دیکھتے ہیں۔ جنوں سے جو بڑے بڑے کام ہوتے ہیں ان میں سے کوئی کام بھی یہ نہیں کرواتے۔

عقل سے ذرا سوچیں، تو پتا چلے گا کہ آنکھوں کو نظر نہ آنے والی مخلوق کو جو عقل و شعور بھی رکھتی ہے، دوسروں کو اپنے قابو اور قبضے میں کرنے کا امکان زیادہ رہے گا۔ جنّ ہم کو دیکھتا ہے، جب کہ ہم اس کو دیکھ ہی نہیں سکتے۔ اس کے متعلق اللہ، قرآن میں کہتا ہے:

وہ اور اس کا گروہ تم کو اس طرح دیکھتا ہے کہ تم ان کو دیکھ نہیں سکتے۔ (الاعراف 7: آیت 27)

اگر جنّ کسی آدمی کے سر پر ڈاپٹی مار کر یہ کہے: میری بات سنو! تو وہ آدمی انکار اور نافرمانی نہیں کرے گا، کیوں کہ جن اس کے آنکھوں کو دکھائی نہیں دیتا اور وہ آدمی یہ نہیں جانتا کہ اگلا مار کس طرف سے پڑے گا؟ اس لیے وہ اس کی مخالفت کیے بغیر اس کی اطاعت کرے گا۔ یہ بات ہم تسلیم کر سکتے ہیں۔

مگر انسان، اپنے ہی طرح عقل و دانائی اور فہم و شعور رکھنے والے جنّوں کو جو طاقت و قدرت میں انسان سے کئی گنا زیادہ بھی ہے، اور نظروں سے اوجھل رہنے کی وجہ سے اور بھی قوت رکھتا ہے، اپنے قابو میں کبھی نہیں لا سکتا۔ اور اپنے قبضے میں ہر گز نہیں کر سکتا۔

یہ لوگ جنّوں کی مدد سے ان کے لائق کوئی کام نہیں لیتے۔ اس لیے یہ بات یقینی ہے کہ عوام کو اُلو بنا کر روپیے اینٹھنے کے لیے ہی جنّ کے نام سے ڈراتے ہیں۔

13- کیا معجزات کو ماننا شرک ہے؟

جادو گر کے تعلق سے یہ مانا جاتا ہے کہ وہ انسان کی طرح نہیں، بلکہ اللہ کی طرح وسائل و ذرائع کا استعمال کیے بغیر ہی کام کرتا ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ جادو کے ذریعہ اثر ڈالنے کا عقیدہ رکھنا، صرف منتر سے تاثیر پیدا کرنے کا اعتقاد رکھنا اللہ کے ساتھ شرک ہے۔ جادو پارٹی کے لوگ اس کی تردید کے لیے ہم سے کچھ الٹے سوال کرتے اور اشکال بھی ظاہر کرتے ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ انبیا نے جو معجزات دکھائے انہیں تم مانتے ہو، اور ہم بھی مانتے ہیں۔ نیز انبیا کا کوئی معجزہ انسان کے کام اور کمال کی طرح نہیں تھا۔ بلکہ واقعی اللہ کی کمالِ قدرت ہی کی طرح تھا۔ معجزات کو مانتے وقت چونکہ انبیا بھی اللہ کی طرح کمال دکھانے کا مفہوم پایا جاتا ہے، اس لیے کیا تم یہ کہہ دیں گے کہ معجزات کو ماننا اللہ کے ساتھ شرک ہے؟

ہمارا جواب یہ ہے کہ ان کا یہ دعوا نادانی اور جہالت پر مبنی ہے۔ انبیا نے جو معجزات کر دکھائے وہ انسان کا کمال نہیں۔ یہ بات صحیح ہے۔ اور کوئی آدمی بھی اس طرح نہیں کر سکتا۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ مگر انبیا نے جو معجزے دکھائے وہ دراصل ان کے کیے ہوئے کام نہیں۔

اللہ ہی نے انسانوں میں سے نبیوں (انبیا) کو بھیجا۔ لوگ انہیں اللہ کا رسول ماننے اور ان پر ایمان لانے کے لیے بطورِ دلیل چند معجزات ان کے ذریعے ظاہر کیے۔ ان معجزات اور انبیا میں کوئی تعلق نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انبیا کو خود ان کی زبان سے لوگوں میں اعلان کرواتا ہے کہ ہم اللہ کی اجازت ہی سے کوئی کرشمہ دکھا سکتے ہیں۔ اور اللہ کے حکم ہی سے ہم کوئی معجزہ ظاہر کر سکتے ہیں۔ قرآن کی کئی آیتوں میں اللہ تعالیٰ اس حقیقت کی وضاحت کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا جادوگر اللہ کی طرف سے وحی پا کر اور اس کی اجازت ہی سے جادو کرتے ہیں؟ کیا جادو پارٹی کا عقیدہ یہی ہے؟

اس لیے انبیا کے معجزات کو جادو کے ساتھ ملانے اور آپس میں موازنہ کرنے کے لیے کوئی وجہ جواز نہیں۔

انبیا جب معجزہ دکھانا چاہیں، تب دکھا نہیں سکتے۔ اسی طرح ان سے جب لوگ معجزہ کا مطالبہ کریں، تب بھی انبیا معجزہ ظاہر نہیں کر سکتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو جب اجازت دیتا ہے، صرف اس وقت پر وہ معجزہ قوم کے سامنے دکھا سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معجزہ دکھانے کا اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں۔ ان کو بیویوں اور اولاد والا بنایا تھا۔ کوئی بھی رسول، اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی معجزہ لے کر آ ہی نہیں سکتا۔ ہر (کام کا) مقررہ وقت لکھا ہوا ہے۔

(الرعد 13: آیت نمبر 38)

آپ سے پہلے ہم کئی رسول بھیج چکے ہیں، جن میں سے بعض کے حالات ہم نے آپ کو بیان کر دیئے ہیں۔ اور بعض کے حالات بیان نہیں کیئے۔ کسی رسول کے بس کی یہ بات نہیں تھی کہ وہ اللہ کی

مرضی کے بغیر، کوئی معجزہ لے آئے۔ اس لیے جب اللہ کا حکم آئے گا، تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اور اس وقت باطل پرست خسارے (گھاٹے) میں رہیں گے۔(المؤمن40: آیت نمبر78)

ان کے رسولوں نے کہا کہ واقعی ہم تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں۔ اس کے باوجود اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے۔ ہم اللہ کی مرضی کے بغیر تمہارے پاس کوئی معجزہ نہیں لا سکتے۔ اور ایمان لانے والوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔(ابراہیم14: آیت نمبر11)

یہ آیتیں ناقابل انکار دلائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر، انبیاء کرام کوئی معجزہ بھی نہیں دکھا سکتے۔

وہ لوگ کہتے ہیں کہ: "ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، جب تک کہ آپ ہمارے لیے زمین سے چشمہ جاری نہ کر دیں۔" "یا آپ کے لیے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو، اور اس کے بیچ میں آپ نہریں جاری کر کے دکھائیں"۔ "یا آسمان کو ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دیں جیسا کہ آپ کا گمان ہے۔ یا اللہ اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے لے آئیں"۔ "یا آپ کے لیے سونے کا ایک گھر ہو۔ یا آپ آسمان میں چڑھ جائیں۔ اور ہم آپ کے چڑھنے کو بھی نہیں مانیں گے، جب تک کہ آپ ہم پر ایک ایسی کتاب نہ اتار لائیں جسے ہم پڑھ سکیں۔" (اے محمد!) آپ جواب دیجیے کہ میرا پروردگار پاک ہے۔ میں تو صرف انسان اور پیغام پہنچانے والا (پیغمبر) ہوں۔(بنی اسرائیل17: آیت نمبر90-93)

مذکورہ معجزات ظاہر کر کے دکھانا اللہ کے لیے بہت ہی آسان ہے۔ قوم والوں نے نبی سے یہ سب کرنے دکھانے کا مطالبہ نہیں کیا، بلکہ ان میں سے کوئی ایک معجزہ کا مطالبہ کیا اور یہ بھی کہا کہ اس طرح وہ اگر معجزہ دکھا دے تو اس کو نبی مانیں گے۔ اور اس کی رسالت پر ایمان لائیں گے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کے زبانی جواب دیتا ہے کہ جس کا مفہوم یہ ہے لوگو! میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں، اور ساتھ ہی اللہ کا رسول بھی ہوں، جس کی ذمہ داری تو صرف اس کا پیغام پہنچانا ہے۔ اور معجزے دکھانا تو اللہ کے اختیار میں ہے۔ اور جس چیز کو اللہ ہی سے مانگنا ہے اس کا مطالبہ مجھ سے کیوں کر رہے ہو؟

معجزہ ظاہر کر کے دکھانے والا اللہ ہی ہے۔ جب وہ چاہے گا تب انبیا کے ذریعہ اس کو ظاہر کرے گا۔ یہ بات سمجھنے کے لیے مذکورہ دلائل کافی ہیں۔ حقیقت میں کرشمہ بتانے والا کون ہے؟ معجزہ ظاہر کر کے دکھانے والا دراصل کون ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے ایک اور ناحیہ سے بھی ہم کو غور کرنا چاہیے۔

تمام انبیا نے لوگوں سے کیا کہا؟ یہی کہ ہم انسان ہی ہیں۔ اللہ کی طرف سے اگر حکم آئے، تبھی ہمارے ذریعہ وہ جو معجزہ دکھانا چاہے گا، وہ ہم سے ظاہر ہو گا۔ اس معاملے میں ہمارا کوئی عمل دخل نہیں۔

مگر جادو پارٹی کے لوگ یہ مانتے ہیں کہ جادوگروں کو ان کی منہ مانگی رقم دے دی جائے، تو وہ جس وقت چاہیں، جس پر چاہیں، اور جس طریقے سے چاہیں جادو کرا سکتے ہیں۔

انبیا خود سے معجزہ نہیں دکھاتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ان کے ذریعہ ظاہر کر کے دکھانے کی بات کو اور بھی یقین کے ساتھ جاننے کے لیے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ خرق عادت جو معجزات رونما ہوئے ان پر غور کر سکتے ہیں۔

نبی موسیٰؑ اللہ تعالیٰ سے بات چیت کرنے کے لیے کوہِ طور سیناء تشریف لے گئے۔ پھر کیا ہوا؟

(اللہ نے سوال کیا) : "اے موسیٰ! آپ کے داہنے ہاتھ میں وہ کیا ہے؟ جواب دیا: "یہ میری لاٹھی ہے۔ میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں۔ اس کے ذریعہ اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں۔ اور اس سے میری دوسری ضروریات بھی (پوری ہوتی) ہیں۔ اس نے کہا: "اے موسیٰ! اسے ڈال دیجیے۔ تو انہوں نے اس کو (نیچے) ڈال دیا، تو وہ اچانک پھنکارتا ہوا سانپ بن گیا۔ اس نے کہا: "اسے پکڑ لیجیے۔ ڈریے نہیں۔ ہم اس کو اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔ (طٰہٰ20: آیت نمبر17-21)

موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں جو تھا وہ صرف لاٹھی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس کا اعتراف اور اقرار کیا۔ اس کے بعد ہی اللہ تعالیٰ نے اس کو نیچے ڈالنے کے لیے کہتا ہے۔ ڈالتے ہی وہ فوراً سانپ بن گئی۔ اس معجزہ کو اللہ ہی نے دکھایا۔ موسیٰؑ کو معلوم نہیں تھا کہ وہ سانپ بن جائے گی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا، جہاں آپ نے فرعون کو توحید کی دعوت دی۔ اور اللہ کی اجازت سے وہی معجزہ دکھایا۔ اس کو دیکھ کر فرعون نے اعلان کیا اور للکارا

کہ یہ تو جادو ہے۔ ہمارے دیس کے جادو گروں کے ساتھ تیرا مقابلہ رکھوں گا۔ ان کے ذریعہ تجھے شکست دوں گا۔

چنانچہ بہت سارے جادو گر آئے اور اپنا جادو اور کرتب دکھانے لگے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پاس لاٹھی رکھنے کے باوجود اس کو ڈال کر فریق مخالف کے جادو گروں کو شکست نہیں دی۔ بلکہ اللہ کے حکم کا انتظار کر رہے تھے۔ حالانکہ اللہ نے اس سے پہلے بھی لاٹھی کو سانپ بنا کر دکھایا تھا۔ اس کے باوجود موسیٰ نے اللہ کا حکم آنے کے بعد ہی وہ کام کیا۔

اللہ کا فرمان آنے کے بعد موسیٰؑ نے لاٹھی ڈالی، تب چل کر وہ لاٹھی بہت بڑا سانپ بن کر جادو گروں کے شعبدوں کو نگلنے لگی۔ ملاحظہ ہو:

ان لوگوں نے پوچھا کہ اے موسیٰ! یا تو تم (شعبدہ کی چیز پہلے) ڈالو، یا ہم لوگ ہی ڈالیں؟ (موسیٰ نے) کہا کہ تم لوگ ہی ڈالو۔ پھر جب انہوں نے (اپنے شعبدہ کی چیزیں) ڈالیں، تو لوگوں کی آنکھوں پر نظر بندی کر دی، اور ان لوگوں کو خوف زدہ کر دیا اور بہت بڑا جادو لے کر آئے (جس کا مظاہرہ کیا۔ ہم نے موسیٰ پر وحی کی کہ آپ (بھی) اپنی لاٹھی ڈال دیجیے۔ تو وہ فوراً (اژدھا بن کر) ان کے کیے ہوئے شعبدہ کو نگل گئی۔ اس طرح سچائی قائم ہوگئی۔ اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے سب بے کار ہو گیا۔ (الاعراف7: آیت نمبر115-118)

موسیٰ کے ہاتھ میں لاٹھی ہونے کے باوجود، اس کو ڈالنے کا وقت آنے کے باوجود آپ نے جلدی نہیں کی۔ بلکہ اللہ کا حکم ہونے کے بعد ہی ڈالی۔ اسی طرح ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیے:

جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا، تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے کہ: "ہم تو پکڑے جائیں گے۔ (موسیٰ) نے کہا: "ایسی بات نہیں۔ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے۔ وہ مجھے راہ دکھائے گا۔ چنانچہ ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ اپنی لاٹھی سمندر پر ماریئے۔ اسی وقت سمندر پھٹ گیا۔ اور پھٹا ہوا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا۔ (الشعراء26: آیت نمبر61-63)

جب دشمنوں نے موسیٰ اور ان کی قوم کو پکڑ کر سزا دینے کے لیے تیزی سے آ رہے تھے،

توموسیٰؑ نے اپنی لاٹھی سے سمندر کو نہیں مارا۔ بلکہ کہنے لگے کہ اللہ میری رہنمائی کرے گا، اور حکم الٰہی کا انتظار کرنے لگے۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ اپنی لاٹھی سے سمندر پر ماریے۔ ارشاد الٰہی پانے کے بعد ہی موسیٰ نے مارا۔ غرض اللہ کے حکم ہی کی وجہ سے یہ معجزہ ظاہر ہوا۔

اسی طرح موسیٰؑ کی زندگی میں ایک اور واقعہ بھی پیش آیا، ملاحظہ ہو:

یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے (ہم سے) پانی مانگا، تو ہم نے کہا کہ آپ اپنی لاٹھی اس چٹان پر ماریئے۔ فوری طور پر اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا۔ (تو ہم نے کہا کہ) اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھاؤ پیو اور زمین میں فساد کرتے نہ پھرو۔

(البقرۃ2: آیت نمبر60)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ میں لاٹھی رہنے پر بھی، ضرورت کے وقت اس کو مار کر موسیٰ نے پانی کا چشمہ جاری نہیں کیا۔ اور کر بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ اللہ کا حکم آنے سے پہلے تک بھی وہ لاٹھی، صرف ایک معمولی لاٹھی ہے۔ جس سے کوئی خرق عادت کرشمہ ظاہر نہیں ہوگا۔ اسی لیے موسیٰ نے قوم کو پانی کی ضرورت کے سلسلے میں اللہ سے دعا کی۔ اللہ کا حکم آنے کے بعد ہی آپ نے اپنے لاٹھی سے اس چٹان پر دے مارا۔ جس سے چشمے جاری ہوگئے۔

کیا جادو پارٹی کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جادو میں تاثیر پیدا کرنے کے لیے جادوگر کو اللہ کی طرف سے وحی آئے گی؟ وہ اگر ایسی بات کریں تبھی جادو کا انبیا کے معجزات کے ساتھ موازنہ کر کے سوال کر سکتے ہیں۔

توحید کو قائم کرنے کے لیے اللہ نے جو معجزات دکھائے۔ ان کو یہ لوگ شرک کے جواز کے لیے بطورِ دلیل پیش کر رہے ہیں۔ ہائے افسوس ان کا ایمان کتنا کمزور ہوتا جا رہا ہے۔

نبی عیسیٰ علیہ السلام نے کئی معجزات دکھائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان معجزات کا ذکر کرتے وقت یوں کہا کہ یہ کام میری اجازت ہی سے ہوا۔ عیسیٰ سے کچھ نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ آپ خدائی صفات یا اختیارات کے حامل نہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

اور (ان کو) بنی اسرائیل کی طرف رسول (بنا کر بھیج دیا تو انہوں نے کہا کہ میں) تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ثبوت لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے لیے چکنی مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر اس میں پھونک ماروں گا، تو وہ اللہ کی مرضی کے مطابق سچ مچ پرندہ بن جائے گا۔ نیز میں اللہ کی مرضی کے مطابق پیدائشی اندھے اور برص والے کو اچھا کرتا ہوں، مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو چیز اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو، میں تم کو بتا دیتا ہوں۔ اگر تم ایمان والے ہو تو اس میں تمہارے لیے دلیل ہے۔ (آل عمرآن 3: آیت نمبر 49)

یاد دلایئے جب اللہ نے (عیسیٰ سے) کہا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! میرے احسان کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیا ہے۔ اور میں نے روح القدس (یعنی جبریل) کے ذریعہ تم کو مضبوط بھی کیا۔ تم نے جھولے میں بھی، اور جوانی میں بھی لوگوں سے باتیں کیں۔ اور یاد کرو کہ میں نے تم کو کتاب، حکمت، تورات اور انجیل سکھائی۔ اور یاد کرو کہ تم نے میری مرضی کے مطابق چکنی مٹی سے پرندہ کی شکل بنا کر اس میں پھونک دیا، اور وہ میری مرضی کے مطابق سچ مچ پرندہ بن گیا۔ اور تم نے میری مرضی کے مطابق پیدائشی اندھے اور سفید داغ والے کو اچھا کر دیا، اور تم نے مُردوں کو میری مرضی کے مطابق (زندہ) نکالا۔ اور یاد کرو کہ جب تم بنی اسرائیل کے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے، تو ان میں سے (اللہ کا) انکار کرنے والوں نے کہا کہ یہ کھلے جادو کے سوا اور کچھ نہیں، اس وقت میں نے ہی تم کو ان سے بچایا تھا۔ (المائدۃ 5: آیت نمبر 110)

لوگوں نے جب بھی معجزات کا مطالبہ کیا۔ انبیا نے وہ نہیں دکھائے۔ جب انبیاء نے لوگوں کو معجزہ دکھانا چاہا، تب بھی وہ نہیں دکھائے۔

بہر حال الٹے سوال کرنے والے جادو پارٹی کے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ انبیاء کے ذریعہ اللہ نے جو معجزات دکھائے، ان کو ماننے سے وہ شرک کے دائرے میں آئے گا ہی نہیں۔ مگر جادو سے اثر ہونے کا عقیدہ رکھنا ایسا نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو بے شک شرک کے دائرے میں آتا ہے۔

کیا جادوگر اللہ کی جانب سے وحی پا کر، اور اس کی اجازت ملنے کے بعد ہی جادو کرتا ہے؟ کیا

جادو کے ماننے والوں کا یہی عقیدہ ہے؟

اس لیے انبیا کے معجزات کا جادو سے موازنہ کرنے کے لیے کوئی وجہ جواز نہیں۔

14- کیا سامری کے کرشمے کو ماننا شرک ہے؟

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کتابِ الٰہی دینے کے لیے کوہِ طور پر بلایا۔ آپ کوہِ طور کی طرف نکلتے ہی قوم کا ایک فرد سامری نے لوگوں کے زیورات حاصل کر کے پگلا کر بچھڑے کا ڈھانچہ بنایا۔

نبی موسیٰ کے قدموں کے نیچے کی مٹی اٹھا کر اس میں ڈالتے ہی اس میں سے آواز آئی۔ سامری نے لوگوں کو گمراہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ خدا یہی ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام تو راستہ بھٹک گئے ہیں۔ اس طریقے سے اس نے ان لوگوں میں بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔

(دیکھیے طٰہٰ20: آیت نمبر87،88،96)

یہاں پر جادو پارٹی کے لوگ سوال کرتے ہیں کہ اس کو اگر مان لیں، تو کیا اس کا مطلب یہ نہیں آئے گا کہ سامری نے اللہ کی طرح کام کر دیا ہے؟ تو کیا یہ شرک نہیں ہے؟ جادو کی تاثیر کو ماننا اگر شرک ہے، تو پھر سامری نے جو کیا اس کو ماننا بھی شرک ہی ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ شرک نہیں ہے۔ کیونکہ سامری نے حقیقت میں کوئی کرشمہ نہیں دکھایا۔ بلکہ اس سے جو کرشمہ ظاہر ہوا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس طرح کرنے پر قدرت رکھتا تھا۔ ذرا اس مثال پر غور کیجیے۔

ہم یہ جملہ کب کہتے ہیں کہ فلاں صاحب اس کام میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔ اور یہ ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے؟

جب ان کو کرنے کا خیال آئے، تو کر دکھانا چاہیے۔ دیا سلائی کی ایک کاڑی کو تمام آدمی دو ٹکڑے کر دیتے ہیں، جسے ہم بھی مانتے ہیں جب ہم چاہیں اسے دو ٹکڑے کر دکھا سکتے ہیں۔ لاکھ میں کوئی ایک کاڑی اللہ کی مرضی کے مطابق ٹوٹنے سے رہ جائے گی۔

فرض کیجیے کہ ایک شخص ایک سبّل کو ٹیڑھا کرتا ہے، اس وقت وہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تو کیا ہم اس کو سبل توڑنے کے قابل بڑا طاقتور کہیں گے ؟ نہیں، بلکہ اس کے پاس اور بھی چند سبل دے کر کہیں گے کہ اس کو توڑ کے دکھاؤ۔ جب وہ ہمارے کہنے کے مطابق تمام سبل توڑ کر ٹکڑے کر دیتا ہے، تب ہم سمجھیں گے کہ اس کو واقعی سبل توڑنے کی طاقت ہے۔

اگر وہ شخص دوسرے سبل کو اس طرح توڑ نہ سکے، یا وہ اس طرح کرنے سے انکار کر دے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سبل ایک مرتبہ جو ٹوٹ گیا، وہ اس شخص کی طاقت سے نہیں بلکہ وہ اندر سے کھوکھلا رہا ہوگا۔ یا اللہ نے اس سبل کو ٹوٹنے کا حکم دیا ہوگا۔ ہم ایسا ہی سمجھیں گے۔ اور یہ فیصلہ کرلیں گے کہ اس شخص کو سبل توڑنے کی طاقت نہیں ہے۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ سامری نے جو کیا، کیا وہ مہارت فن کے ذریعہ خود سے منصوبہ بنا کر اس کو کیا؟ کیا سامری نے جب چاہا بچھڑے کی طرح بنا کر اس میں آواز پیدا کرنے کی قدرت رکھتا تھا؟ یا اتفاقی طور پر ایک بار ایسا ہوا؟

اس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں وضاحت کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

(موسیٰ نے) پوچھا: اے سامری! تیرا کیا معاملہ ہے؟ وہ بولا: میں نے وہ دیکھا جس کو اوروں نے نہیں دیکھا۔ تو میں نے اس رسول کے نقشِ قدم سے (مٹی کی) ایک مٹھی بھر لی۔ پھر اس کو (بچھڑے کے ڈھانچے میں) ڈال دیا۔ اسی طرح میرے دل نے مجھے ورغلایا۔ (موسیٰ نے) کہا: تو چلا جا۔ اب زندگی بھر تجھے (دوسروں سے) یہ کہتے رہنے کی حالت ہوگی کہ (مجھے) مت چھونا۔ اور تیرے لیے ایک اور وقت ہے جو تجھ سے کبھی ٹل نہیں سکتا۔ تو اپنے اس خدا کو دیکھ جس کی پرستش پر تو جما رہا، ہم اسے جلا کر اس (کی راکھ) کو سمندر میں بکھیر دیں گے۔ (طٰہٰ20: آیت نمبر95-97)

جب موسیٰ نے جانچ پڑتال کیا کہ کیا ماجرا ہے؟ اس وقت پر سامری نے یہ نہیں کہا کہ مجھے اس طرح کرنے کی قدرت ہے بلکہ جواب دیا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ اس ڈھانچے میں رسول کے پاوں تلے مٹی ڈالی جائے، اور بس۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو اس طرح کرنے کی قدرت نہیں تھی۔ مگر اللہ نے اس کے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ اس طرح کردے۔ چنانچہ اس نے وہ کام کردیا۔

سامری کے پاس کوئی جادوئی طاقت اور منتر کا کرشمہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ اس کو قوم کے سامنے ثابت کر دکھانے کے لیے موسیٰ علیہ السلام نے اس کے بنائے بچھڑے کو آگ میں جلا کر راکھ کر دیا۔ پھر اس راکھ کو سمندر میں خوب بکھیر کر دکھادیا۔ سامری کچھ نہ کرسکا۔ چپ چاپ کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

مضبوط ایمان والے موسیٰ کے سامنے سامری ٹھہر نہ سکا، احتجاج نہ کرسکا۔ جس بچھڑے کو اس نے بنایا اسے خود وہ بچا نہ سکا۔ اور نہ وہ بچھڑا اس کو بچا سکا۔

اس طرح کئی لوگوں کی زندگی میں بھی اتفاقی طور پر کرامات و کرشمے ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر ان کرامات کے وہ مالک و حقدار نہیں ہوں گے۔

کوئی شخص کوما (انتہائی بے ہوشی) میں پڑا ہو تو پورے ڈاکٹر یقین کے ساتھ کہہ دیں گے کہ یہ کبھی اٹھے گا ہی نہیں۔ مگر اچانک اس کو ہوش آجائے، بات کرنے لگے اور ہم سے خیریت دریافت کرے۔ تو کوئی بھی یہ ہرگز نہیں کہے گا کہ یہ اس کا کرشمہ اور کرامت ہے۔ اور ہم بھی اس طرح نہیں کہیں گے۔ بلکہ یوں کہیں گے کہ اللہ نے اس پر مہربانی کرنے کے لیے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا ہے۔

کسی کا کوئی کام اس کا کب ہوتا ہے؟ جب خود سے سوچ سمجھ کر کسی کام کے لیے باقاعدہ منصوبہ بنا کر اس کے مطابق کرے، تب چل کر ہم کہیں گے کہ ہاں! یہ کام اس نے کیا ہے۔

فرض کیجیے کہ ایک آدمی پچاس منزلہ عمارت سے نیچے گر گیا۔ مرا نہیں۔ جان بچ گئی۔ تو ہم اس کو کس طرح سمجھیں گے؟ وہ جب چاہے پچاس منزلہ عمارت سے گرے گا اس کو کچھ نہیں ہوگا۔ ایسا کوئی بھی نہیں کہے گا۔ نیچے گرنے والا بھی نہیں کہے گا۔ ہم اس واقعے کو یوں سمجھیں گے کہ اللہ نے معجزاتی طریقے سے اس کی مدد کی ہے، جس کی اس کو خود امید نہیں تھی۔

جب ہم اس حقیقت کو سمجھ لیں گے، تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ سامری نے کوئی کرشمہ

نہیں دکھایا، اور نہ اس کے پاس اس کی قدرت ہی تھی۔

جادو گر کو جب چاہے، جس کے خلاف بھی چاہے، جادو کر کے اللہ کی طرح کرنے کی قدرت واختیار والا سمجھنا، اور یہ واقعہ دونوں کیسے برابر ہو سکتا ہے؟

(۱) بہر حال سامری نے کیا۔ اور سامری سے ظاہر ہوا۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ (۲) جادو گر کو بہت ساری قدرتوں والا مانا جاتا ہے۔ اور یہ عقیدہ سامری سے ظاہر ہونے والا اتفاقی واقعہ کی طرح نہیں۔ (۳) جادو گر خود سے منصوبہ بناتا ہے۔ جب بھی منصوبہ بناتا ہے برابر منتر پڑھتا ہے۔(۴) اور وہ جتنے بار چاہے اس طرح کرتا ہے۔ غرض یہ جادو منتر کھلا شرک نہیں تو اور کیا ہے؟

15- کیا دجّال کے کرشمے کو ماننا شرک ہے؟

جادو کو ماننے والے ایک اور اشکال ظاہر کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ دجال کے کام بھی، اللہ کے کام کی طرح ہیں۔ تو کیا اس کے کاموں کو ماننا شرک ہے؟

ہم مانتے ہیں کہ دجال آگے آنے والے زمانے میں آئے گا۔ جو کئی کام خرق عادت کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے گا۔ اس کے کاموں میں مردے کو زندہ کرنا بھی شامل ہے۔ نیز کسی کو مار ڈال کر پھر اس کو جی اٹھائے گا بھی۔

اب جادو کو ماننے والے ہم سے الٹا سوال کرتے ہیں کہ ہم اگر یہ مان لیں کہ اللہ کی طرح کوئی بھی نہیں کر سکتا، تو دجال کے اس طرح کرنے کو کس طرح مانیں؟ اگر اس کو مان لیں تو کیا یہ شرک نہیں ہو گا؟

اس سوال کو اگر سرسری طور پر دیکھیں، تو صحیح معلوم ہو گا۔ مگر ذرا غور کریں تو واضح ہو جائے گا کہ یہ سوال ہی غلط ہے۔

کیونکہ نوح علیہ السلام سے لے کر تمام انبیانے امت کو باخبر کیا ہے کہ آخری زمانے میں دجال آنے والا ہے۔

عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا: آپ نے اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کی جو اس کی شان کے لائق ہے۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ میں بھی تمہیں اس کے بارے میں ڈراتا ہوں۔ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس کے فتنوں سے نہ ڈرایا ہو۔ نوح نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔ لیکن میں اس کے بارے میں تم سے ایک ایسی بات کہوں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی۔ اور وہ بات یہ ہے کہ دجال کانا ہو گا (ایک آنکھ والا) اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔(بخاری:3057)

اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں بتلادیا ہے کہ دجال آکر کچھ غیر معمولی کام کرکے اپنے آپ کو خدا ہونے کا دعوا کرے گا۔ خبر دار! تم اس کی باتوں پر یقین نہ کرو۔

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کیوں نہ میں تمہیں دجال کے متعلق ایک ایسی بات بتادوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ وہ کانا ہو گا۔ جنت اور دوزخ جیسی چیز لائے گا۔ پھر جسے وہ جنت کہے گا در حقیقت وہی دوزخ ہو گی۔ اور میں بھی تم کو (اس کے بارے میں) اسی طرح باخبر کرتا ہوں جیسے نوح نے اپنی قوم کو باخبر کیا تھا۔(بخاری: 3338)

ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک دن لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔ لیکن دجالِ مسیح کی داہنی آنکھ کانی ہے۔ اس کی آنکھ (خوشے میں) اٹھے ہوئے انگور کی طرح ہو گی۔(بخاری: 3439)

عمر بن ثابت انصاریؒ نے بیان کیا کہ ان سے رسول ﷺ کے بعض صحابہ نے بیان کیا جس روز اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو دجال سے ڈرایا۔ (اس وقت) پھر یہ بھی فرمایا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں "کافر" لکھا ہو گا۔ جس کو وہ شخص پڑھ لے گا جو اس کے کاموں کو برا جانے گا یا اس کو ہر مومن پڑھ لے گا۔ اور آپ نے فرمایا: تم یہ جان رکھو کہ تم میں سے کوئی مرنے سے پہلے اپنے پروردگار کو نہیں دیکھ سکتا۔(مسلم: 5125)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس

نے اپنی امت کو کانے جھوٹے سے نہ ڈرایا ہو۔ خبر دار ہو جاؤ۔ وہ کانا ہے اور تمہارا پرور دگار کانا نہیں ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ک، ف، ر (یعنی کافر) لکھا ہو گا۔ (مسلم: 5219)

اللہ کی وحدانیت کا انکار کرنے والا جو بھی ہو، لوگوں نے اس کے کام سے پہچان لیا کہ یہ کافر ہے۔ مگر کسی کی پیشانی میں اس (دجال) کی طرح "کافر" لکھ کر نشاندہی نہیں کی گئی۔ یہ اس دجال کی بہت بڑی کمزوری اور عیب ہے۔

دجال کچھ کمالات دکھا کر خود کو خدا کہے گا۔ مگر یہ بات جادو گر کو "قدرت والا" ماننے کی طرح نہیں ہے۔

دجال اور جادو گر میں پیشن گوئی کے اعتبار سے فرق ہے۔ یعنی دجال کے بارے میں پہلے ہی بتادیا گیا کہ وہ آنے والا ہے، جس کی پیشانی پر لفظ کافر لکھا ہو گا، نبی ﷺ نے خبر دی کہ وہ کمالات دکھائے گا اور اس سے بھی باخبر کیا کہ وہ داہنی آنکھ سے کانا ہو گا۔ اور خدا ہونے کا دعوا کرے گا۔ غرض پیشن گوئی کے لحاظ سے دجال جو ہے، جادو گر کی قدرت سے مختلف ہے۔

اس کے علاوہ حدیث میں کہا گیا ہے کہ دجال جو کرشمہ اور کمال دکھا کر اپنے آپ کو خدا ہونے کا دعوا کرے گا، اسی کمال اور معجزے میں اللہ تعالیٰ اس کو جھوٹا ثابت کر دے گا۔

ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دجال کے متعلق ایک لمبی حدیث بیان کی۔ آپ نے اپنی حدیث میں یہ بھی فرمایا تھا کہ دجال مدینے کی ایک کھاری شور زمین تک پہنچے گا۔ اس پر مدینے میں داخلہ تو حرام ہو گا۔ (مدینے سے) اس دن ایک شخص اس کی طرف نکل کر بڑھے گا۔ یہ لوگوں میں بہترین نیک مرد ہو گا، یا (یہ فرمایا کہ) بزرگ ترین لوگوں میں سے ہو گا، وہ شخص کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی دجال ہے جس کے متعلق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اطلاع دی تھی۔

دجال کہے گا: کیا میں اسے قتل کر کے پھر زندہ کر ڈالوں، تو تم لوگوں کو میرے معاملے میں کوئی شبہ رہ جائے گا؟ (اس کے حواری) لوگ کہیں گے: نہیں۔ چنانچہ دجال اس (نیک بندے) کو قتل

کر کے پھر زندہ کر دے گا۔ جب دجال اس کو زندہ کر دے گا، وہ (نیک آدمی) کہے گا: اللہ کی قسم! میں نے تیرے بارے میں آج کے دن سے زیادہ (بخوبی اس سے پہلے) نہیں جانا۔ (یعنی اب تو مجھ کو پورا حال معلوم ہو گیا کہ تو ہی دجال ہے)۔ اس پر دجال کہے گا: لاؤ اسے قتل کر دوں۔ لیکن اس مرتبہ وہ قابو نہیں پا سکے گا۔ (بخاری: 1882)

اس حدیث میں بڑی وضاحت ہے کہ دجال للکارتا ہے کہ میں اگر ایک نیک بندے کو قتل کر کے پھر جی اٹھاؤں، تو کیا تم لوگ مجھے واقعی خدا مان لوگے؟ وہ کہنے کے مطابق ایک نیک بندے کو قتل کر کے پھر اس کو زندہ کر کے دکھائے گا۔ مگر یہ بات قابل توجہ ہے کہ دجال نے جس آدمی کو دلیل بنا کر خود کو خدا ہونے کا دعوا کرے گا، وہی آدمی اس کو خدا ماننے سے انکار کر دے گا۔ اور کہے گا کہ تو وہی دجال ہے جس سے ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں باخبر کیا تھا۔

دجال یہ سمجھ رہا ہو گا کہ اُسے مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ دوبارہ اس نیک آدمی کو مار ڈالنے کی کوشش کرے گا۔ مگر وہ قتل نہیں کر سکتا۔

اسی وقت اور اسی لمحہ یہ ثابت ہو جائے گا کہ اس نیک آدمی کو قتل کرنا پھر اس کو زندہ کرنا، دراصل دجال کا کام نہیں۔ (یہ تو خاص اللہ کی صفت ہے۔ مگر اس نے لوگوں کی آزمائش کے لیے دجال کے ہاتھ پر یہ نشانی ظاہر کی)۔ دجال اس آدمی کو پھر زندہ کرنا تو درکنار، اسے قتل بھی نہیں کر سکتا۔

حالانکہ کسی کو قتل کرنا انسان سے ہونے والا کام ہی ہے۔ زندہ کر کے اٹھانا ہی ناممکن ہے۔ مگر یہاں پر اللہ تعالیٰ یہ دکھا دیتا ہے کہ دجال ایک آدمی کو قتل بھی نہیں کر سکتا۔

ایسی بات ہی یہ حدیث کہتی ہے۔ اگر ہم اس طرح مانیں، تو کیا یہ دجال کو خدائی صفت والا ماننا ہوا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ حدیث تو اس بات کے لیے دلیل ہے کہ دجال خدائی صفت والا ہی نہیں ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو ایک قدرت دیا ہوتا، تو وہ کئی مواقع پر اس کا استعمال کر سکتا ہے۔ مگر ایک ہی مرتبہ اس شخص سے ایک کرشمہ ظاہر ہوا، پھر وہ اس کو دوبارہ نہ کر سکا اور کرنے سے عاجز رہا، تو ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ کام اس نے نہیں کیا، اور یہ کہ اس کے ذریعے اللہ نے ایک مرتبہ کرشمہ

ظاہر کیا ہے۔

جادو پارٹی دجال اور جادو گر دونوں کو ہم پلہ سمجھ رہی ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں۔ دجال اپنا کرشمہ دکھاتے ہی اسی لمحے میں اس کو جھوٹ ثابت کر دیا جائے گا۔ مگر جادو پارٹی کے لوگ جادو گر کے کرتب کے بارے میں اس طرح عقیدہ نہیں رکھتے کہ جادو گر جو شعبدہ دکھاتا ہے، وہ فوری طور پر جھوٹ ثابت ہو گا۔ بلکہ وہ یہ مانتے ہیں کہ جادو گر ایک بار نہیں بلکہ جتنے بار چاہیں جادو کر سکتے ہیں، وہ اس کی قدرت رکھتے ہیں، اور اللہ کی طرح کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ اللہ کے رسول ﷺ نے وضاحت کردی کہ دجال جو کرشمہ اور معجزہ دکھائے گا، وہ سچ مچ اور حقیقت نہیں، بلکہ دھوکا اور فریب ہی ہے۔

ربعی بن حراش نے بیان کیا کہ عقبہ بن عمروؓ نے حضرت حذیفہؓ سے کہا: کیا آپ وہ حدیث ہم سے نہیں بیان کریں گے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی؟ انہوں نے کہا: میں نے آں حضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جب دجال نکلے گا، تو اس کے ساتھ آگ اور پانی دونوں ہوں گے۔ لیکن لوگوں کو جو آگ دکھائی دے گی وہ (حقیقت میں) ٹھنڈا پانی ہو گا، اور لوگوں کو جو ٹھنڈا پانی دکھائی دے گا، وہ تو (دراصل) جلانے والی آگ ہو گی۔ اس لیے تم میں سے جو کوئی اس کے زمانے میں ہو، تو اسے جو آگ ہو گی، اس میں گرنا چاہیے۔ کیونکہ وہی انتہائی شیرین اور ٹھنڈا پانی ہو گا۔ (بخاری: 3450)

دجال جس کو دوزخ کہے گا، وہ دراصل دوزخ نہیں بلکہ جنت ہے۔ اور وہ جسے ٹھنڈا پانی کہے گا، وہ سچ مچ گرم کھولتا ہوا پانی ہو گا۔ اس کے ذریعے اسی وقت پتا چل جائے گا کہ یہ (دجال) خدا نہیں بلکہ فریبی اور مکار ہے۔

کیا جادو پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ جادو گر اللہ کی طرح ایک بار کرے گا؟ جب اس کا جھوٹ ثابت ہو جائے گا، تو پھر اس کو وہ دوبارہ کرنے کی قدرت نہیں پائے گا؟ کیا یہ ان کا عقیدہ ہے؟ اگر وہ اس قسم کا عقیدہ رکھیں، تو کیا وہ اس کے لیے دلائل پیش کریں گے؟ کیا دجال کا اتفاقی کرشمہ اور جادو دونوں ایک ہو سکتا ہے؟

جب دنیا فنا ہونے کے قریب ہوگی، اس وقت کئی حیرت انگیز واقعات پیش آئیں گے۔ جیسے ایک عجیب جانور کا انسانوں سے بات کرنا، سورج کا مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونا، عیسیٰؑ کا آسمان سے اتر آنا، ندی کا پورا پانی پی کر اس کو خشک کر دینے والی یاجوج ماجوج قوم کی آمد وغیرہ۔ ان عجائبات کو عام واقعات پر محمول نہ کیا جائے۔ چنانچہ قیامت کے قریب رونما ہونے والے عجیب وغریب واقعات میں سے ایک دجال کی آمد بھی ہے۔ اس لیے اس کو اور جادو منتر کو ایک جیسا قرار نہیں دیا جا سکتا۔

16-البقرۃ کی آیت نمبر 102 کیا کہتی ہے؟

جن لوگوں کی رائے یہ ہے کہ جادو کے ذریعہ کچھ کام کر سکتے ہیں، وہ قرآن کریم کی سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 102 کا حوالہ دیتے ہوئے دعوا کرتے ہیں کہ جادو سے متاثر کیا جا سکتا ہے۔

یہ آیت کیا کہتی ہے؟ اس کو کس طرح سمجھنا چاہیے؟ کیا یہ آیت کہتی ہے کہ جادو کو قدرت ہے اور اس میں تاثیر ہے؟ یا اس کے برخلاف کہتی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جنہیں وضاحت کے ساتھ جاننا ضروری ہے۔

اس کا صحیح معنیٰ جاننے سے پہلے، دوسرے فاضل مترجموں کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

تیسیر الرحمن لبیان القرآن سے محمد لقمان سلفی کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

اور وہ پیچھے ہو لیے ان باتوں کے جو شیاطین، سلیمان کے عہد سلطنت میں پڑھا کرتے تھے۔ اور سلیمان نے کفر نہیں کیا۔ بلکہ شیاطین نے کفر کیا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔ اور اس چیز کے پیچھے ہو لیے جو بابل میں ہاروت وماروت دو فرشتوں پر اتاری گئی۔ او وہ دونوں کسی کو جادو سکھانے سے پہلے بتا دیا کرتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش کے طور پر بھیجے گئے ہیں۔ اس لیے کفر نہ کرو۔ پھر بھی لوگ ان دونوں سے وہ کچھ سیکھتے تھے جس کے ذریعہ آدمی اور اس کے بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرتے تھے۔ او روہ اس (جادو) کے ذریعہ بغیر اللہ کی مشیت کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے

تھے۔ اور لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جو ان کے لیے نقصان دہ تھی، اور نفع نہ پہنچا سکتی تھی۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ جو کوئی جادو کو اختیار کرے گا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ اور بہت ہی بری چیز تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنے آپ کو بیچ ڈالا، کاش وہ اس بات کو سمجھتے۔ (البقرۃ 2: 102)

توضیح القرآن سے مفتی محمد تقی عثمانی کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

اور یہ (بنی اسرائیل) ان (منتروں) کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان (علیہ السلام) کی سلطنت کے زمانے میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔ اور سلیمان نے کوئی کفر نہیں کیا تھا۔ البتہ شیاطین لوگوں کو جادو کی تعلیم دے کر کفر کا ارتکاب کرتے تھے۔ نیز (یہ بنی اسرائیل) اس چیز کے پیچھے لگ گئے جو شہر بابل میں ہاروت وماروت نامی دو فرشتوں پر نازل کی گئی تھی۔ یہ دو فرشتے کسی کو اس وقت تک کوئی تعلیم نہیں دیتے تھے جب تک اس سے یہ نہ کہہ دیں کہ یہ محض آزمائش کے لیے (بھیجے گئے) ہیں۔ لہٰذا تم (جادو کے پیچھے لگ کر) کفر اختیار نہ کرنا۔ پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیزیں سیکھتے تھے جس کے ذریعے مرد اور اس کی بیوی میں جدائی پیدا کر دیں۔ (ویسے یہ واضح رہے کہ) وہ اس کے ذریعہ کسی کو اللہ کی مشیت کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ (مگر) وہ ایسی باتیں سیکھتے تھے جو ان کے لیے نقصان دہ تھیں، اور فائدہ مند نہ تھیں۔ اور وہ یہ بھی خوب جانتے تھے کہ جو شخص ان چیزوں کا خریدار بنے گا، آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ چیز بہت ہی بری تھی جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانیں بیچ ڈالیں۔ کاش کہ ان کو (اس بات کا حقیقی) علم ہوتا۔ (البقرۃ 2: آیت نمبر 102)

(ویسے زبان اردو میں قرآن کریم کے بہت سارے ترجمے دستیاب ہیں۔ یہاں صرف ان دو ترجموں پر اکتفا کیا جا رہا ہے)۔

ان دو ترجموں کے دوران خط کشیدہ جملے خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہیں۔ اور اس سے پہلے یہ جان لیں کہ یہ دونوں ترجمے کیا کہتے ہیں؟

وہ یہ کہ دو فرشتے لوگوں کو جادو سکھانے آئے تھے۔ نیز جو جادو سیکھنا چاہتے تھے ان کو یہ پہلے باقاعدہ باخبر کر دیتے تھے کہ جادو مت سیکھو۔ ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔

اس طرح وہ فرشتے ان کو تنبیہ اور آگاہ کرنے کے باوجود، جادو سیکھنے کی خواہش اور ولولہ رکھنے والوں نے ان سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا سیکھ لیا۔

مذکورہ دونوں ترجمے اور ان سے ملتے جلتے دیگر ترجموں سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ جو جادو سیکھنا چاہتے تھے، انہوں نے جادو کی ایک قسم میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا سیکھ لیا۔

جادو پارٹی کہتی ہے کہ یہ دلیل ہے کہ جادو سے شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال سکتے ہیں۔ ایک کو دوسرے سے الگ کرسکتے ہیں۔ اور وہ دعوا بھی کرتے ہیں کہ قرآن ہی کہتا ہے کہ جادو کو قدرت ہے اور جادو میں اثر ہے۔ اس لیے ہم اس کو مانتے ہیں!

واضح رہے کہ اوپر جو ترجمے پیش کیے گئے ہیں، وہ گرامر کے لحاظ سے ٹھیک ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ مگر گرامر کے مطابق دوسرا معنیٰ لینے کے لیے بھی گنجایش ہے۔

جب دو طریقے سے بھی ترجمہ کرنے کے لیے گرامر کے مطابق گنجایش ہو، تو اس گنجایش کی بنا پر کوئی ایک من پسند راستہ اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ دو قسم کے ترجموں میں سے ایک قسم کا ترجمہ اگر اسلام کی بنیاد اور اصول کے خلاف واقع ہو، اور دوسری قسم کا ترجمہ اصول اسلام کے عین مطابق ہو، تو ہم کو وہی ترجمے کا جو اسلام کی بنیادوں کے خلاف نہ جائے، انتخاب کرنا چاہیے۔

مذکورہ دونوں ترجمے اگرچہ گرامر کے لحاظ سے ٹھیک ہیں، مگر اسلام کی بنیاد کو ہلا دینے والے ہیں۔ وہ کیسے؟ جادو کے ذریعہ شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال سکتے ہیں۔ یہ مفہوم مذکورہ ترجمے سے نکلتا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ چغل خوری اور جھوٹ بول کر میاں بیوی میں جدائی ڈالی جاسکتی ہے، تو ایسا کرنا ممکن ہے، اگرچہ یہ کام گناہ ہے۔ اگر کوئی یہ مانتا اور عقیدہ رکھتا ہو کہ جادو کے ذریعہ ان کے درمیان جدائی ڈال سکتا ہے، تو یہ ناممکن بلکہ محال ہے۔ نیز اس کا مطلب یہ ہوا کہ جادوگر اللہ کی طرح کام کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

یہ ماننا کہ منتر کے ذریعہ شوہر اور بیوی دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کرسکتے ہیں، بے شک شرک میں شامل ہے، اس وجہ سے یہ ترجمہ ٹھیک نہیں ہے، بلکہ غلط ہے۔

(a) اگر سچ مچ جادو سے اثر ڈالا جاسکتا ہے اور نقصان پہنچایا جاسکتا ہے، تو یہ ترجمہ سورہ یونس کی آیت نمبر 77 کے خلاف ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب معجزہ دکھایا، تو کافروں نے اس کو جادو قرار دیا۔ جس کی تردید کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام نے یوں کہا:

موسیٰ نے کہا کہ جب تمہارے سامنے سچائی آگئی، تو کیا تم اس کو جادو کہتے ہو؟ جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ (یونس 10: آیت نمبر 77)

یعنی موسیٰ نے جواب دیا کہ جادو سچ نہیں ہوتا۔ وہ جھوٹ ہے۔ مگر میں نے جو لے آیا، وہ واقعی معجزہ ہے۔ پھر تم اس کو کس طرح جادو کہہ سکتے ہو؟

اسلام کی نظر میں جادو جو ہے دھوکا بازی اور مکاری کے سوا کچھ نہیں، جس میں ذرا بھی سچائی نہیں ہے۔ یہ بات اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ واضح کردیا ہے۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جادوگر کامیاب نہیں ہوتا۔ مگر مذکورہ ترجمے کہتے ہیں کہ جادو سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال سکتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ انکے بیچ میں جدائی ڈالنے میں جادوگر کامیاب ہو جائے گا۔

سورہ یونس 10 کی آیت نمبر 77 کہتی ہے کہ جادو جھوٹ اور باطل ہے۔ مگر مذکورہ ترجمے جادو کو سچ بتارہے ہیں۔ اس لیے یہ دونوں ترجمے صحیح نہیں۔

(b) اس کے علاوہ یہ ترجمے الاعراف 7 کی آیت نمبر 116 کے بھی خلاف واقع ہوئے ہیں۔

(موسیٰ نے) کہا کہ تم لوگ ہی ڈالو۔ پھر جب انہوں نے (اپنے شعبدہ کی چیزیں) ڈالیں، تو لوگوں کی آنکھوں پر نظر بندی کردی، اور ان لوگوں کو خوف زدہ کردیا اور بہت بڑا جادو لے کر آئے۔ (الاعراف 7: آیت نمبر 116)

فرعون نے دیس کے بڑے بڑے مشہور جادوگروں کو موسیٰ علیہ السلام کے مقابل میں کھڑا کیا۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ مقابلے کے وقت ان لوگوں نے جو کرتب دکھایا وہ بڑا جادو ہے ان

بڑے جادوگروں نے بڑا جادو کیا۔ چنانچہ یہ آیت کہتی ہے کہ انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، ان کی نظر بندی کر دی اور ان کی نگاہیں جادو سے مار دیں۔

بڑے جادو کے ذریعے انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ بلکہ نظروں کو دھوکا دیا۔ انہوں نے جو کیا وہ فریب نظر اور شعبدہ بازی ہے۔ یعنی دیکھنے والوں کی توجہ کسی طرف پھیر کر، سچ مچ جادو منتر کرنے کی طرح دکھانا اور باور کرانا ہی نظر بندی اور شعبدہ بازی ہے۔ اس میں ذرا بھی سچائی نہیں۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں ہمیں بتلاتا ہے کہ بڑے جادوگروں کے ذریعہ کیے جانے والا بڑا جادو ہی زیادہ سے زیادہ آنکھوں کو دھوکا دینا ہے۔ اس کے بر خلاف مذکورہ ترجمے واقع ہوئے ہیں کہ جادو کے ذریعہ میاں بیوی میں جدائی ڈال سکتے ہیں۔ حالانکہ جادو سے صرف آنکھوں کو دھوکا دیا جا سکتا ہے، اس سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جادو سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کی بات غلط ہے، اور مذکورہ ترجمہ ٹھیک نہیں۔

(c) اس کے علاوہ یہ خط کشیدہ ترجمے سورۃ الاعراف کی بعض آیتوں کے بھی خلاف ہیں۔

اس طرح سچائی قائم ہو گئی۔ اور جو کچھ وہ لوگ کر رہے تھے سب بے کار ہو گیا۔ چنانچہ وہ سب وہاں مغلوب ہو گئے، اور ذلیل ہو کر رہ گئے۔۔ اور جادوگر سجدے میں گر پڑے۔

(الاعراف 7: آیت 118-120)

یہاں پر قابل غور بات یہ ہے کہ جادوگر اگر حقیقت میں منتر پڑھتے اور جادو کرتے، تو وہ موسیٰ کے کام دیکھ کر یہ فیصلہ کرتے کہ وہ واقعی ہم سے بہت بڑا جادوگر ہے۔ یعنی موسیٰ کو جادوگر کی حد تک تسلیم کر لیتے۔ لیکن کیا ہوا؟

یہ آیتیں بتلاتی ہیں کہ ان جادوگروں نے جو کیا وہ جھوٹی شکل ہے، اور جادو سے یہی کیا جا سکتا ہے۔ مگر موسیٰ نے جو کیا وہ اصلی ہے جس میں کوئی چال یا دھوکا بازی نہیں ہے۔ اسی لیے جادوگروں نے اپنی ہار مان لی، اپنی شکست تسلیم کر لی۔ اور ساتھ ہی ساتھ اللہ پر ایمان لاتے ہوئے دین اسلام میں بھی داخل ہو گئے۔

دراصل جادو میں کوئی قدرت نہیں۔ اس حقیقت کو جادو گر ہی اچھی طرح جانتے ہیں۔ انہوں نے پہچان لیا کہ جو وہ کر رہے ہیں وہ کرتب اور شعبدہ ہے، اور موسیٰ جو کر رہے ہیں وہ سراسر معجزہ ہے۔ اسی لیے وہ موسیٰ کے دین میں شامل ہو گئے۔

سچائی قائم ہو گئی جادو گر ہار گئے اور سجدے میں گر گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جادو سچ نہیں۔ جادو منتر برحق نہیں۔ اس کے برعکس مذکورہ خط کشیدہ ترجمہ ہے۔

(d) نیز یہ سورہ طٰہٰ کی ایک آیت سے بھی ٹکرا رہا ہے۔

(موسیٰ نے) جواب دیا: "نہیں۔ تم ہی ڈالو"۔ تو اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو (کی وجہ) سے موسیٰ کو ایسے دکھائی دینے لگیں جیسے وہ (سانپ کی طرح) پھنکار رہے ہیں۔

(طٰہٰ 20: آیت 66)

یہاں پر اللہ تعالیٰ کھلے الفاظ میں کہتا ہے کہ جادو گر جب جادو کرنے لگے، تو کیا ہوا؟ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ وہ چیزیں پھنکاریں۔ بلکہ یوں کہا کہ وہ پھنکارنے کی طرح دکھائی دے رہی ہیں۔

رسیاں اگر سانپ میں تبدیل ہو جائیں، تو اللہ کہہ دیا ہو گا کہ وہ رسیاں سانپ بن گئیں جب اللہ تعالیٰ موسیٰ کے معجزہ کا ذکر کرتا ہے، تب کہتا ہے کہ وہ لاٹھی سچ مچ سانپ بن گئی۔ مگر جب وہ جادو گروں کے کرتب کا ذکر کرتا ہے تب یوں کہتا ہے کہ وہ ان کی لاٹھیاں سانپ کی طرح دکھائی دینے لگیں۔

یہ آیتیں وضاحت کر رہی ہیں کہ جادو جو ہے فریب نظر اور شعبدہ ہی ہے۔ اور منتر کی طاقت سے میاں بیوی میں جدائی ڈالنا جادو نہیں۔

(e) ان کے علاوہ مذکورہ خط کشیدہ ترجمہ جو ہے سورہ طٰہٰ کی ایک اور آیت کے بھی خلاف جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے: (اے موسیٰ) آپ کے داہنے ہاتھ میں جو (لاٹھی) ہے اسے ڈال دیجیے۔ انہوں نے جو کچھ بنایا ہے، اس کو وہ نگل جائے گا۔ (کیونکہ) انہوں نے جو کچھ بنایا ہے وہ تو جادو گر کا فریب (داؤ پیچ) ہے۔ جادو گر جدھر سے بھی آئے، کامیاب نہیں ہو گا۔ (طٰہٰ 20: آیت نمبر 69)

اللہ تعالیٰ جن کو بڑے جادو گر کہا، ان کاموں کے بارے میں یوں کہا کہ جادو گروں نے جو کیا

وہ سازش، چال اور مکر و فریب ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ چالاکی اور کمال ہوشیاری سے دھوکا دینے کو سازش، چال، فریب اور داؤ پیچ کہتے ہیں۔ نیز جادوگر حقیقت میں کچھ نہیں کرتے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ وہ کامیاب نہیں ہوتے۔

مگر مذکورہ خط کشیدہ ترجمے کہتے ہیں کہ جادو سے سچ مچ میاں بیوی کو الگ کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ آیت کہتی ہے کہ جادوگر کامیاب نہیں ہوتا۔ لیکن خط کشیدہ مذکورہ ترجمے کہتے ہیں کہ جادوگر میاں بیوی کو جدا کرنے میں کامیاب ہوگا۔ اس لیے ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ ترجمہ سراسر غلط ہے۔

(f) ان کے علاوہ قرآن میں سورہ طور کی چند آیتوں میں اللہ تعالیٰ جادو (سحر) کا معنی بیان کرتا ہے۔ چنانچہ ان آیتوں سے بھی مذکورہ خط کشیدہ ترجمہ براہِ راست ٹکرا رہا ہے۔

جس دن ان کو دھکے دے کر دوزخ میں ایک دم دھکیل دیا جائے گا۔ یہی وہ دوزخ ہے جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے۔ (ان سے پوچھا جائے گا کہ) کیا یہ جادو ہے؟ یا تم (اس دوزخ کو) دیکھتے ہی نہیں ہو؟ (الطور 52: آیت نمبر 13-15)

یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں کہ جب کافروں کو دوزخ میں دھکیلا جائے گا، اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا: کیا یہ جادو ہے؟ یا تم اس کو دیکھتے نہیں ہو؟

تمہارے آنکھوں کے سامنے جو دوزخ دکھائی دے رہی ہے کیا یہ جھوٹی شکل ہے؟ خیالی پلاؤ ہے؟ یا سراسر حقیقت ہے؟ اس طرح اللہ تعالیٰ سوال کرنے کے بجائے یوں سوال کرتا ہے: کیا یہ جادو ہے؟ اسی طرح اس دوزخ کو اچھی طرح غور سے دیکھو، تو معلوم ہوگا کہ یہ سچ مچ ہے۔ اور برحق ہے، ایسا کہنے کے بجائے اللہ تعالیٰ یوں سوال کرتا ہے: کیا تم اس کو دیکھتے ہی نہیں ہو؟

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے حقیقت کی ضد اور نقیض کے طور پر جادو (سحر) کا لفظ استعمال کیا ہے۔ مگر مذکورہ خط کشیدہ ترجمے کہتے ہیں کہ جادو سے میاں بیوی میں جدائی ہو سکتی ہے، اس اعتبار سے جادو کو حقیقت کہتے ہیں۔

اب تک ہم نے کئی آیتوں کے ذریعے یہ ثابت کر دیا کہ مذکورہ خط کشیدہ ترجمے غلط ہیں۔ ان

کے علاوہ یہ ترجمہ غلط قرار دینے کے لیے معقول وجوہات بھی ہیں۔

مذکورہ ترجمے کہتے ہیں کہ وہ دونوں کسی کو جادو سکھانے سے پہلے ہی بتادیا کرتے تھے کہ ہم تو صرف آزمائش کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ اس لیے تم کفر نہ کرو۔ پھر بھی لوگ اس کی پرواہ کیے بغیر ہی کہنے لگے: ہم کو اس کی کوئی فکر نہیں۔ ہم کافر بھی ہو جائیں کوئی مضائقہ نہیں، بہر حال تم ہمیں جادو سکھاؤ۔ چنانچہ وہ ان دونوں سے میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کو سیکھ لیے۔

خبردار! جادو سیکھو گے، تو کافر ہو جاؤ گے۔ جب یہ تنبیہ اور انتباہ ان لوگوں کو متاثر نہیں کیا، اور وہ جادو سیکھنے سے باز نہیں آئے، تو ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے والا بہت چھوٹا جادو کیوں سیکھے؟

اگر چھوٹا جادو سیکھیں، تو بھی کافر ہوں گے، بڑا سیکھیں، تو بھی کافر ہوں گے۔ تو پھر کیوں چھوٹا جادو سیکھیں؟

جادو پارٹی کے عقیدے کے مطابق جادو جو ہے بہت سارے کرشمے اور کمالات دکھانے کا فن ہے۔ خودسر، ضدی اور سرکش قسم کے لوگ جن کو کفر کی کچھ پرواہ نہیں، کافر بھی ہو جائیں تب بھی کوئی افسوس نہیں۔ اس قسم کے لوگ تو تمام قسم کے جادو بھی کیوں نہ سیکھے ہوں گے؟

کیا وہ لوگ صرف ایک کو، اور وہ بھی بہت چھوٹا جادو کا انتخاب کر کے سیکھیں گے؟ جب کہ ایک جادو سیکھیں تب بھی کافر ہونا یقینی ہے، ہزار قسم کا جادو سیکھیں، تب بھی کافر ہونا یقینی ہے، جب ایسی بات ہو، تو پھر وہ تمام قسم کا جادو کیوں نہ سیکھے؟ جادو کے تمام انواع واقسام سب سیکھے بغیر کیوں چھوڑ دیے؟

وہ مال جمع کرنے، دولت اکٹھا کرنے، اور دنیوی منفعت حاصل کرنے کے لیے ہی جادو سیکھنے پر آمادہ ہوئے ہوں گے۔ صرف ایک جادو سیکھیں، بہت کم ہی کما سکتے ہیں۔ بہت سارے جادو سیکھ جائیں، تو مال زیادہ بٹور سکتے ہیں، اور آمدنی بے حساب ہو سکتی ہے۔

جو لوگ دنیاوی فائدے اور مطلب کے لیے کافر ہونے کے متعلق فکر نہیں کرتے، اس قسم

کے لوگ جادو کے تمام انواع واقسام کو بھی کیوں نہ سیکھے ہوں گے؟ جب ہم اس ناحیہ سے غور کرتے ہیں، تو مذکورہ خط کشیدہ ترجمے میں مفہوم کی غلطی اور کوتاہی نظر آرہی ہے۔

اس لیے قرآن کریم کی دیگر آیتوں سے ٹکرائے بغیر، اوراسلام کا بنیادی عقیدے سے مطابقت رکھتے ہوئے ہم کو البقرہ2 کی آیت نمبر102 کا معنٰی بیان کرنا چاہیے، جسے پہلے بھی وضاحت کر چکے ہیں۔اسی بنیاد پر اس آیت کو سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ ہم نے اس کا یوں ترجمہ کیا ہے۔

وہ لوگ سلیمان کی حکومت میں شیاطین جو پڑھ رہے تھے، اس کی پیروی کرنے لگے۔ سلیمان نے کفر (اللہ کا انکار) نہیں کیا۔ اوران دو فرشتوں پر (یعنی جبریل اور میکائیل پر جادو) نہیں اتارا گیا۔ بلکہ شہر بابل میں ہاروت اورماروت نامی شیطانوں نے ہی کفر کیا، جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ اور وہ دونوں کسی کو سیکھانے سے پہلے ہی یہ کہہ دیتے تھے کہ "ہم تو بطور عبرت ہیں، اس لیے تو کفر نہ کر"۔

اس لیے وہ لوگ ان دونوں سے شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دینے کی چیز سیکھنے لگے۔ حالانکہ وہ اللہ کی مرضی کے بغیر، کسی کو بھی اس کے ذریعہ کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے۔ انہوں نے وہ باتیں سیکھیں جو خود ان کے لیے نقصان دہ تھیں، نفع بخش نہیں تھیں۔ نیز وہ یقین کے ساتھ جان چکے ہیں کہ جس نے اسے خریدا، اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ پس انہوں نے اپنے آپ کو جس کے بدلے بیچ ڈالا، وہ بہت ہی برا ہے۔ کاش وہ (اس بات کو) جانتے ہوتے (البقرۃ2: آیت نمبر102)۔

اس طرح ہم نے ترجمہ کرنے کے بعد ہمارے قرآن کریم مترجم میں وضاحت نمبر395 کے تحت حسبِ ذیل تشریح کی ہے۔

جو لوگ یہ دعوا کرتے ہیں کہ جادو کے ذریعہ اثر ڈالا جاسکتا ہے، اور نقصان پہنچایا جاسکتا ہے، وہ اس آیت کو (البقرۃ2: آیت نمبر102) کو اپنے موقف کے لیے بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

مگر اس آیت پر غور کریں گے تو پتا چلے گا کہ جادو سے کوئی نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا ہے۔ مگر فریق مخالف نے ٹھیک سے غور نہیں کیا۔ اس لیے وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ اس آیت میں جادوئی اثر کے بارے میں کہا گیا ہے۔

اس لیے ہم اس کے متعلق تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے۔ سر دست متعلق آیت کا ترجمہ یہ ہے:

وہ لوگ سلیمان کی حکومت میں شیاطین جو پڑھ رہے تھے، اس کی پیروی کرنے لگے۔ سلیمان نے کفر (اللہ کا انکار) نہیں کیا۔ اوران دو فرشتوں پر (یعنی جبریل اور میکائیل پر جادو) نہیں اتارا گیا۔ بلکہ شہر بابل میں ہاروت اور ماروت نامی شیطانوں نے ہی کفر کیا، جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ اور وہ دونوں کسی کو سکھانے سے پہلے ہی یہ کہہ دیتے تھے کہ " ہم تو بطور عبرت ہیں، اس لیے تو کفر نہ کر"۔

اس لیے وہ لوگ ان دونوں سے شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دینے کی چیز سیکھنے لگے حالانکہ وہ اللہ کی مرضی کے بغیر کسی کو بھی اس کے ذریعہ کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے۔ انہوں نے وہ باتیں سیکھیں جو خود ان کے لیے نقصان دہ تھیں، نفع بخش نہیں تھیں۔ نیز وہ یقین کے ساتھ جان چکے ہیں کہ جس نے اسے خریدا، اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ پس انہوں نے اپنے آپ کو جس کے بدلے بیچ ڈالا، وہ بہت ہی برا ہے۔ کاش وہ (اس بات کو) جانتے ہوتے (البقرۃ2: آیت نمبر102)

اس آیت میں جو باتیں بتائی گئی ہیں پہلے ان کو جان لیں گے۔

وہ لوگ سلیمان کی حکومت میں شیاطین جو پڑھ رہے تھے اس کی پیروی کرنے لگے۔ یہ جملہ کیا کہتا ہے؟ جادو کو نیک لوگوں نے نہیں سکھایا۔ بلکہ سلیمان کے زمانے کے برے لوگوں نے سکھایا۔ یہی اوپر کے جملے کا مفہوم ہے۔

سلیمان نے کفر (اللہ کا انکار) نہیں کیا۔ اور ان دو فرشتوں پر (یعنی جبریل اور میکائیل) ان دونوں فرشتوں پر (جادو) نہیں اتارا گیا۔

یہ جملہ کیا کہتا ہے؟ یہودی کہتے ہیں کہ جادو کو سلیمان علیہ السلام نے سکھلایا۔ یہ بات غلط ہے۔ انہوں نے نہیں سکھلایا۔ اگر سکھلایا ہوتا تو اس کی وجہ سے کافر ہوتے۔ بلکہ انہوں نے جادو نہیں سکھایا اور کافر بھی نہیں ہوئے۔

اسی طرح یہودی سمجھ رہے تھے کہ جادو کو فرشتوں نے سکھلایا، یہاں پر بتایا جارہا ہے کہ یہ

عقیدہ غلط ہے۔ یعنی جادو کا سیکھنا کفر ہے۔ اللہ کا انکار ہے۔ چنانچہ اس کفر کو نہ سلیمان کرسکتے ہیں اور نہ فرشتے کرسکتے ہیں۔

بلکہ شہر بابل میں ہاروت اور ماروت نامی شیطانوں نے ہی کفر کیا۔ یہ جملہ کیا کہتا ہے؟ ہاروت اور ماروت نام کے دو شیطان نے ہی لوگوں کو جادو سکھایا۔ اس کے ذریعہ وہ دونوں کافر ہوگئے۔

اور وہ دونوں کسی کو سکھانے سے پہلے ہی یہ کہہ دیتے تھے کہ ہم تو بطور عبرت ہیں۔ اس لیے تو کفر نہ کر۔ یہ جملہ کیا کہتا ہے؟ ہاروت اور ماروت نامی دو شیطان جو کافر ہوگئے تھے، جادو سیکھنے کی خواہش مند ہر شخص کو جادو سکھانے سے پہلے ہی باقاعدہ تنبیہ کردیتے ہیں۔ وہ تنبیہ یہ کہ ہم جادو سیکھ کر کافر ہوگئے ہیں۔ اور تمہارے سامنے عبرت بنے ہوئے ہیں۔ اس لیے تم بھی اس جادو کو سیکھ کر کافر مت بن جاؤ۔ ان دونوں نے ہر ایک کو اس کے تعلق سے متنبہ کیا ہے۔

اس لیے وہ لوگ ان دونوں سے شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کی چیز سیکھنے لگے۔ یہ جملہ کیا کہتا ہے؟ یہاں پر عربی متن میں 'فا' کا حرف آیا ہے جو سببیہ کہلاتا ہے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس لفظ کے بعد جو بات بتائی گئی ہے وہ دراصل اس لفظ سے پہلے جو بات بتائی گئی اس کی وجہ سے ہے۔ اس کی نشاندہی کے لیے اردو زبان میں "اس لیے" استعمال کیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر یہ کہا جائے کہ یہ آدمی دھوکے باز ہے، اس لیے میں اس کو قرض نہیں دوں گا، تو اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اس کو قرض دینے سے انکار کرنے کی وجہ اس کے دھوکے باز ہونا ہی ہے۔

اسی طرح اوپر کا یہ جملہ بھی ہے۔ یعنی آیت کے اس جملے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ان لوگوں نے میاں اور بیوی کے درمیانی جدائی ڈالنے کو سیکھ لیا۔ اور یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اس کی وجہ جادو سیکھنے سے کافر ہونے کا خطرہ تھا، جس سے ان کو تنبیہ کی گئی تھی۔

چونکہ جادو سیکھنے سے کافر ہونے کی تنبیہ کی گئی تھی، چنانچہ وہ کافر بنانے والے جادو کو چھوڑ دے کر، اس کے سوا ایک اور چیز سیکھ گئے۔ جسے "اس لیے" کا لفظ بتا رہا ہے۔

فرض کیجیے کہ کراٹے کا فن سیکھنا ہو، تو گرو کے آگے سجدہ کرنا پڑے گا۔ پہلے ہی اس کے

متعلق طلبہ کو باخبر کر دیا گیا۔ اس لیے طلبہ نے کشتی لڑنا سیکھ لیا۔ یعنی طلبہ کو کراٹے سیکھنے کا نقصان بتا کر، تنبیہ کرنے کی وجہ سے وہ کراٹے کو چھوڑ کر، اس سے الگ ایک دوسرا فن کشتی لڑنا سیکھ گئے۔ اسی طرح آیت کا مذکورہ جملہ بھی واقع ہوا ہے۔

کراٹے کی خرابی بتایا گیا۔ اس لیے وہ کراٹے سیکھ لیے۔ اس طرح کہنا نامناسب اور غیر موزوں ہے۔ تنبیہ کرنے کے بعد کوئی اور سیکھیں، تب ہی، "اس لیے" کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔

باپ نے خبر دار کیا کہ بیڑی پینا چھوڑ دے۔ اس لیے بیٹے نے اس عادت کو ترک کر دیا۔ اس طرح کہا جائے تو مناسب رہے گا۔ باپ نے خبر دار کیا کہ بیڑی پینا چھوڑ دے۔ اس لیے بیٹے نے اچھی طرح بیڑی پیا۔ اس طرح کہا جائے، تو نامناسب اور غیر موزوں رہے گا۔

اس وضاحت کو ذہن میں رکھتے ہوئے مذکورہ جملے پر غور کیجیے۔ ان دونوں نے خبر دار کیا کہ جادو سے خرابیاں جنم لیں گی۔ اس لیے لوگوں نے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کے فن کو سیکھ لیا۔ اس سے ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کا فن جادو میں شامل نہیں ہے، بلکہ جادو سے ہٹ کر، اور نقصان اور برائی میں جادو سے کم درجے کی کوئی دوسری چیز ہے۔

مذکورہ آیت میں اگلا جملہ یہ ہے: وہ (لوگ) اللہ کی مرضی کے بغیر، کسی کو بھی اس کے ذریعہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

جادو پارٹی کہتی ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو اس کے ذریعہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس لیے جادو کے ذریعہ نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ اور یہ جملہ جادوئی تاثیر کے لیے مضبوط دلیل ہے۔

اللہ چاہے، تو اس کے ذریعہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مگر "اس کے ذریعہ سے "مراد جادو نہیں ہے جیسا کہ انہوں نے سمجھا ہے۔

اس کے ذریعہ کہا جائے، تو وہ معنیٰ لیا جائے جو اس سے پہلے کہا گیا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے کیا کہا گیا ہے؟ جادو سیکھنے سے کافر ہونے کا خطرہ تھا۔ اس لیے وہ لوگ اس سے ڈر کر، اس کو چھوڑ دے کر،

میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کا فن سیکھ لیے۔ "اس کے ذریعہ" کا لفظ سے یہی مراد ہے۔ جادو مراد نہیں۔

یہ جملہ کہتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کے فن کے ذریعہ اگر اللہ چاہے، تو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ جادو سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔

مذکورہ آیت میں آگے یہ ہے: انہوں نے وہ باتیں سیکھیں جو خود ان کے لیے نقصان دہ تھیں، نفع بخش نہیں تھیں۔ نیز وہ یقین کے ساتھ جان چکے ہیں کہ جس نے اسے خریدا، اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ پس انہوں نے اپنے آپ کو جس کے بدلے بیچ ڈالا۔ وہ بہت ہی برا ہے۔ کاش وہ (اس بات کو) جانتے ہوتے۔ (البقرۃ2: آیت نمبر102)

میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کے فن سے اگر اللہ چاہے، تو دوسروں کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے۔ پھر بھی یہ کام کرنے والے کو آخرت میں خرابی ہے۔ ان لوگوں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا جیسا کہ قرآنی آیت کے یہ جملے متنبہ کررہے ہیں۔

غرض اس آیت کو پوری توجہ اور انہاک کے ساتھ تحقیق کریں گے، تو یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ ان لوگوں نے جادو کو چھوڑدے کر، اس کے بجائے، شوہر اور بیوی کے بیچ میں دوری پیدا کرکے، ایک کو دوسرے سے الگ کرنے کا فن ہی سیکھا۔ اور اس بات کا بھی پتا چلا کہ اس کے ذریعہ چند نقصانات پہنچ سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ اس آیت میں یہ کہا ہی نہیں گیا کہ جادو سے اثر ڈالا جاسکتا ہے، اور جادو منتر سے نقصان پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس کے بارے میں ذکر ہی نہیں کیا گیا۔

بعض نے اشکال ظاہر کیا کہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا جو ہے جادو کی ایک قسم کیوں نہیں ہوسکتی؟ یہ اشکال دووجوہات کی بناپر غلط ہے۔

جادو کے بارے میں ان دونوں نے سخت تنبیہ کرنے کے بعد بھی لوگوں نے جادو کی ایک قسم سیکھا ہو، تو "اس لیے" نہیں کہا جائے گا۔

نیز اس آیت میں تین جگہوں پر یہ کہا گیا ہے کہ جادو سیکھنا آدمی کو کافر بنادے گا۔ مگر میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنا بے شک گناہ کا کام ہے۔ پھر بھی یہ ایسا جرم نہیں کہ آدمی کو کافر بنادے۔ اور ہم بھی اس طرح نہیں کہتے۔ جادو کو ماننے والے بھی اس کے قائل نہیں ہیں۔

ان لوگوں نے جو فن سیکھا وہ جب آدمی کو کافر نہیں بناتا، تب یہ یقینی بات ہے کہ وہ فن، جادو کی ایک قسم ہرگز نہیں ہو سکتی۔

یعنی یہ آیت کہتی ہے کہ ان لوگوں نے جادو نہیں سیکھا۔ بلکہ جادو کو چھوڑ کر، اس سے ہٹ کر، میاں بیوی کے درمیان کس طرح جدائی ڈالی جاسکتی ہے؟ وہ فن ہی سیکھا۔ اور وہ بھی سو فیصد کامیاب نہیں ہو گا۔ ہاں اگر اللہ چاہے تو ایک حد تک کامیابی ہو سکتی ہے۔ اور اللہ نہ چاہے، تو اس کے ذریعہ جدائی نہیں ہو سکتی۔

اس طرح ترجمہ کرتے وقت اللہ کے ساتھ شرک نہیں ہوتا، شرک کے گناہ سے بچاؤ ہو گیا۔ نیز جادو دراصل چال، فریب اور شعبدہ ہے۔ اور جادو کو کامیابی نہیں، جیسی آیتوں سے بھی یہ ترجمہ نہیں ٹکراتا۔ اس کے علاوہ اللہ کے قول میں تضاد اور تصادم کی نوبت بھی نہیں آئے گی۔

نیز اس آیت میں اللہ نے الفاظ جس ترکیب کے ساتھ استعمال کیا ہے وہ بھی قابل غور ہے۔ متن میں ہے کہ جس کے ذریعہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈال سکتے ہیں وہ سیکھنے لگے۔ یعنی ان کے درمیان جدائی ڈالنے کی چیز سیکھنے لگے۔

یوں نہیں کہا گیا کہ وہ میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے والے جادو کو سیکھنے لگے۔ بلکہ جملہ یوں ہے کہ جس کے ذریعہ جدائی ڈال سکتے ہیں اس چیز کو سیکھنے لگے۔ الفاظ کی یہ ترکیب بتارہی ہے کہ جادو کو چھوڑ کر کوئی اور چیز ہے جسے وہ سیکھنے لگے۔

اسی آیت کو، رحمت چاریٹیبل ٹرسٹ کے علمانے تمل زبان میں جو ترجمہ کیا ہے، اس کا اردو ترجمہ ملاحظہ ہو: رحمت چاریٹیبل ٹرسٹ کا شائع کردہ ترجمہ:

وہ (یہودی) لوگ، سلیمان کی حکومت میں شیاطین جو پڑھ کر دکھارہے تھے، اس کی پیروی

کر رہے تھے۔ سلیمان نے انکار نہیں کیا۔ بلکہ شیاطین نے ہی انکار کیا تھا، جو لوگوں کو جادو اور (خود انہی کے کہنے کے مطابق) بابل میں ہاروت اور ماروت نامی دو فرشتوں پر جو نازل کی گئی اس کی بھی تعلیم دیتے تھے۔ مگر وہ دونوں کسی کو اس وقت تک کوئی تعلیم نہیں دیتے تھے، جب تک اس سے یہ نہ کہہ دیں کہ ہم (اللہ کی طرف سے) آزمائش ہیں۔ اس لیے تم (اللہ کا) انکار نہ کرو۔ (اور یہ بھی کہتے آرہے تھے کہ) انہوں نے ان دونوں سے وہ سیکھا جس کے ذریعہ سے میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیں۔ وہ اس کے ذریعہ کسی کو اللہ کے حکم کے بغیر، کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے۔ (البقرۃ2: آیت نمبر102)

غور کیجیے کہ پہلے ہم نے جو ترجمے پیش کیے تھے، ان سے یہ ترجمہ مختلف ہے۔

پہلے جن دو ترجمے کا ہم نے حوالے دیے تھے، اس طرح اگر ترجمہ کرتے، تو پھر شرک کے دلدل میں پڑ جاتے۔ اس سے بچنے کے لیے مذکورہ ٹرسٹ نے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے والی بات کو اس قسم سے ترجمہ کر دیا جس سے وہ اب اللہ کا قول نہ رہا۔

رحمت ٹرسٹ کا ترجمہ ملاحظہ ہو: (اور یہ بھی کہتے آرہے تھے کہ) انہوں نے ان دونوں سے وہ سیکھا جس سے میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیں۔

یہ الفاظ کہ انہوں نے میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کو سیکھ لیا، کس کے ہیں؟ اللہ کا قول نہیں بلکہ یہودیوں نے اس طرح کہا۔ یہ مفہوم بیان کرنے کے لیے ہی ٹرسٹ والوں نے قوسین میں یہ الفاظ (اور وہ یہ بھی کہتے آرہے تھے)، لکھ کر وضاحت کر دی۔ یعنی ٹرسٹ نے اس طرح ترجمہ کیا گویا یہودیوں کی بات کو اللہ تعالیٰ نقل کر رہا ہے۔

یہودیوں نے کہا کہ جادو سے میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال سکتے ہیں۔ اگر اس طرح مطلب بیان کیا جائے، تو یہ بات جادو پارٹی کے لیے دلیل نہیں بنتی۔ اس میں صرف اتنی بات ہے کہ یہودیوں نے اپنے عقیدے کے مطابق اس طرح کہا ہے۔ اس کو چھوڑ کر اور کوئی بات نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کس طرح کہے گا کہ جادو سے نقصان ہو سکتا ہے؟ اگر اس طرح کہے، تو یہ بات قرآن کی کئی آیتوں سے ٹکرانے لگتی ہے۔ اس سے ڈرتے ہوئے رحمت چاریٹیبل ٹرسٹ کے علمانے

مذکورہ جملے کو اس طرح ترجمہ کر دیا کہ جس سے پتا چلتا ہے کہ وہ بات یہودیوں کا قول ہے۔

جب تک اللہ کے ساتھ شرک کا شائبہ نہ آئے، اور قرآن کی دیگر آیتوں سے ٹکراؤ کے بغیر، وہ اگر اس طرح ترجمہ کریں، تو اس میں ہم کو کوئی اعتراض نہیں۔

17- کیا سورۃ الفلق اور سورۃ الناس جادو کے لیے دلیل ہیں؟

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جادو کو قدرت ہے، وہ اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے ایک اور دعوا بھی پیش کرتے ہیں۔

ان کا دعوا یہ ہے کہ جب نبی ﷺ پر جادو کیا گیا، تو سورۃ الفلق اور سورۃ الناس یہ دو سورتیں اتریں، نیز ان کا یہ دعوا ہے کہ آپ ﷺ ان دونوں سورتوں میں سے ایک ایک آیت پڑھتے گئے، ایک ایک گرہ کھلتی گئی۔ یہاں تک کہ آخری گرہ بھی کھل گئی۔ اور آپ اس طرح نشاط محسوس کرنے لگے جیسے کہ ان کا بندھا ہوا جسم کھول دیا گیا ہو۔

نبی ﷺ پر جادو نہیں کیا جا سکتا۔ اس بات کو ہم نے پہلے ہی مناسب دلائل کے ذریعہ ثابت کر دیا ہے۔

جب نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کی خبر ہی جھوٹی ہو جائے، تو جادو کو دور کرنے کے لیے ہی یہ دونوں سورتوں کے نازل ہونے کی خبر بھی جھوٹی اور افسانہ ہو جائے گی۔

حدیث کی روایت کرنے والے اگرچہ قابل بھروسا اور ثقہ ہوں، مگر نبی ﷺ پر جادو کیے جانے کی روایت اسلام کی بنیاد کو ڈھا دینے اور منہدم کرنے والی ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ روایت صحیح نہیں۔ غلط ہے۔ من گھڑت کہانی ہے۔

مگر یہ کہنے کے لیے کہ یہ سورتیں، نبی ﷺ پر جادو کیے جانے پر نازل ہوئیں، کوئی قابل قبول سلسلۂ سند نہیں ہے۔ تو پھر یہ کیسے دلیل بن سکتی ہے؟

اس کے تعلق سے امام ابن کثیرؒ نے جو تبصرہ کیا ہے ملاحظہ ہو:

وَقَالَ الْأُسْتَاذُ الْمُفَسِّرُ الثَّعْلَبِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: كَانَ غُلَامٌ مِنَ الْيَهُودِ يَخْدِمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فدبَّت إِلَيْهِ الْيَهُودُ، فَلَمْ يَزَالُوا بِهِ حَتَّى أَخَذَ مُشَاطة رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِدَّةَ أَسْنَانٍ مِنْ مُشطه، فَأَعْطَاهَا الْيَهُودَ، فَسَحَرُوهُ فِيهَا. وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنْهُمْ -يُقَالُ لَهُ: [لَبِيَدُ] (4) بْنُ أَعْصَمَ-ثُمَّ دَسَّهَا فِي بِئْرٍ لِبَنِي زُرَيق، وَيُقَالُ لَهَا: ذَرْوان، فَمَرِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَثَرَ شَعْرُ رَأْسِهِ، وَلَبِثَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ يُرَى أَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلَا يَأْتِيهِنَّ، وَجَعَلَ يَذُوب وَلَا يَدْرِي مَا عَرَاهُ. فَبَيْنَمَا هُوَ نَائِمٌ إِذْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَقَعَد أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيْهِ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِهِ: مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: طُبَّ. قَالَ: وَمَا طُبَّ؟ قَالَ: سُحِرَ. قَالَ: وَمَنْ سَحَرَهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ الْيَهُودِيُّ. قَالَ: وَبِمَ طبَّه؟ قَالَ: بِمُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ. قَالَ: وَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي جُفَ طَلْعَةٍ تَحْتَ رَاعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَان -وَالْجُفُّ: قِشْرُ الطَّلْعِ، وَالرَّاعُوفَةُ: حَجَرٌ فِي أَسْفَلِ الْبِئْرِ نَاتِئٌ يَقُومُ عَلَيْهِ الْمَاتِحُ -فَانْتَبَهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَذْعُورًا، وَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ، أَمَا شَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَخْبَرَنِي بِدَائِي؟ ". ثُمَّ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ وَعَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ، فَنَزَحُوا مَاءَ الْبِئْرِ كَأَنَّهُ نُقَاعة الْحِنَّاءِ، ثُمَّ رَفَعُوا الصَّخْرَةَ، وَأَخْرَجُوا الْجُفَّ، فَإِذَا فِيهِ مُشَاطَةُ رَأْسِهِ وَأَسْنَانٌ مِنْ مُشْطِهِ، وَإِذَا فِيهِ وَتَرٌ مَعْقُودٌ، فِيهِ اثْنَتَا عَشْرَةَ (5) عُقْدَةً مَغْرُوزَةً بِالْإِبَرِ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى السُّورَتَيْنِ، فَجَعَلَ كُلَّمَا قَرَأَ آيَةً انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، وَوَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِفَّةً حِينَ انْحَلَّتِ الْعُقْدَةُ الْأَخِيرَةُ، فَقَامَ كَأَنَّمَا نَشطَ مِنْ عِقَالٍ، وَجَعَلَ جِبْرِيلُ، عَلَيْهِ السَّلَامُ، يَقُولُ: بِاسْمِ اللَّهِ أَرْقِيك، مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ، مِنْ حَاسِدٍ وَعَيْنٍ اللَّهُ يَشْفِيكَ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلَا نَأْخُذُ الْخَبِيثَ نَقْتُلُهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أما أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللَّهُ، وَأَكْرَهُ أَنْ يُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا" (6) .

هَكَذَا أَوْرَدَهُ بِلَا إِسْنَادٍ، وَفِيهِ غَرَابَةٌ، وَفِي بَعْضِهِ نَكَارَةٌ شَدِيدَةٌ، وَلِبَعْضِهِ شواهد مما تقدم، والله أعلم. (تفسير ابن كثير ج4/ص575)

مفسر قرآن ثعلبی نے اپنی تفسیر میں کہا: جب نبی ﷺ پر جادو کیا گیا اس کے بعد آپ ﷺ نے علیؓ، زبیرؓ اور عمار بن یاسرؓ وغیرہ کو بھیج کر انہوں نے اس (ذروان) کنوئیں کا پانی کھینچا۔ اس کا پانی مہندی کا گدلا پانی کی طرح تھا۔ پھر پتھر کی چٹان ہٹایا۔ نیچے سے کھجور کے درخت کی چھال برآمد کیا، جس میں نبی کے سر کے بال، کنگھی کے دندانے تھے، سوئی میں دھاگا پُرویا ہوا تھا، جس میں بارہ گرہیں تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ یہ دونوں سورتیں اتاریں۔ آپ ان کی ایک ایک آیت پڑھتے جاتے تھے، ایک ایک گرہ

اس کی خود بخود کھلی جاتی تھی۔ جب یہ دونوں سورتیں پوری ہویں ، وہ سب گرہیں کھل گئیں،۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس طرح کی ایک روایت ثعلبی کہتے ہیں۔ اس میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ عائشہؓ اور ابن عباسؓ نے کہا۔ پھر ان دونوں نے کن سے کہا؟ پھر انہوں نے کن شاگردوں سے کہا؟ کوئی سلسلۂ سند کا ذکر نہیں ہے۔ صاحب کتاب تک یہ روایت کس سند سے پہنچی ہے؟ اس کے بغیر ہی انہوں نے اس کو روایت کیا ہے۔ پھر حافظ ابن کثیر نے کہا اس میں کہی گئی چند باتیں ایسی ہیں جو ثابت شدہ روایت سے ٹکرا رہی ہیں۔ اور ایسی باتیں بھی ہیں جن کو کسی نے نہیں کہا۔

سلسلۂ سند کے بغیر کہی جانے والی کوئی حدیث بھی من گھڑت افسانے کے مترادف ہے۔ اس لیے اس بے سند روایت کو قابل حجت نہیں مانا جا سکتا۔

اسی طرح حافظ ابن حجر نے بھی تبصرہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

وَقد وَقع فِي حَدِيث بن عَبَّاسٍ فِيمَا أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ فِي آخِرِ قِصَّةِ السِّحْرِ الَّذِي سُحِرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ وَجَدُوا وِتْرًا فِيهِ إِحْدَى عَشْرَةَ عُقْدَةً وَأُنْزِلَتْ سُورَةُ الْفَلَقِ وَالنَّاسِ وَجُعِلَ كُلَّمَا قَرَأَ آيَةً انْحَلَّت عقدَة وَأخرجه بن سعد بِسَنَد آخر مُنْقَطع عَن بن عَبَّاسٍ أَنَّ عَلِيًّا وَعَمَّارًا لَمَّا بَعَثَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاسْتِخْرَاجِ السِّحْرِ وَجَدَا طَلْعَةً فِيهَا إِحْدَى عَشْرَةَ عُقْدَةً فَذَكَرَ نَحْوَهُ (فتح الباری ج10/ص: 225)

یعنی ابن حجر نے تبصرہ کیا ہے کہ امام بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں (قوی سند نہیں، بلکہ) ضعیف سند کے ساتھ نبی پر جادو کا قصہ ذکر کیا ہے۔ جس کے آخر میں ہے کہ انہوں نے کنویں میں تانت پایا جس میں گیارہ گرہیں تھیں۔ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس نازل ہویں۔ آپ ﷺ ایک ایک آیت پڑھنے پر ایک ایک گرہ کھلنے لگی۔ اسی طرح ابن سعد نے ابن عباس سے (مرفوع متصل نہیں، بلکہ) منقطع (کٹی ہوی) سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

غرض جب نبی ﷺ پر جادو کیا گیا، تب یہ دونوں سورتیں نازل ہویں۔ یہ کہنے کے لیے کوئی صحیح روایت نہیں، یہاں تک کہ جادو پارٹی بھی مانتی ہے کہ یہ ضعیف روایت ہے۔ اس لیے واضح ہو گیا کہ

یہ من گھڑت افسانہ ہے۔ حجت کے قابل ہی نہیں۔

اس کے بعد کچھ لوگ ان سورتوں کی تشریح کرتے ہوئے دعوا کرتے ہیں کہ یہ سورتیں جادو کے بارے میں ہی نازل کی گئی ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ خاص کر سورۃ الفلق میں کہا گیا کہ گرہوں میں پھونکنے والیوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اور دعوا کرتے ہیں کہ اس سے گرہوں میں پھونک مار کر جادو کرنے والی عورتیں مراد ہیں۔ اور اس سے معلوم کر سکتے ہیں کہ جادو کو طاقت ہے۔

حالانکہ گرہوں میں پھونکنے والیوں سے مراد جادو گرنی نہیں۔ کیونکہ اللہ یا اس کے رسول نے یہ معنی بیان نہیں کیا۔ اس لیے ہم ان سے جب سوال کرتے ہیں کہ گرہوں میں پھونکنے والیوں سے مراد "جادو گرنی" لینے کے لیے کیا دلیل ہے؟ تو ان کے پاس کوئی قابل قبول جواب نہیں ہے۔

ایک عام آدمی کی عقل بھی فیصلہ کر دے گی کہ ان کی بات غلط ہے۔ جادو پارٹی کے عقیدے کے مطابق نہ صرف عورتیں بلکہ مرد حضرات بھی جادو کرتے ہیں۔

وہ مانتے ہیں کہ اللہ کے نبی کو لبید نامی یہودی مرد نے ہی جادو کیا۔ قابل غور بات ہے کہ اس آیت میں گرہوں میں پھونکنے والی عورتوں سے پناہ مانگی جا رہی ہے۔ جب ایسی بات ہے، تو پھر جادو کرنے والے مردوں سے حفاظت نہیں ہے۔ کیا کیا جائے؟

اگر جادو میں نقصان پہنچانے کی قدرت ہو، اور اس سے اللہ تعالیٰ حفاظت اور پناہ طلب کی رہنمائی کر رہا ہو، تو گرہوں میں پھونک مارنے والی عورتوں سے پناہ مانگنے کی تعلیم دے کر گرہوں میں پھونکنے والے مردوں سے پناہ مانگے بغیر کیا اللہ تعالیٰ غیر محفوظ حالت پیدا کرے گا؟

اگر ہم اس طرح غور کریں گے، تو پتا چلے گا کہ انہوں نے اس آیت کی جو تشریح کی ہے وہ بے فائدہ، بے سود ہے۔ اور اللہ کی بات کو لغو، بے ہودہ اور بے معنی کیا جا رہا ہے۔

اس کے علاوہ جادو پارٹی کا نظریہ یہ نہیں کہ گرہوں میں پھونک مارنے کے ذریعے ہی جادو کیا جاتا ہے۔ بلکہ ان کے نظریہ کے مطابق ہزاروں طریقے سے جادو کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ سورت ہم کو

جادو سے بچاؤ اور تحفظ پانے کے لیے نازل کیا گیا ہے، تو اس میں تمام قسم کے جادو سے حفاظت ہونی چاہیے، جب کہ اس میں صرف گرہوں میں پھونکنے کی ایک قسم کی جادو سے پناہ مانگی جارہی ہے۔ اگر کوئی اس کو چھوڑ کر دوسرے طریقے سے جادو کرے، تو اسے کوئی پناہ اور حفاظت نہیں ہے، وہ غیر محفوظ ہے۔ اس سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ یہ حقیقت سمجھ میں آتی ہے کہ یہ سورت جادو گروں سے پناہ طلب کرنے کے لیے نہیں نازل ہوی۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح آدھا پاو، تھوڑا بہت، اور قدرے تعلیم نہیں دیتا۔

علاوہ ازیں جادو پارٹی کے دعوے کے مطابق نبی ﷺ پر جادو کرنے والا مرد تھا۔ (بخاری: 5763،3668) جب ایسی بات ہو، تو جادو کرنے والی عورتوں سے پناہ مانگنے کی رہنمائی کرنا کیا مناسب بات ہے؟

ویسے دنیا بھر میں زیادہ تر جادو کرنے والے مرد ہی ہیں۔ شاذ ونادر ہی جادو گرنیاں ہیں۔ باتصویر کہانیوں میں اور ڈراونی شیطان، بھوت کی فلموں میں ہی بوڑھی جادو گرنی کو بتایا جاتا ہے۔ حقیقت میں اس طرح نہیں۔ بلکہ اکثر وبیشتر جادو گر مرد ہی ہیں۔ ایسی حالت میں جادو کرنے والی عورتوں سے پناہ مانگنے کے لیے کہنا ذرا بھی موزوں اور موافق نہیں۔

گرہوں میں پھونکنے والی عورتوں سے کیا مراد ہے؟ گرہوں کے براہِ راست معنیٰ اگرچہ گرہیں ہی ہیں۔ مگر یہاں پر یہ معنی مطابقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ جب ہم غور کرتے ہیں کہ گرہ ڈالنے سے ہم کو کیا نقصان پہنچے گا؟ تب بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہاں پر گرہ کو اس کے اصلی معنے میں نہیں لیا جاسکتا۔

گرہ کو اس کے براہِ راست معنی کے علاوہ دوسرے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ مثال کے طور پر موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی۔ ہکلاپن تھا جس کی شکایت انہوں نے اللہ سے یوں کی۔

اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ (طٰہٰ20: آیت نمبر27)

اس آیت میں موجود گرہ کو ہم یہ نہیں سمجھیں گے کہ زبان میں سچ مچ گرہ ڈالی گئی ہے۔ بلکہ وہ

رک رک کر ہکلا کر بولتے تھے، جسے انہوں نے گرہ سے تعبیر کیا۔

اسی طرح اللہ شادی کے بارے میں کہتا ہے کہ نکاح کے بعد میاں بیوی دونوں اگر صحبت سے پہلے الگ ہو جائیں۔ تو شوہر آدھا مہر ادا کرے۔ یہ اور بات ہے کہ (شوہر) جس کے ہاتھ میں نکاح نام کی گرہ ہے، وہ در گزر سے کام لے۔ (البقرۃ2: آیت نمبر237)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایک مرد اور عورت کے نکاح کے ذریعہ ملنے کو "گرہ" قرار دیتا ہے۔

اس لیے اس (سورۃ الفلق) میں جو گرہ کا ذکر ہوا ہے، اس کی مناسب تشریح کیا نبی ﷺ کے فرمان میں ہے؟ ہم کو اس کی تلاش کرنا چاہیے۔

جب ہم تلاش و جستجو کرتے ہیں تو حدیث کی کتاب میں نبی ﷺ کا ایک فرمان اس کے بالکل موافق نظر آتا ہے۔

ابو ہریرہؓ نے خبر دی کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سوتا ہے تو اس کے سر کے پچھلے حصے پر شیطان تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر گرہ کے ساتھ یہ بات بھی چسپاں کر دیتا ہے کہ ابھی رات لمبی ہے۔ پھر جب وہ شخص جاگ اٹھتا ہے اور اللہ کو یاد کرتا ہے، تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اور جب وضو کرتا ہے، تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اور جب نماز پڑھتا ہے، تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس طرح صبح کو وہ چاق و چوبند خوش مزاج رہتا ہے۔ ورنہ سست اور بد باطن رہتا ہے۔
(بخاری: 1142)

شیطان گرہ لگانے کا مطلب یہ ہے کہ نیک کام کرنے سے روکنا اور برے کام کرنے پر ابھارنا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔

اس طرح گرہوں میں پھونک مارنے سے پناہ کا مطلب یہ ہوا ہے کہ شیطان گرہ لگا کر ہمیں گمراہ کرنے سے پناہ مانگی جائے۔

دلیل کے بغیر، یوں ہی تصور کر کے من مانی اور غیر مناسب تشریح کرنے سے بہتر یہ ہے کہ حدیث کی مدد سے گرہ کا مطلب سمجھ لیں۔

جس طرح ہم سورۃ الناس کے اندر دلوں میں وسوسہ ڈالنے والوں کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں، اسی طرح سورۃ الفلق میں بھی پناہ مانگتے ہیں۔

یہ ساری باتیں جب ہم مجموعی طور پر دیکھتے ہیں، تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جادو جو ہے صرف خیالی تصور ہے، جس سے کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا۔

بعض یہ خیال کرتے ہوں گے کہ گرہوں میں پھونکنے والیوں سے مراد اگر شیطان ہے، تو نر شیطانوں سے پناہ کیوں کر ہوسکتی ہے؟ واضح ہو کہ شیطان کے لیے مونث کا صیغہ بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ مذکر کا صیغہ بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ اس کو جیسا بھی استعمال کریں، بہر حال وہ دو جنسوں پر بھی مشتمل ہے۔ نر شیطان اور مادہ شیطان سب ہی اس میں آجائیں گے۔

18- کیا صرف معتزلہ نے جادو کا انکار کیا؟

معتزلہ کے نام سے ایک گروہ تھا جو حدیثوں کا انکار کررہا تھا۔ انبیاء کرام کے معجزات کو نہیں مانتا۔ تاریخ کی کتابوں میں اس فرقے کو گمراہ قرار دے کر منہ پھیر لیا گیا ہے۔

یہ فرقہ ایک زمانے میں تھا۔ اب نہیں ہے۔ تمام علماء حق اس فرقے کو ہی گمراہوں کے لیے مثال دیں گے۔ غرض اس فرقے کے لوگوں نے جادو کا بھی انکار کیا تھا۔

اب جادو کی وکالت کرنے والے، جادو کا انکار کرنے والے ہم کو معتزلہ ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ ہمارے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ جو کہتے ہیں وہ معتزلہ کا نظریہ ہے۔ فرقہ معتزلہ کی طرح ہی یہ لوگ بھی جادو کا انکار کرتے ہیں۔ پھر یہ الزام لگاتے ہیں کہ معتزلہ کے سوا کسی اور نے جادو کا انکار نہیں کیا۔

جادو پارٹی عوام میں یہ تبلیغ کررہی ہے کہ توحید جماعت اس نئے نظریہ کو لوگوں کو ٹھونس کر انہیں الجھا رہی ہے۔

اگر یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ توحید جماعت کا یہ نظریہ غلط ہے، تو وہ لوگوں کے درمیان دلائل

پیش کر کے ثابت کر سکتے ہیں کہ توحید جماعت کا دعوا غلط ہے، اس میں ہم کو کوئی اعتراض نہیں۔

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ان کی تبلیغ کار گر نہیں ہو رہی ہے، بلکہ خود ان کا ڈیرا خالی ہو رہا ہے، ان کے ماننے والے دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کا اور بھی اندیشہ ہے تو ان کو چاہیے کہ باقاعدہ مناظرہ کے ذریعہ ایک نتیجے کو پہنچنے کی کوشش کرے۔

مگر یہ لوگ اپنے ساتھ رہنے والوں کو روکے رکھنے کے لیے، توحید جماعت کو فرقہ معتزلہ کے نظریے کے حامل کہہ کر لوگوں کی سمجھ بوجھ اور عقل پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ فرقہ معتزلہ نے جادو کا انکار کیا۔ محض جادو کے انکار سے ان کو گمراہ قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ قرآن میں کہے گئے انبیا کے معجزات کا جان بوجھ کر انکار کیا، اس کے علاوہ کئی غلط نظریے کی وجہ سے ہی ان کو گمراہ قرار دیا گیا۔

جن علماء کرام نے معتزلہ کا سختی سے مخالفت کی، ان میں کئی علما نے جادو کا انکار کیا ہے۔ اس بنا پر ان علما کو معتزلہ کی فہرست میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جادو کے انکار سے کوئی معتزلہ نہیں بنتا۔

ہاں! معتزلہ نے کہا کہ جادو ایک دھوکا ہے، فریب ہے۔ نہ صرف معتزلہ بلکہ معتزلہ کی مخالفت کرنے والے علمائے حق نے بھی کہا تھا کہ جادو صرف خیال ہے، تخییل ہے۔ جادو کے قائلین نے اس حقیقت کو عوام سے چھپا دیا ہے۔

بخاری کی کئی شرحیں لکھی گئیں، جن میں دو بہت اہم ہیں۔ ایک حافظ ابن حجر کی لکھی ہوی فتح الباری ہے۔ اور دوسری شرح عینی کی لکھی ہوی عمدۃ القاری ہے۔ شافعی مسلک والے فتح الباری کو بڑی اہمیت دیں گے۔ اور حنفی مسلک کے لوگ عمدۃ القاری کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھیں گے۔

بہر حال ان دونوں کتابوں میں جادو کے تعلق سے جو کہا گیا ہے وہ قابل مطالعہ ہے۔ حافظ ابن حجر نے اپنی کتاب فتح الباری میں یوں کہا ہے:

وَاخْتُلِفَ فِي السِّحْرِ فَقِيلَ هُوَ تخبيل فَقَط وَلَا حَقِيقَةَ لَهُ وَهَذَا اخْتِيَارُ أَبِي جَعْفَرٍ الْإِسْتِرَبَاذِيِّ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ وَأَبِي بَكْرٍ الرَّازِيِّ مِنَ الْحَنَفِيَّة وبن حَزْمٍ الظَّاهِرِيِّ وَطَائِفَةٍ قَالَ النَّوَوِيُّ وَالصَّحِيحُ أَنَّ لَهُ حَقِيقَةً وَبِهِ قَطَعَ الْجُمْهُورُ وَعَلَيْهِ عَامَّةُ الْعُلَمَاءِ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ الصَّحِيحَةُ الْمَشْهُورَةُ انْتَهى۔ فتح الباري – ابن حجر – (222/10)

سحر کے معاملے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ صرف تخییل ہے۔ ذہن میں ابھرنے والا خیال اور تصور ہے۔ یہ سچ نہیں، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ شافعی مسلک کے بڑے عالم ابو جعفر کی رائے یہی ہے۔ اور حنفی مسلک کے عالم ابو بکر رازی کی رائے بھی یہی ہے۔ اور ابن حزم کی رائے بھی یہی ہے۔ (ابن حزم کا کہنا ہے کہ قرآن وحدیث کی باتوں کو جوں کا توں تسلیم کیا جائے۔ کوئی تاویل نہ کی جائے۔ اور انہوں نے گمراہ نظریے کے خلاف سخت موقف اختیار کیا تھا)۔ نیز ایک گروہ کا موقف بھی یہی ہے۔ البتہ امام نووی نے کہا کہ اکثریت کی رائے یہ ہے کہ جادو سے نقصان پہنچایا جاسکتا ہے۔ قرآن اور حدیث اس پر دلالت کرتے ہیں۔ (فتح الباری ابن حجر: 10/222)

یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ چاروں مسلک والوں نے بھی فرقہ معتزلہ کے نظریات کی مخالفت کی۔ حنفی اور شافعی مسلک کے علما کے علاوہ معتزلہ کی تردید کرنے والے ابن حزم نے بھی جادو کو دھوکا، اور فریب کہا ہے۔ جیسا کہ ابن حجر نے نقل کیا ہے۔ ابن حجر نے مذکورہ علما کو جادو کا انکار کر دینے کی بنا پر انہیں معتزلہ نہیں کہا۔ بلکہ یوں کہا کہ یہ اکثریت کی رائے ہے۔ اور یہ اقلیت کی رائے ہے۔

اسی طرح حنفی مسلک کے بڑے عالم بدر الدین محمود عینی نے اپنی شرح کی کتاب عمدۃ القاری میں جو کہا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

الأول: إن السحر لَهُ حَقِيقَة، وَذكر الْوَزير أَبُو المظفر يحيى بن مُحَمَّد بن هُبَيْرَة فِي كِتَابه (الْأَشْرَاف على مَذَاهِب الْأَشْرَاف) : أَجمعُوا على أَن السحر لَهُ حَقِيقَة إلاَّ أَبَا حنيفَة. فَإِنَّهُ قَالَ: لَا حَقِيقَة لَهُ. وَقَالَ الْقُرْطُبِيّ: وَعِنْدنَا أَن السحر حق، وَله حَقِيقَة يخلق الله تَعَالَى عِنْده مَا شَاءَ، خلافًا للمعتزلة وَأبي إِسْحَاق الإسفرايني من الشَّافِعِيَّة، حَيْثُ قَالُوا: إِنَّه تمويه وتخيل.

عمدة القاري شرح صحيح البخاري (62/14)

جادو کے بارے میں پہلی رائے یہ ہے کہ وہ سچ ہے، اس کی حقیقت ہے۔ وزیر ابو مظفر اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ابو حنیفہ کے سوا تمام علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جادو سچ ہے۔ مگر ابو حنیفہ نے

کہا کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں اس میں ذرا بھی سچائی نہیں ہے۔ اور قرطبی نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ جادو برحق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہے پیدا کرے گا۔ معتزلہ اور شافعیہ میں ابواسحاق اسفرائینی اس کے خلاف رائے رکھتے ہیں۔ وہ اس طرح سے کہتے ہیں کہ جادو جو ہے خیالی صورت، جھوٹی شکل اور توہم، ملمع اور گلٹ ہے۔ (عمدۃ القاری 14/62)

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا امام ابوحنیفہ اور شافعی مسلک کے ابواسحاق معتزلہ ہیں؟

یہی بات ابن کثیر نے بھی نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

[فَصْلٌ] (10) وَقَدْ ذَكَرَ الْوَزِيرُ أَبُو الْمُظَفَّرِ يَحْيَى بْنُ هَبيرة بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ هُبَيْرَةَ فِي كِتَابِهِ: "الْإِشْرَافُ عَلَى مَذَاهِبِ الْأَشْرَافِ" بَابًا فِي السِّحْرِ، فَقَالَ: أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ السِّحْرَ لَهُ حَقِيقَةٌ إِلَّا أَبَا حَنِيفَةَ، فَإِنَّهُ قَالَ: لَا حَقِيقَةَ لَهُ عِنْدَهُ. تفسير ابن كثيرت سلامة (371/1)

ابومظفر نے اپنی کتاب "الاشراف" میں ذکر کیا ہے کہ جادو مکمل سچ ہے۔ جادو کے سچ ہونے میں ابوحنیفہ کے سوا تمام علما متفق ہیں۔ ابوحنیفہ کا کہنا ہے کہ اس میں ذرا بھی سچائی اور حقیقت نہیں۔

ابن حجرؒ کی طرح اس زمانے میں ابن تیمیہؒ بھی رہتے تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب " الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان" میں جو لکھا ہے وہ قابل ذکر ہے۔ ملاحظہ ہو:

اختلف العلماء فى ان السحر هل له حقيقة ووجودو تاثير حقيقى فى قلب الاعيان ام هو مجر د تخييل؟ فذهب المعتزلة وابو بكر الرازى الحنفى المعروف با لجصاص ـ وابو جعفر الاستر اباذى والبغوى من الشافعية الى انكار جميع انواع السحر وانه فى الحقيقة تخييل من الساحر على من يراه ، وايها م له بما هو خلاف الواقع، وان السحر لا يضر الا ان يستعمل الساحر سما ا ود خانا يصل الى بدن المسحور فيوذيه ، ونقل مثل هذا عن الحنفية وان الساحر لا يستطيع بسحره قلب حقائق الاشياء ـ فلا يمكنه قلب العصا حية ـولا قلب الانسان حمارا۔

(الفرقان بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان-15/1-1)

جادو کے متعلق علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا وہ سچ ہے؟ کیا اس کا وجود ہے؟ کیا ایک چیز کو جادو کے ذریعہ کسی دوسری چیز میں تبدیل کیا جاسکتا ہے؟ یا یہ صرف تصور اور خام خیالی ہے؟ فرقہ معتزلہ کے علاوہ جصاص کے نام سے معروف ومشہور، حنفی مسلک کے ابوبکر رازی، اور شافعی مسلک کے

ابو جعفر استر اباذی اور بغوی نے جادو کے تمام قسموں کا انکار کیا ہے کہ حقیقت میں جادو گر کی طرف سے دیکھنے والوں کا تصور ہے۔ جادو دراصل عدم کو وجود کی طرح بتانا، خیالی شکل اور وہم ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ جس پر جادو کیا گیا ہے، اس کو زہر دے کر یا دھواں وغیرہ دے کر جادو گر تکلیف پہنچا سکتا ہے۔ ان کے بغیر صرف جادو کے ذریعہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور یہ بھی نقل کیا گیا کہ حنفی مسلک والوں کی رائے بھی یہی ہے۔ اور یہ علما کہتے ہیں کہ جادو گر کسی چیز کی اصلیت، اور اس کی خاصیت نہیں بدلا سکتا۔ چنانچہ لاٹھی کو سانپ میں بدل نہیں سکتا، اسی طرح انسان کو گدھا نہیں بنا سکتا۔ (الفرقان لابن تیمیہ 1/15)

ابن تیمیہ نے اس طرح کہنے والے علما کو معتزلہ نہیں کہا۔ بلکہ انہیں بھی علما ہی کہا۔ ابن تیمیہ نے بغوی کا بھی ذکر کیا جنہوں نے حدیثوں کو قائم کرنے میں بڑی جدوجہد کی جس کی بنا پر انہیں مُحْیِ السُّنَّة (سنتوں کو زندہ کرنے والے) کا لقب دیا گیا تھا۔ بغوی نے جادو کے متعلق حدیثوں کا انکار کرنے کی وجہ سے کسی نے بھی ان سے محی السنہ کا لقب چھین کر، معتزلہ کا لقب نہیں دیا۔

جادو کی تاثیر ہے، اور جادو کا اثر ہوتا ہے۔ یہ خیال سب سے زیادہ پھیلنے کی کئی وجوہات ہیں، جن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ پیٹ پالنے والے علما کے لیے ذریعہ معاش بن گیا ہے۔ نیز مسجد کے ذمہ داروں کو ڈرانے کے لیے کام آتا ہے۔ اس طرح اور کئی وجوہات کی بنا پر جادوئی عقیدہ عام ہو گیا ہے۔

ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، اور افغانستان جیسے ملکوں میں زیادہ حنفی مسلک کے لوگ رہنے کے باوجود وہ جادو کو مانتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ اس کو محض خام خیالی اور توہم کہنے کے بعد بھی اس کو سچ سمجھتے ہیں۔ تو اس کی اصل وجہ نقلی علما کا پرچار اور تبلیغ ہے کہ ہمارے پاس کالا جادو ہے۔ اور جادوئی تاثیر سے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

اس کے مقابل میں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جادو سے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا، چونکہ ان کو لوگوں سے کچھ حاصل کرنے کی امید اور توقع نہیں ہوتی، اس لیے یہ بات عام لوگوں تک بہت کم ہی پہنچی۔

جادو کے ماننے والے لوگ جو یہ کہہ رہے تھے کہ معتزلہ کے سوا کسی نے بھی جادو کا انکار نہیں کیا۔ اور اب توحید جماعت ہی اس کا انکار کر رہی ہے، ان کے سارے دعوے کو مذکورہ دلائل کے

ذریعہ جھوٹ ثابت کر دیا گیا۔

حنفی اور شافعی مسلک کے بڑے مدارس وجامعات میں فضیلت کے آخری سال میں پڑھنے والے طلبہ کو نصابی تعلیم میں شامل تفسیر بیضاوی کا باقاعدہ درس دیا جاتا ہے۔

اس تفسیر میں عقیدہ توحید کے خلاف کئی باتیں پائی جاتی ہیں، پھر بھی اس میں دیکھیے کہ جادو کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ ساجِدِينَ لعلمهم بأن مثله لا يتأتى بالسحر، وفيه دليل على أن منتهى السحر تمويه وتزويق يخيل شيئاً لا حقيقة له.

تفسير البيضاوي = أنوار التنزيل وأسرار التأويل (138/4)

الشعراء26: آیت نمبر46 کہتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام معجزہ دکھاتے ہی جادوگر سب سجدہ میں گر گئے۔ یعنی وہ جادوگر یہ جاننے کی وجہ سے کہ جس طرح موسیٰ نے کیا، اس طرح وہ جادو کے ذریعہ نہیں کر سکتے، (اپنی ہار مان کر) سجدے میں گر گئے۔ چنانچہ یہ آیت دلیل ہے کہ جادو جو ہے خلافِ واقعہ، جھوٹا خیال، جھوٹی شکل اور ملمع سازی ہے جس میں سچائی ہے ہی نہیں۔ (تفسیر بیضاوی4/138)

ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح تفسیر لکھنے والے بیضاوی معتزلہ کا عقیدہ رکھتے ہیں؟ کیا مدارس وجامعات کے ذمہ داران نے عقیدہِ معتزلہ کے حامل تفسیر ہی کو فضیلت سال آخر کے نصاب میں شامل کیا ہے؟

فَلَمَّا أَلْقَوْا قالَ مُوسى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ أي الذي جئتم به هو السحر لا ما سماه فرعون وقومه سحراً. وقرأ أبو عمرو السِّحْرُ على أن مَا استفهامية مرفوعة بالابتداء وجئتم به خبرها والسِّحْرُ بدل منه أو خبر مبتدأ محذوف تقديره أهو السحر، أو مبتدأ خبره محذوف أي السحر هو. ويجوز أن ينتصب ما بفعل يفسره ما بعده وتقديره أي شيء أتيتم. إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ سيمحقه أو سيظهر بطلانه. إِنَّ اللَّهَ لاَ يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ لا يثبته ولا يقويه وفيه دليل على أن السحر إفساد وتمويه لا حقيقة له. تفسير البيضاوي = أنوار التنزيل وأسرار التأويل (121/3)

یونس10: آیت نمبر81 میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جب جادوگروں نے اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو ڈال کر جادو کیا، تو اس کو دیکھ موسیٰ نے کہا: یہ جو کچھ تم نے پیش کیا ہے، جادو ہے۔ اللہ اس کو شکست دے کر ختم کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ الجھانے اور بگاڑنے والوں کے کام کو بننے اور غالب ہونے نہیں دیتا۔ اور اس آیت میں دلیل ہے کہ جادو جو ہے الجھانا، فساد کرنا، خلافِ واقع، عدم کو موجود کی طرح بتانا ہے جس میں سچائی اور حقیقت ذرہ برابر بھی نہیں ہے۔ (تفسیر بیضاوی 3/121)۔

یہ بات بیضاوی نے کہی ہے۔ تو ان کو کسی نے بھی معتزلہ کیوں نہیں کہا؟ اس کا طعنہ کیوں نہیں دیا؟

عالم وفاضل بننے والے طلبہ کو ساتویں اور آٹھویں سال میں تفسیر بیضاوی ہی کو پڑھایا جاتا ہے۔ وہ علما اور فضلا اس کو باقاعدہ پڑھ کر فراغت کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ یہ علماءِ دین نے تفسیر بیضاوی کی بہت سی بے دلیل باتوں کو قبول کیا ہے۔ مگر تعجب ہے جس حقیقت کو بیضاوی نے دلیل کے ساتھ کہا، اس کو یہ علما کیوں نہیں مانتے! انکار کیوں کر رہے ہیں؟

اسی طرح شوکانی نے بھی اپنی کتاب فتح القدیر میں بیان کیا۔ ملاحظہ ہو:

وما فِي مَا يَأْفِكُونَ مَصْدَرِيَّةٌ أَوْ مَوْصُولَةٌ، أَيْ: إِفْكِهِمْ أَوْ مَا يَأْفِكُونَهُ، سَمَّاهُ إِفْكًا، لِأَنَّهُ لَا حَقِيقَةَ لَهُ فِي الْوَاقِعِ بَلْ هُوَ كَذِبٌ وَزُورٌ وَتَمْوِيهٌ وَشَعْوَذَةٌ فَوَقَعَ الْحَقُّ أَيْ: ظَهَرَ وَتَبَيَّنَ لِمَا جَاءَ بِهِ مُوسَى وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ مِنْ سِحْرِهِمْ، أَيْ: تَبَيَّنَ بُطْلَانُهُ فَغُلِبُوا۔ فتح القدير للشوكاني (265/2)

الاعراف7: آیت نمبر117 میں جادوگروں کے جادو کی بابت اللہ تعالیٰ ذکر کرتے وقت يَأفِكُوْنَ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس لفظ کے معنی ہیں جھوٹ بولنا، جھوٹ گھڑنا، اللہ نے یہ لفظ یہاں پر اس لیے استعمال کیا کہ جادوگروں نے جو جادو دکھایا، اس میں ذرا بھی سچائی اور حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ وہ جھوٹ اور گھڑی ہوی بات ہے، خلاف واقع دکھانا اور ملمع سازی ہے۔ اور شعبدہ بازی بھی ہے۔ اسی لیے وہ جادوگر ہار گئے۔ (فتح القدیر 2/265)

يَأفِكُوْنَ کے اسی لفظ کو بنیاد بنا کر طبری نے اپنی تفسیر میں یوں کہا ہے:

(فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ) يقول: فإذا عصا موسى تزدرد ما يأتون به من الفرية والسحر الذي لا حقيقة له، وإنما هو مخاييل (1) وخدعة. (فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ) يقول: فلما تبين السحرة أن الذي جاءهم به موسى حق لا سحر، وأنه مما لا يقدر عليه غير الله الذي فطر السموات والأرض من غير أصل، خرّوا لوجوههم سجدا لله، مذعنين له بالطاعة، مقرّين لموسى بالذي أتاهم به من عند الله أنه هو الحقّ، وأن ما كانوا يعملونه من السحر باطل.

تفسير الطبري = جامع البيان ت شاكر (348/19)

اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ موسیٰ کا معجزہ، ان کے بنائے ہوئے جھوٹے طلسم کو نگلنے لگا۔ کیونکہ ان جادوگروں نے جو کیا، وہ ایسا جادو ہے جس کی کوئی حقیقت ہی نہیں، وہ تو محض تخیل و تصور اور دھوکا و فریب ہے۔ جب انہیں معلوم ہو گیا کہ موسیٰ نے جو پیش کیا وہ حقیقت میں اللہ کی طرف سے معجزہ ہے، جادو نہیں۔ اس کا مقابلہ ناممکن ہے اور وہی غالب رہے گا۔ اس لیے وہ تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے۔ (تفسیر طبری)

اسی طرح ابن حیّان نے اپنی تفسیر "البحر المحیط" میں لکھا ہے:

فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجاؤُ بِسِحْرٍ عَظِيمٍ أَيْ أَرَوُا الْعُيُونَ بِالْحِيَلِ وَالتَّخَيُّلَاتِ مَا لَا حَقِيقَةَ لَهُ كَمَا قَالَ تَعَالَى يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعى «3»

البحر المحيط في التفسير (133/5)

طٰہٰ20: آیت نمبر66 میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے لوگوں کے آنکھوں پر جادو کر دیا اور ان کی نظر بندی کر دی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے آنکھوں کو حیلے اور چال بازی کے ذریعہ، نیز خلاف واقع عدم کو موجود کی طرح جھوٹی شکل اور خیال پیدا کر کے دکھایا۔ اسی لیے انہوں نے موسیٰ کو خیالی شکل دکھایا۔ البحر المحیط (133/5)

اسی طرح روح البیان میں قاضی رقمطراز ہیں:

إِنَّ اللَّهَ لا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ اى لا يثبته ولا يكمله ولا يديمه بل يمحقه ويهلكه ويسلط عليه الدمار قال القاضي وفيه دليل على ان السحر إفساد وتمويه لا حقيقة له انتهى.

روح البيان (70/4)

یونس10: آیت نمبر81 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ بگاڑنے والوں کے کام کو درست

نہیں کرتا، اور ان کے عمل کو غالب نہیں کرتا۔ قاضی نے کہا کہ اس آیت میں دلیل ہے کہ جادو میں ذرا بھی سچائی نہیں۔ وہ جھوٹ، الجھاؤ، فساد، ملمع سازی اور دھوکا ہے۔ (روح البیان 4/70)

اسی کتاب میں شعرانی کا قول نقل کیا گیا۔ ملاحظہ فرمایئے:

وفيه دليل على ان التبحر فى كل فن نافع فان السحرة ما تيقنوا بان ما فعل موسى معجزهم الا بمهارتهم فى فن السحر وعلى ان منتهى السحر تمويه وتزوير وتخييل شىء لا حقيقة له وجه الدلالة ان حقيقة الشيء لو انقلبت الى حقيقة شىء آخر بالسحر لما عدوا انقلاب العصا حية من قبيل المعجزة الخارجة عن حد السحر ولما خروا ساجدين عند مشاهدته۔ روح البيان (274/6)

جادوگروں کا سجدے میں گرنا دلیل ہے کہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ وہ اس طرح سے کہ جادوگر ایک چیز کو اگر جادو سے بدل کر حقیقت میں دوسری چیز پیش کرتے، تو وہ موسیٰ کے لاٹھی ڈال کر اسے سچ مچ سانپ میں تبدیل کرنے کو دیکھ کر تعجب نہیں کرتے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ حقیقت میں تبدیلی ہے جو جادو سے نہیں ہو سکتا، بلکہ ناممکن ہے۔ تب انہوں نے اپنی شکست کو تسلیم کرلیا۔

(روح البیان 6/274)

اس میں افسوس کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے جادوگروں کے متعلق آنے والی ہر آیت کا باریک بینی اور گہرائی کے ساتھ جائزہ لیا، اور کہا کہ جادو میں ذرا بھی سچائی نہیں۔ سب نظر بندی، دھوکا اور شعبدہ بازی ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ مگر ان میں کئی حضرات البقرۃ2: آیت نمبر 102 کی تفسیر کرتے وقت، جادوگروں کے بارے میں آنے والی آیتوں اور اپنی کہی ہوئی بات سب کو بھول گئے، اور اب بدل کر اس کے برعکس باتیں کرتے ہیں۔

چنانچہ ابن قدامہ نے اپنی کتاب شرح الکبیر میں یوں لکھا ہے:

وجملة ذلك أن السحر عقد ورقى وكلام يتكلم به ويكتبه أو يعمل شيئاً يؤثر في بدن المسحور أو قلبه أو عقله من غير مباشرة له وله حقيقة فمنه ما يقتل وما يمرض وما يأخذ الرجل عن امرأته فيمنعه وطأها ومنه ما يفرق به بين المرء وزوجه وما يبغض أحدهما إلى الآخر أو يجب بين اثنين وهذا قول الشافعي وذهب بعض أصحابه إلى أنه لا حقيقة له إنما هو تخييل قال

الله تعالى (يخيل إليه من سحرهم أنها تسعى) وقال أصحاب أبي حنيفة إن كان شيئاً يصل الى بدن المسحور كدخان ونحوه جاز أن يحصل منه ذلك فأما ان يحصل المرض والموت من غير أن يصل انى بدنه شئ فلا يجوز ذلك لأنه لو جاز لبطلت معجزات الأنبياء عليهم السلام لأن ذلك يخرق العادات فاذا جاز من غير الأنبياء بطلت معجزاتهم وأدلتهم۔ الشرح الكبير لابن قدامة (112/10)

جادو جو ہے گرہ لگانا، کچھ الفاظ کہنا، پھونکنا، کچھ حروف لکھنا، یا کچھ کام کرنا وغیرہ ہے۔ غرض اس جادو کی کئی قسمیں ہیں۔ جس پر جادو کیا گیا ہے، اسے (سحر زدہ کو) ہاتھ لگائے بغیر ہی، اس کے بدن ، یا اس کی عقل کو، یا اس کے دل کو متاثر کیا جا سکتا ہے۔ اور ان پر اثر ڈالا جا سکتا ہے۔ یہ سچ ہے، اس کی حقیقت ہے۔ چنانچہ جادو کے ذریعہ کسی کو قتل کیا جا سکتا ہے، کسی کو بیمار کیا جا سکتا ہے، شوہر کو اپنی بیوی سے مجامعت کرنے سے روکا جا سکتا ہے۔ میاں اور بیوی کے درمیان محبت پیدا کی جا سکتی ہے۔ نیز ان کے آپس میں نفرت پیدا کر کے جدائی بھی ڈالی جا سکتی ہے۔ یہی امام شافعی کا قول ہے۔

مگر شافعی مسلک کے بعض علما نے کہا کہ جادو کچھ نہیں، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ صرف خام خیالی ہے۔ اللہ کا یہ قول ہی اس کی دلیل ہے کہ موسیٰ کو سانپ کی پھنکارنے کی طرح ایک جھوٹا خیال گزرنے لگا۔ ایک جھوٹی شکل دکھائی دینے لگی۔

امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد کہتے ہیں کہ دھواں وغیرہ جیسی کوئی چیز آدمی کے جسم میں پہنچائے، تو اس سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مگر کسی چیز کا بھی استعمال کیے بغیر، آدمی کو بیمار کرنا، یا جان سے مار دینا وغیرہ بالکل ناممکن ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اگر اس طرح ہو سکتا ہے، تو انبیا کے معجزات ناکام اور نامراد ہو جائیں گے۔ انبیا کے سوا دوسرے بھی اگر خرق عادت کام کریں، کرشمے اور کرامات دکھاتے رہیں، تو پھر انبیا کے معجزات اور ان کے انبیا ہونے کے دلائل سب بے کار ہو جائیں گے۔

(شرح کبیر جلد 10/ صفحہ 112)

جصاص کے نام سے معروف و مشہور ابو بکر رازی نے بھی جادو کا سختی کے ساتھ انکار کیا ہے۔

ان کے الفاظ ملاحظہ ہو:

وَمَنْ صَدَّقَ هَذَا فَلَيْسَ يَعْرِفُ النُّبُوَّةَ وَلَا يُؤْمَنُ أَنْ تَكُونَ مُعْجِزَاتُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمْ السَّلَامُ مِنْ هَذَا النَّوْعِ وَأَنَّهُمْ كَانُوا سَحَرَةً. وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى {وَلا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى} [طه: 69] . وَقَدْ أَجَازُوا مِنْ فِعْلِ السَّاحِرِ مَا هُوَ أَطَمُّ مِنْ هَذَا وَأَفْظَعُ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ زَعَمُوا أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُحِرَ، وَأَنَّ السِّحْرَ عَمِلَ فِيهِ حَتَّى قَالَ فيهِ: "إنَّهُ يُتَخَيَّلُ لِي أَنِّي أَقُولُ الشَّيْءَ وَأَفْعَلُهُ وَلَمْ أَقُلْهُ وَلَمْ أَفْعَلْهُ" وَأَنَّ امْرَأَةً يَهُودِيَّةً سَحَرَته فِي جُفِّ طَلْعَةٍ وَمُشْطٍ ومشاقة، حتى أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهَا سَحَرَتْهُ فِي جُفِّ طَلْعَةٍ وَهُوَ تَحْتَ رَاعُوفَةِ الْبِئْرِ، فَاسْتُخْرِجَ وَزَالَ عَنْ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَلِكَ الْعَارِضُ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مُكَذِّبًا لِلْكُفَّارِ فِيمَا ادَّعَوْهُ مِنْ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ جَلَّ مِنْ قَائِلٍ: {وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلاً مَسْحُوراً} [الفرقان: 8] .

وَمِثْلُ هَذِهِ الْأَخْبَارِ مِنْ وَضْعِ الْمُلْحِدِينَ تَلَعُّبًا بِالْحَشْوِ الطَّغَامِ وَاسْتِجْرَارًا لَهُمْ إلَى الْقَوْلِ بِإِبْطَالِ مُعْجِزَاتِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمْ السَّلَامُ وَالْقَدْحِ فِيهَا، وَأَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ مُعْجِزَات الْأَنْبِيَاءِ وَفِعْلِ السَّحَرَةِ، وَأَنَّ جَمِيعَهُ مِنْ نَوْعٍ وَاحِدٍ وَالْعَجَبُ مِمَّنْ يَجْمَعُ بَيْنَ تَصْدِيقِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمْ السَّلَامُ وَإِثْبَاتِ مُعْجِزَاتِهِمْ وَبَيْنَ التَّصْدِيقِ بِمِثْلِ هَذَا مِنْ فِعْلِ السَّحَرَةِ مَعَ قَوْله تَعَالَى: {وَلا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى} [طه: 69] فَصَدَّقَ هَؤُلَاءِ مَنْ كَذَّبَهُ اللَّهُ وَأَخْبَرَ بِبُطْلَانِ دَعْوَاهُ وَانْتِحَالِهِ.

وَالْفَرْقُ بَيْنَ مُعْجِزَاتِ الْأَنْبِيَاءِ وَبَيْنَ مَا ذَكَرْنَا مِنْ وُجُوهِ التَّخْيِيلَاتِ، أَنَّ مُعْجِزَاتِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمْ السَّلَامُ هِيَ عَلَى حَقَائِقِهَا، وَبَوَاطِنُهَا كَظَوَاهِرِهَا، وَكُلَّمَا تَأَمَّلْتهَا ازْدَدْت بَصِيرَةً فِي صِحَّتِهَا، وَلَوْ جَهَدَ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ عَلَى مُضَاهَاتِهَا وَمُقَابَلَتِهَا بِأَمْثَالِهَا ظَهَرَ عَجْزُهُمْ عَنْهَا; وَمَخَارِيقُ السَّحَرَةِ وَتَخْيِيلَاتُهُمْ إنَّمَا هِيَ ضَرْبٌ مِنْ الْحِيلَةِ وَالتَّلَطُّفِ لِإِظْهَارِ أُمُورٍ لَا حَقِيقَةَ لَهَا، وَمَا يَظْهَرُ مِنْهَا عَلَى غَيْرِ حَقِيقَتِهَا، يُعْرَفُ ذَلِكَ بِالتَّأَمُّلِ وَالْبَحْثِ وَمَتَى شَاءَ أَنْ يَتَعَلَّمَ ذَلِكَ بَلَغَ فِيهِ مَبْلَغَ غَيْرِهِ وَيَأْتِي بِمِثْلِ مَا أَظْهَرَهُ سِوَاهُ. أحكام القرآن للجصاص ط العلمية (58/1)

جس نے جادو کی تصدیق کی، اس نے نبوت کو نہیں پہچانا۔ اگر جادو کو سچ مانا جائے، تو انبیا کے معجزات کو جادو کی ایک قسم سمجھنے سے اور خود انبیا کو جادو گر سمجھنے سے بچایا نہیں جاسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ طٰہٰ 20: آیت نمبر 69 میں کہا کہ جادو گر جادو کرنے کے لیے جدھر سے بھی اور جس راستے سے بھی آئے ، کامیاب نہیں ہوتا۔ لوگوں نے جادو کے عمل سے بھی زیادہ بڑی اور ہولناک بات جائز قرار دی ہے۔ چنانچہ ان کا خیال ہے کہ نبی ﷺ پر جادو کیا گیا تھا، اور اس کا اثر بھی آپ ﷺ پر ہوا تھا، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے ایسا خیال ہوتا ہے کہ میں کوئی بات کہہ رہا ہوں یا کر رہا ہوں جب کہ میں نے نہ وہ بات کہی ہوتی، اور نہ کی ہوتی ہے۔ اور ایک یہودی عورت نے آپ پر کھجور کے چھلکے کے اندر کنگھی

اور بالوں میں جادو کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کو اطلاع دی کہ اس عورت نے کھجور کے غلاف کے اندر جادو کر دیا۔ اور وہ کنویں کے پتھر کے نیچے ہے۔ تو آپ نے اس کو نکلوایا اور آپ پر سے اس کا اثر زائل ہو گیا۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی نسبت کفار کے اس دعوے کو جھٹلاتے ہوئے الفرقان 25 آیت نمبر 8 میں فرمایا: ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے آدمی کی پیروی کر رہے ہو جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آیت کے ذریعہ نبی ﷺ کی بابت سحر زدہ کہنے والوں کو جھٹلا دیا، اور جھوٹا ثابت کر دیا۔ اس طرح نبی پر جادو کے متعلق وارد حدیثیں در حقیقت اسلام کے دشمنوں کی وضع کردہ ہیں۔ ان کا مقصد انبیا کے معجزات کی خصوصیات کو مٹانا ہے۔ ان کے عقیدے کے مطابق جادو اور معجزات انبیا کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ بلکہ ان سب کو ایک ہی قسم کا قرار دے دیا گیا ہے۔

جو یہ کہتے ہیں کہ انبیا کے معجزات بھی سچ ہیں، اسی طرح جادوگروں کے کرتب اور کرشمے بھی سچ ہیں۔ ان کے متضاد نظریے پر ہم کو تعجب ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جادوگر جادو کرتے وقت کامیاب نہیں ہوتا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ جادوگروں کو جھٹلاتا ہے۔ مگر یہ لوگ ان کو سچے بنا رہے ہیں۔

انبیا کے معجزات اور جادوگروں کے کرتب اور شعبدوں میں فرق یہی ہے۔ انبیا کے معجزات اس کے حقائق پر محمول ہوتے ہیں۔ جیسے دیکھیں، حقیقت میں بھی ویسے ہی ہوں گے۔ اس کا ظاہر جس طرح دکھائی دیتا ہے، اسی طرح اس کا باطن اور اندرونی حصہ بھی ہے۔ معجزات میں آپ جتنا غور کریں گے، اتنا ہی اس کی سچائی اور حقیقت واضح ہوگی۔ اگر پوری دنیا بھی مل کر اس طرح کرنا چاہے تو ان سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

جادوگر کا جادو جو ہے جھوٹ، حیلہ، دھوکا اور مکاری ہے۔ اس میں کوئی سچائی نہیں ہے۔ اس کی ظاہری صورت اس کی حقیقت کے خلاف ہوتی ہے۔ اگر غور کر کے تحقیق کریں گے، تو اس کو پہچان لیں گے۔ (احکام القرآن 1/58)

اس کے علاوہ ابو بکر جصّاص نے مزید اس کا بھی ذکر کیا:

وَحِكْمَةٌ كَافِيَةٌ تُبَيِّنُ لَك أَنَّ هَذَا كُلَّهُ مَخَارِيقُ وَحِيَلٌ لَا حَقِيقَةَ لِمَا يَدَّعُونَ لَهَا أَنَّ السَّاحِرَ وَالْمُعَزِّمَ لَوْ قَدَرَا عَلَى مَا يَدَّعِيَانِهِ مِنْ النَّفْعِ وَالضَّرَرِ مِنْ الْوُجُوهِ الَّتِي يَدَّعُونَ وَأَمْكَنَهُمَا الطَّيَرَانُ وَالْعِلْمُ بِالْغُيُوبِ وَأَخْبَارِ الْبُلْدَانِ النَّائِيَةِ وَالْخَبِيئَاتِ وَالسُّرُقِ وَالْإِضْرَارِ بِالنَّاسِ مِنْ غَيْرِ الْوُجُوهِ الَّتِي ذَكَرْنَا، لَقَدَرُوا عَلَى إزَالَةِ الْمَمَالِكِ وَاسْتِخْرَاجِ الْكُنُوزِ وَالْغَلَبَةِ عَلَى الْبُلْدَانِ بِقَتْلِ الْمُلُوكِ بِحَيْثُ لَا يَبْدَأُهُمْ مَكْرُوهٌ، وَلَمَا مَسَّهُمْ السُّوءُ وَلَا امْتَنَعُوا عَمَّنْ قَصَدَهُمْ بِمَكْرُوهٍ، وَلَاسْتَغْنَوْا عَنْ الطَّلَبِ لِمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ وَكَانَ الْمُدَّعُونَ لِذَلِكَ أَسْوَأَ النَّاسِ حَالًا وَأَكْثَرَهُمْ طَمَعًا وَاحْتِيَالًا وَتَوَصُّلًا لِأَخْذِ دَرَاهِمِ النَّاسِ وَأَظْهَرَهُمْ فَقْرًا وَإِمْلَاقًا عَلِمْت أَنَّهُمْ لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ۔ أحكام القرآن للجصاص ط العلمية (57/1)

یہ حکمت کی بات آپ کو واضح کردے گی کہ جادو کے یہ کام سب تجربہ کاری اور مکاری ہے۔ وہ جو کچھ کرنے کا دعوا کرتے ہیں، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ وہ اگر منتر کے ذریعہ فائدہ اور نقصان پہنچانے کے دعوے میں سچے ہیں، اسی طرح وہ جو دعوے کرتے ہیں کہ آسمان میں پرواز کرتے ہیں، غیب کی باتیں جانتے ہیں، اور دور دراز شہروں کی خبر رکھتے ہیں، وغیرہ تو ان جادوگروں کو چاہیے کہ موجودہ حکومتوں کو ہٹا کر دکھائیں، زمین میں مدفون پوشیدہ دفینوں اور خزانوں کو نکال باہر کریں۔ ان کا کوئی نقصان ہوے بغیر، بادشاہوں کو قتل کریں اور شہروں پر غالب آئیں۔ دوسروں سے ان کو کوئی مصیبت نہ آئے، اسی طرح ان جادوگروں کو لوگوں کے پاس ہاتھ پھیلائے بغیر رہنا چاہیے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی حالت ایسی نہیں ہے، بلکہ ان کی مالی حالت لوگوں میں سب سے بدتر ہے۔ وہ غربت وافلاس کے مارے فقیر ہیں۔ مال کے حریص اور لالچی ہیں۔ دھوکا دے کر لوگوں سے پیسے چھین لیتے ہیں۔ اور لوگوں سے خوشامد اور چاپلوسی کرتے ہیں۔ اسی سے واضح ہوتا ہے کہ یہ جادوگر جن چیزوں کا اور جن قدرتوں کا دعوا کرتے ہیں، حقیقت میں ان کو کسی چیز پر کوئی قدرت حاصل نہیں ہے۔ (احکام القرآن 57/1)

ہمارا سوال یہ ہے کہ اس طرح کھلم کھلا بیان کرنے والے ابو بکر جصاص کو کیا کسی نے معتزلہ کہا؟ جادو پارٹی نے کہا کہ معتزلہ کے سوا کسی نے جادو کا انکار نہیں کیا۔ مگر مذکورہ دلائل وشواہد سے اب

آپ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ جادو پارٹی نے جو کہا وہ حقیقت حال کے خلاف ہے۔

19-کیا اکثریت کی بات دلیل بن سکتی ہے؟

جادو کو ماننے والے، اس کا انکار کرنے والوں سے زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ اکثریت جادو کے قائل ہیں۔ اس لیے کیا اس بات کو مان لیا جائے کہ یہی موقف صحیح ہے؟

کیا مسلمان زیادہ ہیں یا اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے زیادہ ہیں؟ اگر اس طرح سوال کیا جائے، تو ظاہر سی بات ہے کہ شرک کرنے والے ہی زیادہ تعداد میں ہیں۔ اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اسلام کی شکست اور ہار ہے۔

بلکہ کھلے الفاظ میں کہنا ہے تو اللہ کا ارشاد ہے کہ بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ نہیں جانتے۔ اور لوگوں میں اکثر نادان ہیں۔ ملاحظہ ہو: الاعراف7: آیت نمبر187، یوسف12: آیت نمبر 21،40،68 ، النحل16: آیت نمبر38، لروم30: آیت نمبر30،6، سبا34: آیت نمبر28،36، المؤمن 40: آیت نمبر57، الجاثیۃ45: آیت نمبر26، اس لیے ہم ان دو مختلف موقف کو سامنے رکھ کر یہ غور کرنا ہے کہ

- کونسا موقف قابل قبول ہے؟
- کس کی رائے مناسب اور موزوں ہے؟
- کونسا موقف اسلام کا بول بالا کر سکتا ہے؟
- کونسا موقف نبی ﷺ کی عزت و وقار کو بڑھانے والا ہے؟
- کونسا نقطۂ نظر قرآن کی تعظیم میں اضافہ کرنے والا ہے؟
- اور کونسا موقف لوگوں کو دھوکا کھانے سے بچا سکتا ہے؟ اور چین و سکون غارت ہونے سے روک سکتا ہے۔ پھر اس موقف کو اختیار کر لینا چاہیے۔

20-جب جادو کچھ نہیں، تو گناہ کیوں؟

جن کا یہ عقیدہ ہے کہ جادو کے ذریعہ متاثر کیا جا سکتا ہے، وہ اپنا موقف ثابت کرنے کے لیے ہمیشہ ایک سوال کرتے ہیں۔ تھوڑا بہت غور و تدبر کرنے والے بھی اس طرح کا سوال نہیں کریں گے۔

ان کا سوال یہ ہے کہ جب اللہ کے نبی ﷺ نے فرمادیا کہ جادو بڑے گناہوں میں سے ہے۔ اور تم بھی کہتے ہو کہ جادو کفر میں ڈھکیل دے گا۔ اگر یہ کہتے ہو کہ جادو کچھ نہیں۔ تو اس کو گناہ اور کفر کس طرح کہا جا سکتا ہے؟

ہم جو کہتے ہیں کہ جادو نہیں ہے۔ اس کو وہ اچھی طرح سمجھنے کے باوجود، اس طرح ناٹک کرتے ہیں گویا وہ سمجھے ہی نہیں۔

ہمارا یہ کہنا کہ جادو نہیں ہے۔ اس معنی میں ہوتا ہے کہ جادو کے ذریعہ متاثر کیا جانے کا جو عقیدہ پایا جاتا ہے، وہ نہیں ہے۔ جادو میں کوئی اثر نہیں، اور اس کی کوئی تاثیر نہیں۔ جیسا کہ اس کو چھوٹا بچہ بھی سمجھتا ہے۔

البتہ جادو کے نام پر دھوکا، فریب اور مکاری تو ہے ہی۔ واضح رہے کہ جو چیز ہے ہی نہیں، ناپید ہے، اس کو ہے کہنا اور موجود قرار دینا گناہ نہیں ہے؟ اور یہ کہنا کہ جادوگر بھی اللہ کی طرح کام کرتا ہے، اللہ کے ساتھ شرک نہیں ہوا؟ کیا یہ باتیں بھی ان کو سمجھ میں نہیں آتیں؟

مثال کے طور پر جھوٹ کو لیجیے۔ ہم کہتے ہیں کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے۔ جھوٹ وہ ہے جو نہیں ہے، اور نہیں ہوا۔ یعنی جس کے بارے میں کہا جا رہا ہے، حقیقت میں جب وہ بات نہیں ہے، اور وہ واقعہ نہیں ہوا، تو کہنے والے کو گناہ کیوں ہو گا؟ کیا ان کا وسیع علم یہ سوال کرے گا؟

جو چیز نہیں ہے، معدوم ہے، وہ گناہ نہیں۔ بلکہ معدوم کو موجود کہنا ہی گناہ ہے۔ اسی طرح جادو سے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ چالاکی اور مکاری کے ذریعہ دھوکا دیا جا سکتا ہے۔ اس حقیقت کو جانتے ہوئے کوئی اس دھوکے کو اگر سچ کہے، تو وہ گناہ ہے۔ کیا وہ لوگ اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے؟

دنیا میں سحر (جادو) کے نام سے ایک دھوکے کا فن ہے۔ مگر اس کو دھوکے کا فن نہیں، بلکہ سچ مچ دوسروں کو متأثر کرنے کا فن کہہ کر دھوکا دینا ہی گناہ ہے۔ ان کو یہ بات سمجھ لینا چاہیے۔

21- پہلے کہی ہوی بات سے رجوع کیوں؟

اس سے پہلے ہم نے کہا اور لکھا بھی تھا کہ جادو کے ذریعہ بڑی حد تک متاثر نہیں کیا جاسکتا۔ زیادہ سے زیادہ میاں اور بیوی کے درمیان جدائی ڈالی جاسکتی ہے۔ مگر ہم اب یہ کہتے ہیں کہ جادو کے ذریعہ شوہر اور بیوی کے بیچ میں جدائی بھی نہیں ڈالی جاسکتی۔

جادو پارٹی کے لوگ اسی بات کو بڑے ثبوت کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ حالانکہ عقیدہ توحید کی بنیاد ہی یہ ہے کہ انسان کم علم والا ہے۔ اس لیے اس سے غلطیاں سرزد ہوتی ہیں۔ اس سے کوئی چھٹکارا نہیں۔ تاریخ میں دیکھیں گے کہ کوئی پائے کا عالم ایسا نہیں جو کچھ پہلے اس نے کہہ دیا ان میں سے کچھ حصہ بعد کے دور میں رجوع نہ کیا ہو۔ اسلام کا اصول یہی ہے کہ جب غلطی اور خطا کا علم ہو، اس کی اصلاح کرلے، اور اپنی بات سے رجوع کرلے۔

ہم نے اپنا موقف کیوں بدل دیا؟ اس کو زیر نظر کتاب کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص معلوم کرسکتا ہے۔ پہلے ہم نے جو کہا وہ غلط ہے، اور اب جو کہہ رہے ہیں یہی صحیح ہے۔ اس کے لیے ناقابل تردید دلائل مل چکے ہیں۔ دلائل وحجت قائم ہوجانے کے بعد ہم نے اپنی پہلی کہی ہوی بات سے رجوع کرلیا۔

اگر یہ کہا جائے کہ جادو سے میاں اور بیوی کے درمیان تفریق ہوسکتی ہے، یا یہ کہا جائے کہ جادو سے نبی ﷺ کو نفسیاتی مریض بنایا جاسکتا ہے۔ تو بھی یہ مفہوم آتا ہے کہ جادوگر کو اللہ کی طرح قدرت حاصل ہے۔

قرآن کی بہت سی آیتیں دلالت کرتی ہیں کہ جادو سے کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے برخلاف ہمارا پرانا موقف تھا، اس لیے ہم نے اس کو ٹھیک کیا۔ اور یہ تبدیلی اور رجوع قابل ستائش ہے۔ جس میں عیب ڈھونڈنے کا کوئی وجہ جواز نہیں۔

کچھ لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ سب کچھ مکمل طور پر تحقیق کرنے کے بعد ہی اس بات کو بتائی جاسکتی تھی؟

یہ سوال ایک مسلمان پوچھنے کا نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا موقف کا انحصار دلائل وبراہین پر ہونا چاہیے۔ چنانچہ اب ہم نے جو کہا ہے اس کو اگر دلائل سے غلط ہونا ثابت کردے، تو اس سے رجوع کرنے میں نہیں ہچکچائیں گے۔ بلکہ اس کی رہنمائی کرنے والے کو شکریہ ادا کرنے سے بھی نہیں شرمائیں گے۔

پہلے ایک موقف، پھر بعد میں اس سے رجوع، ایسا تمام ائمہ کرام سے بھی ہوا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، غرض تمام ائمہ کی بھی پرانی بات اور نئی بات، اس طرح بہت ہیں۔

ابو حنیفہ کی پہلے ایک رائے تھی۔ پھر انہوں نے رائے بدل دی۔ اس طریقے سے ان کے بہت سے اقوال ہیں۔ اس طرح شافعی نے کسی مسئلے میں یوں کہا پھر اس سے رجوع کر لیا، بے شمار مسائل میں رائے بدلتی رہی۔ اور اپنائے ہوئے موقف میں تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ چنانچہ بڑی تعداد میں تبدیلی موقف کی لمبی فہرستیں ہیں۔

نیکوکاروں سے غلطی ہو جائے، اور اس کا صحیح علم ہوتے ہی فوراً اس سے وہ رجوع کر لیتے ہیں۔ اور اعلان کر دیتے ہیں کہ ہم نے غلطی سے اس طرح کہہ دیا۔ اب اس موقف کو بدل لیتے ہیں۔ تاکہ لوگ ان کی پرانی بات پر نہ چلیں۔ بلکہ دلائل کی بنیاد پر نئے موقف کو اپنائیں۔

اگر بدکاروں سے غلطی ہو جائے، اور اس کا احساس بھی ہو، پھر بھی اپنی بات پر اڑے رہیں گے۔ اس موقف کو دلائل سے غلط ثابت کر دینے پر بھی اس سے رجوع نہیں کریں گے۔ بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک زمانے سے اس طرح کہتے آئے ہیں۔ اگر ہم اس کو بدل دیں، تو پھر ہماری عزت چلی جائے گی۔ چنانچہ وہ ہٹ دھرمی کے ساتھ لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔

دلائل اور ثبوت کی بناپر موقف بدل دینا قابل تعریف اور مستحسن کام ہے۔ مگر یہ لوگ خوبی کو خامی اور عیب کی طرح پیش کر رہے ہیں۔

ہم عرصہ دراز سے روزہ کھولتے وقت یہ دعا پڑھ رہے تھے کہ ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

اس کی سند میں ایک ایسے راوی ہیں جن کے نام سے دو راوی آتے ہیں۔ ایک راوی ثقہ اور قابل بھروسا مگر اسی نام کے دوسرے راوی ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ ہم اس ضعیف راوی کو غلطی سے ثقہ راوی سمجھ کر مذکورہ دعا کو صحیح اور مسنون کہتے آرہے تھے۔

مگر بعد میں اس کا پتا چلا، اسی وقت ہم نے اپنا ویب سائٹ آن لائن پی جے ڈاٹ کام کے ذریعہ اس کی خبر دی۔ ماہنامے میں بھی اس کی حقیقت کو سمجھایا۔ پھر نوٹس اور عوامی جلسوں کے ذریعہ بھی لوگوں تک حقیقت پہنچادی۔

غلطی کا اعتراف اور اصلاح میں ہم نے کبھی پس و پیش نہیں کیا۔ بلکہ جوں ہی غلطی کا علم ہوا، فوراًہی اس کا اعتراف کیا اور صحیح موقف اپنایا۔

صحابہ کرام نے پہلے پتھروں کی پوجا کی تھی، بعد میں اسلام قبول کیا۔ کیا ان سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ تم نے پتھروں کی پوجا کیوں کی؟ اسی وقت اسلام میں آسکتے تھے؟ چنانچہ ان لوگوں کے دعوے کے مطابق کوئی کافر اسلام میں نہیں آسکتا!

کوئی قبر پرست، توحید کا قائل ہو جائے، تو یہ لوگ کہیں گے کہ کل درگاہ کی پرستش کرکے، آج اس کو غلط کہہ رہا ہے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ کل ہی وہ بات کہہ سکتا تھا، کیوں نہیں کہا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کل اس کے بارے میں معلوم نہیں تھا۔ مگر آج اس سے واقف ہو گیا۔

22- کیا میجک (Magic) کرنا شرک ہے؟

ہم سے ایک اور سوال بھی کیا جاتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ جادو دراصل میجک ہے، اور تم یہ بھی کہتے ہو کہ جادو شرک ہے۔ تو کیا میجک سیکھنا اور میجک دیکھنا شرک ہے؟

یہ سوال بھی عام طور پر ہر جگہ پوچھا جاتا ہے۔ اس لیے قدرے وضاحت ضروری ہے۔ کبھی ظاہر میں دو کام ایک ہی جیسے ہوں گے، مگر اس کے پیچھے جو نظریہ اور عقیدہ کارفرما ہے اسی لحاظ سے وہ دونوں الگ الگ ہو جائیں گے۔

مثال کے طور پر ایک سونے کا مالا (گولڈ چین) ہے۔ ہندوؤں میں شوہر شادی کے موقع پر دلہن کے گلے میں ڈالتا ہے جب تک شوہر زندہ رہتا ہے، وہ مالا اسی طرح گلے میں ہی رہنے دیا جاتا ہے۔ اس کو ہمارے یہاں کالی پوت (منگل ستر) کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ یوں ہی زیور کے طور پر بھی عورتیں پہنتی ہیں۔ دیکھنے میں شکل وصورت میں وہ سونے کا مالا ہی ہے۔ مگر خاص عقیدے کی وجہ سے دونوں میں فرق ہوتا ہے۔

ان کا عقیدہ ہے کہ شادی کا رشتہ ہی اس کالی پوت یا منگل ستر میں ہے۔ اگر وہ مالا ٹوٹ جائے، تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ شوہر کو کوئی مصیبت آئے گی۔ چونکہ کالی پوت کے پیچھے بدعقیدگی پائی جاتی ہے۔ اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کا استعمال نہ کیا جائے۔

اسی وقت ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ عورتیں اگر زیب وزینت کے طور پر اس کو پہنیں، تو وہ جائز ہے۔ یعنی سونے کا مالا تو ایک ہی ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارے عقیدے کو کس طرح متاثر کرتا ہے؟ کیا اس میں بدعقیدگی پائی جاتی ہے؟ اس کے بعد ہی فیصلہ کرتے ہیں۔

ایک آدمی کیلا (موز) لے جا کر پوجا پاٹ میں رکھتا ہے پھر اس کیلے کو ہمارے پاس دیتا ہے، تو ہم اس کو نہیں لیتے۔ مگر ایک دوست کیلا لا کر پوجا پاٹ کے بغیر، ایسے ہی پیش کرتا ہے تو ہم اسے قبول کر لیتے ہیں۔ دونوں اگرچہ کیلے ہی ہیں، مگر ایک کو پوجا پاٹ میں رکھ کر اس کے ساتھ تبرک کا غلط عقیدہ

شامل ہو گیا، اس لیے دین اسلام اسے حرام کہتا ہے۔ رہا دوسرا کیلا، اس میں چونکہ اس قسم کا بد عقیدہ نہیں ہے، اس لیے اس کا استعمال اور کھانا حلال ہے۔

اسی طرح میجک اور جادو دیکھنے میں دونوں اگرچہ ایک ہی جیسے معلوم ہوتے ہیں، مگر اس کے پیچھے جو بد عقیدگی پائی جاتی ہے اس کے اعتبار سے دونوں میں فرق ہوتا ہے۔

میجک کرنے والا خالی ہاتھ سے اگر انگوٹھی لا کر حاضر کر دے، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس کے پاس پہلے نہیں تھی، اب اس نے منگوا دیا۔ اس طرح نہ میجک کرنے والا کہتا ہے، اور نہ لوگ اس طرح سمجھتے ہیں۔ بلکہ سب لوگ جانتے ہیں اور ہم بھی مانتے ہیں کہ وہ میجک کرنے والا اس انگوٹھی کو پہلے ہی سے چھپائے رکھا ہوتا ہے۔ پھر اس کو اس طریقے سے ظاہر کرتا ہے کہ کسی کو اس کا پتا نہیں چلتا۔ اس کے لیے وہ کچھ چال چلتا ہے، اور ہماری نظروں کو کسی اور طرف پھیر دیتا ہے۔

کوئی بھی شخص میجک کرنے والے کے پاس جا کر یہ نہیں پوچھتا کہ اس کی گم شدہ بکری کہاں ہے اور اس کو لا کر حاضر کر۔ اسی طرح کوئی بھی اس کے پاس یہ مقصد لے کر نہیں جاتا کہ وہ میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالے گا، یا دشمن کے ہاتھ پیر کام کرنے سے موقوف کر دے گا۔ اگر کوئی نادان اس میجک کرنے والے سے اس طرح کرنے کے لیے درخواست کرے بھی، تو وہ صاف طور سے کہہ دے گا کہ وہ اس طرح نہیں کر سکتا۔

مگر جادو گر کیا کرتا ہے؟ باقاعدہ اعلان کرتا ہے کہ میں حقیقت میں معمول کے خلاف، خرق عادت کرشمہ دکھاؤں گا، معجزہ ظاہر کروں گا۔ میں یہیں رہ کر کہیں دور رہنے والے فلاں کے ہاتھ پیر معذور کر دوں گا۔ اور دعوا کرتا ہے کہ میں منتر کے ذریعہ شوہر کو بیوی سے الگ کر دوں گا اور بیوی کو شوہر سے جدا کر کے بتاؤں گا۔ اور لوگ بھی اس مقصد کے لیے اس کے پاس حاضری دیتے ہیں۔

میجک کرنے والا طے شدہ نمائش گاہ (میجک شو) میں وہی میجک کر دکھائے گا جس کے لیے وہ پہلے سے تیاری کر کے آیا ہے، اور بس۔

اس کے مقابل میں جادو گر کا رویہ کیسا ہے؟ جادو گر پہلے سے جو منصوبہ بنا رکھا ہے، وہ نہ

صرف اس کو کرتا ہے، بلکہ اس سے آگے جو شخص بھی اس کے پاس آتا ہے، جس کے خلاف بھی اس سے شکایت کرتا ہے اور اس سے جو کام کرنے اور جو سزا دینے کے لیے کہتا ہے سبھی کو وہ کر دکھانے کی قدرت ہونے کا زوردار دعوا کرتا ہے۔ یہی جادو ہے۔

ایک میں ہمارا علم کہتا ہے کہ شرک پایا جاتا ہے، اور دوسرے میں ہمارا علم فیصلہ کرتا ہے کہ وقت گزاری اور دل بہلانے کے لیے کیے جانے والے حیرت انگیز کرتب اور شعبدے ہیں۔ اس فرق کو سمجھنا چاہیے۔

انگریزی زبان میں اس فرق کو ظاہر کرنے کے لیے ایک کو میجک کہتے ہیں، اور ایک کو بلاک میجک کہتے ہیں۔ اور ہم اس بلاک میجک کو ہی جادو، کالا جادو، ٹونا، افسوں اور طلسم وغیرہ کہتے ہیں۔

میجک کرنے والا کہے گا کہ یہ میجک مشق اور مہارت حاصل کرنے سے کیا جاتا ہے، اور کہے گا کہ تم بھی مسلسل مشق کے ذریعہ اس طرح کر سکتے ہو۔

مگر جادوگر کہے گا کہ اس کے پاس جو منتر کی طاقت ہے، اس کے زور سے وہ دوسروں پر جادو کرتا اور اثر ڈالتا ہے۔

اس لیے یقین جانیے کہ جادو کے ذریعہ کسی پر بھی کسی قسم کا اثر نہیں ڈالا جا سکتا۔ اور جادو منتر سے کسی کا کچھ بھی بگاڑا نہیں جا سکتا۔ اسلام کا صحیح عقیدہ یہی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صحیح عقیدہ اپنانے اور اس کے مطابق نیک عمل کرنے والا بنائے۔

****

مناظر اسلام شیخ پی۔زین العابدین حفظہ اللہ کی مطبوعات

1۔القرآن الکریم۔ (تعارف، تاریخ،اصطلاحات، فہرست مضامین،

ترجمہ، تفسیر،سائنسی دلائل،اشکالات اور اعتراضات کے جوابات)

2۔ قرآن کا پیش کردہ عقیدہ توحید

3۔غلط عقائد کی اصلاح

4۔اسلام کی نظر میں خواب کی تعبیر

5۔اسلام اور درگاہ پرستی

6۔کیا بھوت پریت ہے؟

7۔جادو منتر ایک دھوکا اور فریب ہے

8۔بدعت ایک تحقیقی جائزہ

9۔صحابہ کرام اور ہمارا موقف

10۔مالِ مُزَکّا میں زکات ایک تحقیقی جائزہ

11۔رویت ہلال۔ایک تحقیقی جائزہ

12۔قیامت کی دس نشانیاں

13۔ٹوپی ایک تحقیقی جائزہ

14۔اہل کتاب کون ہیں؟

15۔کن چیزوں کو کھانا حرام ہے؟